

# مضامین لوٹیکل

مشرقیہ جہاں لوٹیکل

(۱) کانفرنس راولپنڈی کی کیفیت پر چٹوٹ

(۲) افواج ریاست ہائے وسی

(۳) برطیش نیو آرمی

(۴) نیو والنسبرگ

نن نایج نون صافی منشی احمد شقیع صاحب مرشد

محکمہ صاحب ڈپٹی کسٹرن ہمار ضلع راولپنڈی پنجاب

مصنف ثبوت وجہ الوجود حافظ احمدی تہرہ احمدی

و رفیق ناکتہ داغیرہ

تا ناہن سر مورین منشی سراج الدین

پر ٹنٹ کے ہتھام چہا

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان پولیسکل مضامین سے چند ماہ پیشتر میں نے خوابِ حیرت نامی ایک رسالے کا مسودہ لکھا تھا۔ اس کی تصنیف سے دو غرضیں وابستہ تھیں۔  
۱۔ مسلمانوں کی جانب سے بعض نیگواترین وغیرہ کے دلوں میں جو پولیسکل بدظنی سما گئی تھی وہ رفع ہو جائے۔

۲۔ بعض مسلمانوں کے دلوں میں جو غلط اُدام داخل ہو گئے تھے وہ دور ہو جائیں۔ اور جو کچھ دین و دنیا کی بہتر ہی کے وسط قرار دے کے لئے تیار ہو جائے۔

Checked

1987

مہنوز اس مسودہ کی نظر ثانی کی نوبت نہیں پہنچی تھی کہ امیر عبدالرحمن صاحبِ طلی کابل اخیر مارچ ۱۹۸۷ء میں بمقام راولپنڈی تشریف لائے اور کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس وقت میں جہلم میں یقینات تھابہ درمیان اس کنس کے دیکھنے کو راولپنڈی آیا تھا۔

میں روس کی چھیر چھار بہت مدت پیشتر سے شروع تھی مگر پچھلے تین کانفرنس کے زمانہ میں برپا ہوا۔ اس سے آئی پولیسکل

میں اس کے لئے ایک رسالہ لکھا گیا تھا جس کا نام خوابِ حیرت تھا۔

پرانڈھیر اچھا گیا اور امید نہ تھی کہ بغیر ٹوپ و تفنگ کی کڑ  
دور ہو۔

جب روس کے ساتھ لڑائی مٹی ہوئی معلوم نہ ہوتی تھی تو بعض انگریز  
انڈین جنارون میں یہ بحثیں شروع ہو گئی تھیں۔  
۱۔ آیا ویسی ریاستیں ایسے نازک وقت میں برطیش گورنمنٹ کی خواہ  
ور و فادار ہونگی۔ کیا انکی فوجیں برطیش گورنمنٹ کے حق میں موجب خطرہ  
نہیں ہیں۔

۲۔ کیا ویسی نیٹو آرمی پر بھروسہ ہو سکتا ہے۔  
۳۔ کیا ویسیوں کو ڈالٹن پٹے کی اجازت دینا خطرہ نہیں ہے۔ کیا مسلمان  
ہندو خاصاً اور دیگر اقوام ہندوستان کے منتظر ہیں کہ جب موقع ملے تو  
برطیش گورنمنٹ کی اطاعت کا غائبہ کندھے پر سے اتار کر چھینک دیں۔  
ان مباحث پر جو کچھ بعض انگریزوں نے لکھا اسکا حاصل یہ  
تھا کہ کئی ریاستوں پر ہندوستانی سرکاری فوج پر ہندوستان  
کے مسلمانوں پر ہندوستان کے دیگر باشندوں پر بھروسہ نہیں ہو سکتا۔  
اب قیاس میں آ سکتا ہے کہ جو شخص خود سرکارانگی نیری کا دل سے خواہ  
ہو اپنی قوم کا غمخوار ہو اور یقیناً جانتا ہو کہ ہندوستان کے باشندے اعلیٰ

سے انعموم سرکار برطیش کے وفادار رعایا میں اور روس سے ان کو دلی  
 رشتہ داروں کے دلوں کو ایسے بے بنیاد الزاموں سے جو ایسے نازک وقت میں لگائے  
 گئے ہیں ان کو ان سب سے بچا دیا جائے گا۔

پھر اگر باوصف اس علم و یقین کے کہ ہندوستان ایک سر سے دوسرے تک  
 سرکار کی خیر خواہی کے نشے میں سرشار ہے مگر اٹھوں کو اس کی راستی ٹیڑھی  
 دکھائی دیتی ہے وہ خاموش ہو رہتا تو میرا دل (کاشش) گواہی دیتا ہے کہ  
 وہ سرکار اور قوم دونوں کا مجرم ٹھہرتا ہے

اگرچہ ہم کہنا بنیاد چاہتے ہیں کہ اگر خاموشی نہ سنیم گناہ بہت  
 ہی باعث ہے کہ اس سچپان نے باوصف قلت فرصت کے یہ چند پولیٹیکل مضامین  
 اس وقت شائع نہیں کیے اور اخبار کوہ نور میں چھپوائے گئے

اگرچہ اس وقت اخبار میں چھپ جانے سے جو کچھ ان مضامین کی تحریر سے  
 مقصود تھا وہ کی قدر حاصل ہوا۔ تاہم میرے دوست ڈاکٹر شیخ فضل الدین  
 صاحب اسٹنٹ سرجن (جنفی الحال گجرات میں متعین ہیں) اور میرے دوست

محب نشی سراج الدین صاحب نے اس وقت اسٹنٹ ڈپٹی پریس ریاست  
 سرسور نامہ میں یہ خیال کیا کہ اگر ان مضامین کو بہت کتاب میں جمع کر کے شائع  
 نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ پبلک کے ذہن سے آگہی کا ایک عمدہ ذخیرہ مفت جلتا

یہ مضامین اس وقت  
 سرسور نامہ میں  
 شائع ہوئے ہیں  
 ان کو پبلک کے  
 ذہن سے آگہی  
 کا ایک عمدہ  
 ذخیرہ مفت  
 جلتا ہے





# کانفرنس راولپنڈی کی کیفیت پر چند نوٹ

ریل کا انتظام

اس سے پہلے جس بات سے ہندی بین پوسٹ پر میرے دل میں اثر ہوا وہ یہ نہیں کہ عاید اور عساکر کی آمد و رفت میں جو پیٹریاٹ ہوئی وہ انتظام ریلوے کی خوبی سے باارام تمام ہو کر سے نہ سمجھیں انٹرنیشنل کو پہنچ گئی۔ اگر گورنمنٹ کے متصل وہ ریل کا حادثہ ہوتا تو ریل کے انتظام کی خوبی پر کسی قسم کا شبہ نہ آتا۔ اس حادثہ کی نسبت بہتر سمجھنا منظم نہیں ہوا کہ برخواست شدہ قلعوں کی شدت سے یہ واقعہ میں آیا۔ یا کثرت آمد و رفت کے سبب ریل کا جوڑ کھل گیا تھا۔ تحقیقات اس کی پٹری میں ہو رہی ہے۔ ریل کے متعلق مجھے یہ بھی خیال گذرا کہ اگر ریل نہ ہوتی تو اس مسئلہ کے حل نہ ہوتا۔ اگر عاید اس ہو کر سے عرصہ میں جمع نہ ہو سکتے۔ معاً مسئلہ کا حل ہی زمانہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ جب پہلی دفعہ کابل ریلوے کی چوٹی پہنچی۔

۱۲۴۷ء کا مشہور اور حب اس زمانہ کا اس زمانہ سے مقابلہ کیا تو چونکہ وہ خود بھول  
کے ساتھ مقابلہ میں اطمینان کی پیرری آئی۔ اگر آج کو بیٹے وریل میں  
اس قدر ترقی نہ کی ہوتی تو جو کام ہفتہ میں پہننے کیا وہ مہینوں میں نہ ہوا ہوتا  
نہ صرف بعد کافی ہی نہیں گھٹا دیا۔ بلکہ بعد کافی ہی گھٹا دیا ہے۔ اور  
اس سے چین روس کے مقابلہ میں جنگی تیاریوں کے واسطے آج وہ سہولت  
حاصل ہے جو ۱۲۲ برس پیشتر نہ تھی۔

کپ کے مختلف **میں** پٹنڈی پوئچکرو وون میں جملہ کپ کا ملاحظہ کیا۔ امیر  
کپ کے ایک امیر انجیف صاحب کا کپ۔ سول کپ۔ نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب  
کا کپ۔ گورنر جنرل کا کپ۔ اور راجگان کے کپ۔ ہر کپ کو ایک جدا  
بستی تھی۔ پہر صرف ہی نہیں تھا کہ خیمہ نصب ہیں اور کچھ نہیں۔ چیمون کے  
علاوہ اکثر کپ کے مندر میں باغیچہ لگا ہوا تھا۔ خوش قطع روشین بنی ہوئی  
تہیں۔ آنکھوں کو تروتازہ کر دینا اس لئے لہا لہا تھا۔ سچہ ٹرکین بنی ہوئی  
تہیں۔ لیچن کن پتہ ریل کی شاخ بھی پوئچائی گئی تھی۔ اور دور دراز  
نصب تہیں۔ اگر امیر صاحب کی کوٹھی سے چلکر کوئی شخص جملہ کپ دیکھنے  
کا ارادہ کرے تو کم سے کم، یا ہیل کا چکر اڑ سکے لگانا ہوگا اور اڑ سکے وہ بہار  
تظر آوے گی جو قلم کے زبان سے ادا نہیں ہو سکتی۔

ان جملہ کپ کی رسد رسانی وغیرہ کا انتظام کچھ سان کام تھا

رسد رسانی

اور جب بچہ دیکھا جاوے کہ، مارچ سے ۲۸ مارچ تک جہہ سامان لیس ہو گیا تھا تو بچہ ساختہ کار پر دوازان متعلقہ کی محنت اور لیاقت کا خیال ملین آجاتا ہے میجرلٹ صاحب کیشنر بہادر کی زیر نگرانی بچہ سارا کام ہوا۔

فسران مشظم اور کلارک صاحب بہادر ڈیٹی کیشنر اس انتظام میں اون کے وائس بازو تھے مہدی خان صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کیشنر بہادر۔ سید امیر علی صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کیشنر۔ غلام محی الدین خاں صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کیشنر۔ راجہ جہاندار خاں صاحب بہادر اکسٹرا اسٹنٹ کیشنر۔ سید عالم شاہ صاحب اکسٹرا اسٹنٹ کیشنر۔ سید دلاور شاہ منصف۔ نواب خاں صاحب تحصیلدار۔ نذر محمد صاحب تحصیلدار۔ امام علی خاں صاحب تحصیلدار۔ اور دوسرے صاحب تحصیلدار اس کار نمایان میں حکام بالادست کے معین و مددگار تھے۔ ان کے علاوہ شاید چند صاحب آؤر بھی ہونگے جن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ مگر جیسا تک اس انتظام کی خوبی میری نظر میں گذری میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ان سب صاحبوں کی ثباتہ روزی محنت کا نتیجہ ہے۔ مہدی خان صاحب امیر صاحب کی مہانداری میں بہادر اور پٹنہ ہی ہر دو جگہ میں مصروف رہی۔

سرپرل گریفن اور بڑے بڑے حکام کے (پولیس سرکل میں) مجھ کو سرپرل گریفن محرمات خاں صاحب صاحب بہادر کی جگہ خالی معلوم ہوئی۔ ان سے اوتر کر مجھ سی۔ ایس۔ آئی۔ احمد دار محرمات خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی جگہ بھی خالی

معلوم ہوئی۔ یہ نہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس موقع پر کن ان خاص لے اونچی جگہ پر کھڑی تھی  
پوری کی۔ اگرچہ میں اسکا اعتراض کرتا ہوں کہ اس کے ہونے سے کانفرنس کی  
سورہروائی ایک نکتہ نہ ہی۔

کمپ کہتے ہیں ایک ٹیپے بہاری کمپ کا ذکر بول گیا وہ کہنے والا کہیں  
میان بہاری فوج و ترسی ہوئی تھی انکے علاوہ والیہ کمپ وغیرہ ملے تھے۔

برقی روشنی امیر صاحب کی کوٹھی سے قریب گاہ گورنر خیر آباد تک سختیاً نہ مل کا

فاصلہ ہوگا۔ اس فاصلہ میں میٹرک پر دورویہ لعلیٹ شرب کو روشن ہوتی تھیں اور

ٹیلر لطف دیکھاتی تھیں۔ خاص امیر صاحب کی کوٹھی برقی روشنی سے منہ کی جاتی

تھی۔ یہ قدر قابل دید تھا۔ جو کوٹھی اور قیام گاہ امیر صاحب کو ملے سجائی

اور مہینیاں تھی تھی۔ اونچی نسبت اور اون نے بہت کچھ کہا ہے سو سٹیمین اور

کے تفصیلی ذکر سے احتراز کرتا ہوں۔ البتہ عقدر کہنے کی اجازت چاہتا ہوں

کہ صرف اس کی آراستگی کا مصارف ۳۳ ہزار روپیہ تھا۔

ایک ایک پر ضیافت عجب آرزو ہے کہ میں یہ معلوم کر سکوں کہ اس کوٹھی کی جھاوٹ

اور ہوا زانی سے اور برقی روشنی اور ضیافت سے امیر صاحب کے ولیر کیا نقش

کیا نقش تھا۔ ہر اگر افسوس کہ مجھے کوئی ذریعہ ایسا حاصل نہیں ہو چکا ہے

رو سے واقعی طور پر میں کوئی نتیجہ نکال سکتا۔ اسے قیاس کے سیرے پاس

اور کوئی شے نہیں تھی۔ جس سے اسباب میں بہار القیاس سے کام

یہ ہیں جسے وقت نہ بڑھتی۔ اگرچہ یہ یہ معلوم ہو جائے کہ امیر صاحب کے  
محل و ملک کا ایک کپڑا ہاں پرین۔ اور جب وہ روس میں رہے تھے تو وہ  
افغانی بود و باش کے لئے روس نے کیا سامان مہیا کئے تھے مگر یہ دولہا تین  
معلوم نہ ہو سکیں۔ اور اسی میں کوئی مقابلہ نہ کر سکا اور نہ کوئی نتیجہ نکال سکا  
قیاسی رائے [ابوصف اینچہ میں اس قدر کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہماری گونڈ  
نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ مہمان نوازی کا فرو گذاشت نہیں کیا اور  
اس مہمان عزیز کی اسی خاطر داری کی جس سے زیادہ شاید چیز مکان سے  
باہر تھی میں نہیں سمجھتا کہ امیر صاحب کی زبان سے بے ساختہ یہ صریح کیوں  
نہ نکلا ہو۔ شکر نعمتہائے توحید انکہ نعمتہائے تو۔

سفر ار سوجان سنگہ  
ایام قیام منڈی مین میرا گز سر وار سوجان سنگہ صاحب کے  
صاحب کی مہمانداری  
باغ مین بھی ہوا یہ باغ شہر سے باہر ہے اور جہان مہاراجا  
پنجاب کے کپتے اور مکے متصل ہے اس باغ مین سر وار صاحب کی ایک نہایت  
عجوبہ کوٹھی بنی ہوئی ہے۔ اور چند اور عمدہ مکان مین اس کوٹھی مین اور سب  
مکان مین دور و نزدیک کے مہمان اور رہتے ہوئے رہتے اور جیکے واسطے  
مکان کا بندوبست نہ ہو سکا تھا وہ صحن باغ مین نیچے لگائے ہوئے تھے۔  
وریاقت سے معلوم ہوا کہ ان مین سے بعض مہمان ایسے تھے جنکو سر وار صاحب  
سے تعارف سابقہ ہی حاصل نہ تھا۔ چنانچہ نام ان کے یہ مین۔

۱۔ راجہ ہرنیش سنگھ صاحب	لاہور	۲۔ نواب از ش علی خاں قزلباش	لاہور
۳۔ فقیر قمر الدین صاحب	۔	۳۔ برکت علی خاں صاحب بہادر	۔
۴۔ سردار نرائن سنگھ صاحب	۔	۴۔ سردار گلاب سنگھ صاحب	مٹاڑیوالہ
۵۔ نواب عبدالحی خاں صاحب	۔	۵۔ سردار امان سنگھ صاحب	امر تسر
۶۔ نواب غلام محبوب سبجائی صاحب	۔	۱۰۔ بہائی جیمیر سنگھ صاحب	نکڑال
۱۱۔ سردار عطر سنگھ صاحب	بہدور	۱۲۔ سردار بنگو ان سنگھ صاحب	بنور
۱۳۔ سردار بدین سنگھ صاحب	بنور	۱۳۔ بابا کیم سنگھ صاحب	راولپنڈی
۱۴۔ سردار گوہر سنگھ صاحب	ستیمون	۱۴۔ سیٹھ نمائند اس صاحب	مہترا
۱۵۔ سردار کپٹن خلیع راولپنڈی	۔	۱۵۔ ملک اولیا خان صاحب	ضلع راولپنڈی
۱۶۔ نواب خاں صاحب	۔	۲۰۔ سکشنر محمد خاں صاحب	ضلع شاہ پور
۲۱۔ وکیل صاحب ریاست	چترال	۲۲۔ سردار لہنا سنگھ صاحب	گوجرانوالہ
۲۳۔ سردار امر سنگھ صاحب	گوجرانوالہ	۲۴۔ گوردیش سنگھ صاحب	۔
۲۵۔ سنگھ گلم صاحب	ملک انجاء لاہور		

ہیں سب صاحبوں کے ساتھ علی قدر مراتب صاحب اور خدام ہی تھے۔ اور باغ کا ہر گوشہ پیریاڈ سے ایک چوٹا سا قصبہ پر رونق معلوم ہوتا تھا۔

ہمیں ان صاحبوں کا نام نامی لکھنے سے ایک خاص بات کا تذکرہ کرنا منظور ہے اور وہ یہ ہے کہ سردار سوجان سنگھ بن چکریا سا نہ گورہ بالائی جب تک وہ

رہے وریا ولی سے ضیافت اور مہمانداری میں مصروف رہے اور تھینا  
 پندرہ یا بیس عہدہ عہدہ قسم کی بگھیان ان صاحبوں کی سیر کے واسطے ہر وقت  
 ان کی خدمت میں حاضر رہتے اور آپ ایک پورانی سی ٹم ٹم پر قلع رہے  
 اور کبھی وہ ہی مہانوں نے لے لی تو خود کرایہ کی گاڑی پر آتے جاتے رہے  
 چنے اس فیاض سردار کا اکثر ذکر خیر سنا تھا اگر اس کی فیاضی کی کوئی مثال ملے  
 آنکھ کے سامنے سے نہیں گزری تھی۔ یہ پہلی ہی دفعہ ہے کہ چنے چشم خود یہ  
 حال دیکھا۔

سردار سوجان سنگھ ہمارا مقصود ان سردار کو خوش کرنے یا ان کی خوشامد کرنے  
 صاحب کے تذکرہ سے کا شخص ہے ہم ان سردار سے بہت تہوڑے واقف ہیں۔ ہم  
 مقصود کیا ہے۔ ان سردار کے مہانوں میں سے ہی نہیں تھے۔ نہ جگوان سے  
 اور کسی قسم کا لگاؤ ہے مگر ہمیں خیال آیا کہ اگر یہ پبلک اسپرٹڈ سردار کا جو حال  
 معلوم ہوا ہے اس کی ہم نوٹس نہ لیونگے تو فیاضی کے حق میں خیر ہوگا۔  
 چنے ان سردار کے پبلک اسپرٹ کا ایک اور کام دیکھا ہے وہ یہ ہے۔

مارکیٹ راولپنڈی ان سردار نے ایک مارکیٹ راولپنڈی میں بنوایا ہے بڑی  
 عالیشان عمارت ہے ایک لمبا چوڑا حال ہے۔ اس کے دروازہ کے پاس  
 دوسری منزل پر ایک عہدہ عمارت ہے جس میں پہلے ریڈنگ کلب تھا۔ اب  
 نہیں ہے۔ اعلیٰ بازار میں جب قدر دوکانا بیٹھتے ہیں۔ ان سے یہ سردار



کرا یہ نہیں لیتے۔ جب بارش کے سبب دربار کی تاریخ بڑھنے لگی تھی تو گورنرٹ  
کا یہ ارادہ ہوا تھا کہ اس مارکیٹ میں دربار منعقد کیا جاوے کہ اوسمین بارش  
سے ہر طرح کا امن حاصل تھا۔ مگر چونکہ بارش نے وقفہ دیا سو اسطے خیام گاہ  
ررباری کا بلانا مناسب تصور نہ ہوا۔

اس مارکیٹ کے دیکھنے سے ہمیں افسوس ہی آیا وہ یہ کہ ہنوز یہ اچھی طرح آباد  
نہیں ہوا اور اسکے آباد نہ ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس موقع پر یہ  
بنایا گیا ہے وہ آبادی صدیوں سے دور تھا ہوا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ  
اس وقت کے آبادی ابھی پر ہے۔ وہ دن و گنی اور رات چو گنی کی ترقی ہوئی  
ہوئی پر اگر اس کی ترقی ہوتی رہتی تو اس کی آبادی اب زمانہ  
میں مرکز آبادی صدر کا ہو جاوے۔ سوائے کھلے اور بستی کے۔ ایسا مارکیٹ  
اور کسی جگہ ہنوز تیار نہیں ہوا۔

سرواڑو جان سنگہ ان سردار کا ذکر کرنے سے ہندی یہی ہے کہ پنجاب  
میں اور جتنے دولت مند آدمی ہیں وہ ان سردار کی چال  
اور زندگی کی غیبی سیکھیں۔ روپیہ جمع کرنے میں کچھ خبری نہیں ہے جو کچھ  
خوبی ہے وہ اس کے نیک استعمال میں ہے۔ برائے ہندون جو سنگہ  
چارے ملک میں دولت مند لگا لگا ہا نہیں جو کچھ گاہا ہے وہ ہمت کا ہے  
ہکو اس کی ہمت زیادہ تر پبلک کے کاموں میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

اور وہ صرف نام کے واسطے نہ ہو بلکہ کام کے واسطے۔ اگر اوس کام میں دھوکہ دیا تو ہونے دیجئے۔

میرا سوجان سنگہ بیان ہکوان سردار ذی وقار کے والد بزرگوار کی ایک صاحبکے والد بزرگوار حکایت یاد آئی جو ایک بے لگاؤ شخص نے اثنائے تفتیش کی عداوت میں تذکرہ تاہم سے کہی تھی اور وہ یہ ہے کہ ایک دن ایک برہمن انکے والد بزرگوار کے پاس آیا اور سوال کیا کہ اوس شخص کی کنہیا کنہیا بوجھ ہوئی ہے۔ پدارتھ اس نہیں کہ اسکا بیاہ کیا جاوے۔ سردار صاحب اس وقت بہت مقروض تھے۔ اکثر قرضیں حساب کرتے تھے۔ تقاضا کرنے آئے ہوئے تھے۔ اور ادائے قرضہ کی کوئی پیم

آتی تھی۔ تاہم اوس فیاض شخص نے اپنے معتمد کو دوسروں پر یہ کار قلم لکھ دیا اور کہا کہ یہ تو کسی ساہوکار سے اس برہمن کو دلا دو۔ جہاں ... قرض دینا ہے وہاں ... دینا سہی مگر اس مخیر سردار کی نیک دلی نگاہی۔

میں قرضہ ادا ہو گیا۔ اور انکے نقش قدم پر چلنے سے سردار سوجان سنگہ کو آج وہ ثروت اور سطوت حاصل ہے کہ چنانچہ بہت کم اشخاص کو حاصل ہوگی۔

راولپنڈی شہر کا راولپنڈی کے رئیس کا ذکر کرنے کے بعد مناسب ہے کہ

تذکرہ میں خاص راولپنڈی کا ہی تھوڑا سا ذکر کر دوں۔ اگر میں

غلطی نہیں ہوں تو ۲۰ برس پیشتر راولپنڈی ایک مختصر سا قصبہ تھا۔ آج وہ

اس قدر پہلایا ہوا ہے کہ لاہور و امرتسر سے ٹکر لیتا ہے۔ اس کا صدر بازار آٹھ  
 قریب انارکلی سامہو چلا ہے۔ اور اگر انارکلی کو چھوڑ دیا جاوے تو میر سے  
 خیال میں اس کے صدر بازار کے مقابل میں پنجاب کے کسی شہر کا صدر بازار  
 اس سے لگانہ نہیں کہا تا شہر اور صدر رطبت تو بڑھتے ہی بڑھتے ایسی حالت پر پہنچے ہیں  
 کہ اگر توڑی ترقی اور سہمی تو صدر اور شہر میان ہی اوسط طرح لمبا رہینگے  
 جس طرح لاہور میں انارکلی شہر سے ملگنی ہے۔

راولپنڈی کی ترقی راولپنڈی کا خیال اس سے ہی ذہن میں آسکتا ہے  
 کہ یہاں دو اخبار انگریزی کے اور ایک اردو کا جاری ہے اور بحیثیت لٹری  
 اسٹیشن ہونیکے اسکا ذہنی درجہ ہے جو لٹاؤ رکا ہے اسکا کچا قلعہ عہد انگریزی  
 کا اپنے قسم کا ایک ہی ہے۔

دربار دہلی کے مانتے میں دہلی کا دربار قصر می بھی شہ لوہین دیکھا ہوتا ہے  
 دربار پٹنہ کا مقابلہ جب اس دربار کا خیال آیا تو تین دو نو میں مقابلہ کرنے  
 سے باز نہ رہ سکا جسے فی الفور وہ دہلی کا نیم دائرہ نما دربار یاد آ گیا۔ مہندو  
 کے نواب اور راجاؤں کا جاہ و چشم اور تجل ہی میری آنکھوں کے سامنے  
 پھر گیا۔ بڑودہ کی چاندنی تو بونکی تصویر میری تخیل کے کوہر و حاضر ہو گئی حیدر آباد کا جیشی سالار  
 جاکر سامنے اٹھ اٹھا اور جب ان سب خیر و نکامی نے اس بار سے مقابلہ کیا تو بڑا فرق بین معلوم  
 کرنا اور کہنا چاہا کہ وہ دربار مہینوں کا نتیجہ تھا اور یہ چند ہفتوں کا ہے جہاں کی اس بار میں کمی تھی

دو کابجبر کٹر ایسا جوڑا ہوا جو مسکے کی موجودگی اور امیر شاہ کی نشریہ آوری سے ہو گیا

دور بار کے انتقام کیا | شاید یہی وجہ ہے کہ اگرچہ دربار واپس ملین بالک کے  
لے کو دنیا میں آگیا | زیادہ تر ہونی حصہ میں منعقد ہوتا تو بہتر ہوتا۔ منجھ ہی

اس بات پر غور کی ہمارے خیال میں اس دور بار کے متعلق من وجہ یہ ہے  
غرض ملحقہ کرنی گئی ہے کہ امیر صاحب جاری گورنمنٹ کے

رور سنہرے دیکھیں وہ خیال کریں کہ ہندوستان کتنا بڑا ملک ہے اس کے  
داخل و خارجہ کی منہج کیا ہیں پشاور سے کلکتہ آگیا اور جالہ سے اس کی ران تاک

کس خوبی سے سلطنت انگلشیہ کا نظم و انق جاری ہے۔ کتنے بڑے بڑے  
نالیہ شان شہر اور کتنے بڑے بڑے راجہ اور نواب باجگذا رہتے ہیں۔ اور کتنی

مسلمین رعایا اپنے شہنشاہ کے نقل حمایت میں وفاداری کا دم بہر رہی ہے  
تجارت کس درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ عدل و انصاف کس درجہ برتا جاتا ہے

اور کیسے عالی و داغ پولیٹیشن۔ ہندوستانیوں میں انگریزی تعلیم  
نے پیدا کر دے ہیں ہماری سمجھ میں ہے کہ جب قدر زیادہ ترانہ ہو

حصہ ملک میں یہ کافر نس امیر صاحب کے ساتھ ہوتی اور بقدر زیادہ اس سے  
وہ سناخ ظہور میں آتے جو اس کافر نس سے مقصود ہے لیکن اب جو کچھ ہو چکا

ہو چکا۔ منہ ناما مفلے۔

امیر صاحب کے اندیشے | لیکن امیر صاحب کو بجائے خود اس قدر اندیشہ ہے کہ اس کا پیڈی

تہا نامہ کیچہ آسان کام نہ تھا۔ اور کیا عجیب ہے کہ اگر اودن سے کہاجاتا کہ  
 نکلتا۔ اور تشریف لے جائیں تو وہ مطلق پنا آتا ملتی کہ وہ تہا ظہرین  
 کو یاد ہو گا جب یہ بہ مشہور ہوئی کہ میر صاحب پشاور سے راولپنڈی  
 رہیں میں آنا پڑھین کرتے تو کہ قدر میں کو حیرت ہوئی تھی مگر خدا رحم  
 کا بہار کے کہ یہ اودن نے ترجمہ کی غلطی پائی۔

میر صاحب کی فوج میں میر صاحب کے جنگی افسر۔ سوار۔ اور پیادہ و فوجیوں کا  
 چٹان روئے چار سے دیکھتے ہیں آتے ہیں۔ اودن سے ان میں کے  
 اکثر چٹانوں کے نامی و خط مختلف تھے۔

چٹان پانچ کاہیہ بعض چٹانوں کا رنگ پتلا۔ ڈاڑھی بیچ میں سے موڑتی  
 ہوئی۔ گل موچدین رکھی ہوئیں ہنری مارٹنی ہر وقت کندھے پر  
 توشہ ان گلے میں بیٹی کر میں بیٹی کے ساتھ علاوہ سنگین کے بعض  
 کے پاس تلوار بھی۔ اور کم کوئی سپاہی ایسا ہو گا جس کے گردین علاوہ ان  
 مذکورہ بالا ہتھیاروں کے خنجر یا چھرا سا اور نہ ہو۔

چٹان سپاہی کی رٹا بوٹ لیے لیے جیسی سواروں کے تپلون بعض کی سفید  
 بعض کی نیلی کوٹ نیلا۔ ٹوپی برہ کے چمڑہ کی اور کپڑا چمڑا ہوا۔ کپڑے  
 پر بیتل کا گٹ لگا ہوا۔ اوس پر نصرت اللہ فتح قریب لکھا ہوا  
 اوپر برک کپڑے کا چھوٹا بران کوٹ۔ بران کوٹ کے بالائی حصہ میں



گھوڑے کے ساز و پیرا اگر ہڈیوں کے ساز و براق ساز سے ایک ہی قسم کے اور ایک ہی رنگ کے ہاتھ کے بنے ہوتے تھے۔ اور جو کچھ لنگی کے نظارہ سے دلپراثر ہوتا ہے وہ اس گونا گونی سے ٹھنیں ہو سکتا۔

امیر صاحب کی فوجی سوار پیادہ سوائے معدودے چند کے عام قد و قامت کے جہانی طاقت آدمی ہیں سارے آدمی گرانڈیل اور کرٹیل جو ان ٹھنیں ہیں۔ انہیں سے پایا جاتا ہے کہ کابل میں ہی بہتی کا پانی نہ اعلیٰ ٹھنیں ہے جس پانیہ پر ہماری سرکاریں بہرتی ہوتی ہے اسی پانیہ پر کابل میں بہرتی ہوتی ہے۔

امیر صاحب کی فوجی لیکن جہاں تک غور کیا جاتا ہے یقین ہوتا ہے کہ اگر امیر صاحب استعداد و قابلیت کی فوج انگریزی افسردن کے ہاتھ اور نگرانی میں ہو۔ تو وہ اپنے ملک میں ایسا کام دینے کی قابلیت رکھتی ہے۔ جو شاید کسی اور سے بشکل انجام ہو سکے۔

امیر صاحب کے افسردن کی وردی بہت شاندار تھی کوٹ اور کی وردی تیانو میں لیس افراط سے لگا ہوا تھا۔

امیر صاحب کا لباس مگر امیر صاحب کا لباس ساہ تھا۔

امیر صاحب کے راؤنکے ٹوپی امیر صاحب کی اور اکثر افسران امیر صاحب کی عجیب قسم کی تھی وہ ایک قسم کے معمولی معمولی ہوتی تھی وہ گول ہی تھی۔ اور

کنارہ اویسکے گرل اور ابہرے ہوئے تھے۔

ایک اور عجیب قسم کی سب سے عجیب قسم کی ٹوپی پہنے امیر صاحب کے اون دو اردو لی سپاہیوں کے سر پر دیکھی تھی جو امیر صاحب کی چیرٹیا کے پیچھے راستہ

بیٹھ گئے تھے۔ جب امیر صاحب پنڈی میں پہنچے دن اشرفیہ ملا کر باریو چیرٹیا کے قیام گاہ کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ پھر ٹوپی اس قسم کی تھی کہ جہرے بال سر سے کندھے تک اس ٹوپی کے لٹک رہے تھے۔ اور اس ٹوپی پہننے والے کی بڑی ہیلانک صورت معلوم ہوتی تھی۔ شاید یہ ترکمان ٹوپی کا نمونہ تھا۔

اول روز امیر صاحب جب ان امیر صاحب پنڈی میں پہنچے بہ سبب بارش کے بہت کو بہت تھوڑے تھوڑے آدمیوں نے انکو دیکھا۔ تھوڑا سا زنجیریں سنہری آدمیوں نے دیکھا جھولوں اور بوج و عمارت سے لیس امیر صاحب کی سواری اور جلوس کیواسطے اسیشن پر موجود تھے۔ اگر بارش مارج نہ ہوتی اور امیر صاحب کی سواری کرتے تو کیفیت لائق دید ہوتی۔ اور خلق اللہ انکو بخوبی دیکھ لیتی مگر بارش کے سبب امیر صاحب چیرٹیا میں سوار ہوئے ٹپ اوپر لگایا گیا۔ اس واسطے بہت ہی تھوڑے آدمیوں کی نذر اوپر پڑی۔

عام نے امیر صاحب پھر جو کئی دفعہ وہ گورنر جنرل صاحب سے ملاقات کرنے گئے اس واسطے کوکب دیکھا جنکو شوق تھا انہوں نے انکو جاتے اور آتے بے حجابانہ دیکھا۔



امیر صاحب معراج سے زیادہ بہاری جوان ہیں۔ بن شریف  
 قریب ۵۰۰ کے ہوگا۔ رنگ پکا ہے۔ خال خطا خاص ہیں۔ وضع سپاہیانہ  
 سے چہرہ سے سطوت جلال اور رعب و اب نمایان ہے۔ ڈار ہی گول ہے  
 بھتہ لبی بخین ہے۔ قواعدے دن گھوڑے پر بھی سوار دیکھے گئے تھے مگر  
 مرض نفرس سے پیر میں قدرت سے نکلتا ہے۔

حیدر آباد اور پٹال  
 کے ڈیوٹیشن  
 بیجان پوٹھیکر مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حیدر آباد اور پٹال  
 کے ڈیوٹیشن کا چہما ذکر کر رہا ہوں۔ اس بات کا ذکر کرنا بیجان شاید  
 بے محل نہ ہوگا کہ ان ڈیوٹیشن کے شریک دربار ہونے کی وجہ کیا تھی۔ سکو  
 معلوم ہے کہ ہندوستان میں سب سے بڑی ویسی ریاست حیدر آباد کی ہے اور  
 وہ ایک سالانہ رئیس کے قبضہ میں ہے۔ خدا او سکوتا ہم رکھے۔

روسیوں کی غلطی  
 روسیوں کو غلط طور پر سمجھ گیا ہے کہ ہندوستان کے نوآباد  
 اور راجا سلطنت انگلشیہ سے خوش نہیں ہیں۔ جب حکومت پر آمادہ کینگی  
 تو ہماری جانب ہو جائیں گے مگر وہ بالکل بے خبر ہیں (اور دہوکہ میں ہیں اور  
 اس دہوکہ سے انہیں نکالنا چاہیے) کہ اس سب سے بڑی مسلمان ریاست نے  
 غدر ۵۵ء میں سرکار انگلشیہ کو کیسی نمایاں مدد دی تھی اور پھر سب سے بڑی  
 مسلمان ریاست سے پہلے سرکار انگلشیہ کی حمایت میں جان سے لے لے  
 اور فوج سے۔ میدان جنگ میں روسیوں کے مقابلہ میں جانے کے واسطے

تیار ہے۔ پس اسکے لیے پوٹیشن کے چھ مہینے ہیں۔

ریاست حیدرآباد کا مختصر ذکر لیکن اگر اس ریاست کے متعلق میں اسی پر کثافت کروں تو ہزاروں ناظرین کو کچھ سمجھ نہ آئے گی۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ریاست کا تھوڑا سا احاطہ

میں ان مختصر بریکیاں ہوتی ہیں۔ اس ریاست کے خاندان کا بانی آصف جاہ ترکمان الاصل تھا۔ چھ شخص شہنشاہ اورنگ زیب کا مشہور جنرل تھا۔ نظام حال کا

نام نامی اسیر محبوب علی ہے۔ چھ لاکھ ۷۰ ہزار عین پیدا ہوئے تھے۔ سن بشرفیاضت قریب ۹ سال کے ہو گا۔ یہ سلاطین ہزار برس، ہر برس کے ہونے کی چھٹی

ریاست حیدرآباد طول اس ریاست کا جنوب مغرب سے شمال مشرق تک ۵۷۵ میل ہے۔ عرض بھی قریباً اس قدر ہے۔ کل رقبہ ریاست حیدرآباد

کا ۸۰۰۰۰ میل مربع ہے۔ براہ کار رقبہ ۷۷۲۸۷ میل ہے۔ دونوں قبضہ کی زمین ۹۰۰۰۰ میل مربع ہے۔

ریاست حیدرآباد مردم شماری صحیح تخمین ہوئی لیکن کہتے ہیں کہ ۱۷۷۷ء میں صوبہ براہ کی آبادی ۱۷۷۹۴۲۲۶ تھی اور ریاست حیدرآباد

کی ۱۰۰۰۰۰ ہے۔

مواصلت ریاست حیدرآباد کی آمدنی مع آمدنی براہ کے چار کروڑ روپیہ ہے۔ دو تہائی گورنمنٹ نظام خود ممالک محروسہ سے وصول

کرتی ہے ایک تہائی گورنمنٹ برٹش براہ سے وصول کرتی ہے اور صوبہ براہ

اور کٹنجنٹ وغیرہ کے خرچ کے واسطے جب تدررو پیہ مہوتا ہے وہ خرچ کر کے باقی گورنمنٹ نظام کے حوالہ کر دیتی ہے۔

ریاست حیدرآباد  
کا سرکار انگریزی  
کے ساتھ عہد نامہ

۱۸۵۷ء میں سرکار انگریزی کے ساتھ گورنمنٹ نظام کا یہ عہد ہوا تھا کہ ضرورت کے وقت ۶ ہزار پیادے اور ۹ ہزار سوار سرکار انگریزی کی خدمت میں حاضر کروا کرین گے۔ سرکار کے مقابلہ کے وقت جب سرکار انگریزی کے پاس حسب عہدہ سرکار نظام نے کمک بھیجی تو وہ کام کی نہ نکلی۔ اس واسطے سرکار انگریزی نے ۱۸۵۷ء کے عہد نامہ کے رو سے خود ۶ ہزار پیادے اور ۲ ہزار سوار اور چار فیلڈ باٹری بھیجی کی اور پھر فوج کٹنجنٹ کے نام سے موسوم ہوئی۔ اور پھر حیدرآباد کمک دینے کی ذمہ داری سے بری ہوا۔ ۱۸۵۷ء میں ایک اور عہد نامہ ہوا اس عہد نامہ کے رو سے گورنمنٹ نظام کی مملکت میں کچھ اور اضلاع شامل ہوئے۔

گمراہی اور کہنا چاہئے کہ فوج کٹنجنٹ کے خرچ کی واسطے پہلے سے گورنمنٹ نظام نے چند اضلاع گورنمنٹ انگریزی کے سپرد کر دیے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں ۲۳ لاکھ روپیہ کا صوبہ برار اوہین اغراض کے واسطے سرکار انگریزی کے حوالہ کیا گیا جو عہد نامہ ۱۸۵۷ء میں مندرج تھے یعنی یہ کہ کٹنجنٹ فوج کی تنخواہ اور پنشن ایسی صوبہ کی آمدنی سے دیجایا کرے اب برار کی آمدنی سرکار انگریزی کے زیر حکومت آکر سپرد ہو گئی ہے۔ جب قدر آمدنی بڑھ گئی ہے۔ وہ سرکار انگریزی

خود تحصیل کر کے نظام گورنمنٹ کو دے دیتی ہے۔

نظام کی توجہ اور ترقی کے لیے

ریاست حیدر آباد میں بھی چیزیں ایسی بنتی ہیں کہ اوکھین  
نصہین بنتیں۔ ظروف بدر کے کخواب اور رنگ آباد اور  
گلبرگ وغیرہ کا۔ کاغذ کاغذ پور کا جو دولت آباد کے مشہور قلعہ  
چیزیں۔

کے پاس ہے مینا کاری جیسی عمدہ حیدر آباد میں ہوتی ہے اوکھین نہیں  
ہوتی۔

حیدر آباد کی ریاست نظم و نسق اسی ریاست کا بہت عمدہ ہے۔ پھر اس ریاست  
کا نظم و نسق بہار کی خوش قسمتی تھی کہ جسطرح جرمنی کو پرنس بہار کے ملکیت تھا۔  
اس طرح خوش قسمتی سے اس ریاست کو سرالار جنگ (ہندوستانی)

بہار کے ملکیت تھا۔ جسطرح پرنس بہار کو پرپی کی حسن تدبیر سے جرمنی کل یورپ  
میں اول درجہ کی دولتوں میں شمار ہونے لگی۔ اس طرح ریاست حیدر آباد  
سہ سالار جنگ (بہار کے ہندو) کی حسن تدبیر سے کل ریاست ہائے ہندو  
میں اول درجہ کی ریاست مسلم طور پر قرار پائی۔

۵۲ برس کے عرصہ میں عہدہ سرالار جنگ میں جو ترقی اس ریاست

کی ترقی پر سر نظر نے کی وہ حیرت انگیز ہے۔ اس عہدہ کے عہدیدارین ریل بنی۔  
سڑکیں بنیں اور برقی تار کا سلسلہ پھیلا۔ مالی و ملکی نظام کی درستی ہوئی

سرسشتہ تعلیم نے ترقی پائی۔ ہم آذربائیجان سے اس وقت قطع نظر کر کے وسائل آمدورفت کا محققہ ذکر کرتے ہیں۔

ریل ریاست کے جنوب مغربی حصہ سے گزر کر مدرس اور بیج کو

ملادیتی ہے گریٹ انڈین۔ پی۔ این۔ شولار ریلوے۔ رائی چور تک جاتی ہے اور یہاں مدرس ریل سے مل جاتی ہے گریٹ انڈین۔ پی۔ این۔ شولار

ریلوے کی لائن مین وادی شاہ آباد سے سات میل کے فاصلہ پر نظام اسٹیٹ ریلوے کی شاخ شہر حیدر آباد اور چھاونی سکندر آباد کو جاتی ہے۔

تاریقی حیدر آباد سے ٹیلیگراف کی دو لائنیں جباہوتی ہیں ایک

تو گوشہ جنوب مغرب مین بلاری کو جاتی ہے۔ دوسری اوڈانہ کرشنا ندی کے نزدیک سے مس لی پٹم کو جاتی ہے۔

بڑی بڑی شہرین ایک ستر شمال سے جنوب ناگپور سے چلا کر شہر حیدر آباد کو

ہوتی ہوئی بنگلور کو جاتی ہے۔ دوسری جنوب مشرق سے شمال مغرب کو

مدرس اور مس لی پٹم سے شہر حیدر آباد کو ہوتی ہوئی پونا کو جاتی ہے

اور وہاں سے ہوتی ہوئی بمبئی کو جاتی ہے۔ تیسری جنوب مشرق سے

شمال مغرب کو شہر حیدر آباد سے اورنگ آباد کو جاتی ہے۔ چار سب عہد سار

جنگ کے یادگار ہیں یا تو اس سبب کہ انکی عہد میں جاری ہوئیں یا اس

سبب کہ انکے عہد میں انکی ترقی ہوئی۔ سہ سالہ جنگ تعلیم مغربی کے فیض

سے پہرہ ور تھے۔ خود یورپ کی سیر کرتے تھے۔ اور اپنے عالی قدر فرزند  
 ارجنڈ کو بھی یورپ کی تقسیم سے مستفید کیا تھا۔ جب کاچھ توجہ ہوا کہ لیسراپنے  
 پدر کا لائق جانشین ہوا۔

سر سالار جبکہ کیڑا بنجا ویکر لیاقت ڈائے بے پایاں کے سر سالار جنگ مرحوم  
 شناسی اور قدرتی پرانے دور کے مردم شناس تھے اور کولائق آدمیوں کے  
 بچا پانے کا اور انہیں ہر گوشہ سے ڈھونڈ لگانے کا ڈرامہ کیا تھا۔ اور کئی شہر  
 کے ساتھ انکی قدر وائی تو اہم تھی۔ اور انہوں نے جب دیکھا کہ ریاست کے  
 آدمی کافی لیاقت کے نہیں ہیں تو انہوں نے دھرم پنی کی عینک بڑائی  
 اور جہان لائق آدمی پر نظر پڑی اپنی ریاست کے واسطے منتخب کر لیا  
 انہوں نے ریاست کے پیلاک انٹرسٹ (مہبودی) کے مقابلہ میں ریاست  
 کے کوتہ بینوں کی کڑا کر اہٹ کی پروا نہ کی۔ اور نتیجہ اسکاچھ ہوا کہ مہبودی  
 کے چیدہ آدمی انکی ریاست میں داخل ہو گئی۔

ذکر افسانہ جہد مولوی مہدی علیہ صاحب منیر لوارنگ۔ مولوی اشتاق

حیدر آباد حسین صاحب۔ مولوی چراغ علیہ صاحب۔ مولوی مہدی

حسن صاحب۔ مولوی اقبال علی صاحب۔ جو عہدہ ڈائے جلیہ سرکار انگریزی  
 کو چھوڑ حیدر آباد میں چلے گئے ہیں۔ انکے ہم لیاقت دیکھو مہبودیستان  
 میں کتنے آدمی باقی ہیں۔ اگر غور سے دیکھو گے تو بہت تھوڑے پاؤ گے

مجھ سرالار جنگ مروجہ کی مبصری اور قدروانی تھی کہ ایسے عمدہ اہلکار ریاست کو مل گئے۔

انگریز علی نان پٹنا  
کی قہر پور لگا لگا کر دیکھا

سرالار جنگ کی صائب تدبیری اس سے نمایان ہے کہ انہوں نے جملہ انگریزی توپخانہ کے نکلے ہوئے گھوڑے اور فوج انگریزی کے اوتارے ہوئے ہتھیار بیکار تصور کئے تھے ویسے ہی انگریزی کپڑا ہوئے پیشین یاختہ ملازم ہی اپنی ریاست میں بیکار تصور کئے اذکی رائے زین نے ہرگز پسند نہ کیا کہ جن بوڑھے ملازموں کو نکما ثابت کر کر سرکار انگریزی نے فرمان آزادی بخشا تھا انکے گلے میں ملازمت کا پٹہ پھر ڈال دین۔ وہ چلی ہوئی آتش بازی کو پھر چلو انا خبطیوں کا فعل سمجھے۔ انہوں نے بے شک سیکھے ہوئے اور تجربہ کار اہلکار ڈھونڈے مگر ایسے کہ اگر یہ کار انگریزی کے مان ہی رہتی تو کم سے کم بیس بیس برس اور کام کرتے۔

ریاست حیدر آباد سے  
سرالار جنگ کی دہائی  
معارفت

اگر سرالار جنگ کی ساری باتوں کا ذکر کروں تو مجھے اندیشہ ہے کہ بہت طول ہو جاوے۔ مختصر یہ کہ اس بندہ خدا نے ریاست کو پورانی جاہلیت کے زمانہ کی بندشوں سے چھوڑا

اور ابھی وہ بہت کچھ کاروائے نمایان اس ریاست میں کرتا مگر افسوس ہے کہ اس عقیل بے عدیل کو قبل از وقت ریاست سے دائمی مفارقت کرنی پڑی اور اس سے نہ صرف ریاست ہی کے دلچسپ حیرت کا داغ لگا بلکہ قوم میں سے

جو شخص اپنی قوم کا فخر اس وزیر باتدبیر کو سمجھتا تھا اسکے دل پر ہی۔

سالار جنگ مرحوم لکھنؤ کا مقام ہے کہ سالار جنگ مرحوم کا جانشین بنجوائے اولاد کے لائق جانشین پیدا نہ ہوئے لہذا لائق نوجوان وزیر ہے۔ ہم نے اس ہونہار سالار

کو نصین دیکھا مگر ہم نے اسکی انگریزی اور فارسی اسپیشین وقتاً فوقتاً پڑھی ہیں جو اسنے لارڈ رین کی یادگار قائم کرنے کے وقت حیدر آباد میں دی تھیں۔ جو اسنے علیگڑھ کے مدرسۃ العلوم کے معائنہ کے زمانہ میں دی تھیں۔ جو اسنے سید محمود صاحب چمائی کو رٹ الہ آباد کی دعوت کے وقت کلب الہ آباد میں دی تھی۔ جو اسنے لکھنؤ میں تشریف لانے کے زمانہ میں دی تھی۔ یہ سب اسپیشین پبلک کے روبرو موجود ہیں۔ چشم بنیا اور دل وانا انکے ملاحظہ سے جان سکتا ہے کہ یہ ہونہار نوجوان مدبر ایک دن کیا ہوئیوالا ہے۔ خداوند کریم اس کو صر حوادث سے بچا دے۔ آمین۔

نواب بنیر الملک اس ہونہار نوجوان مدبر کا بیانی نواب بنیر الملک مع دوا اور عالی قدر ارکان کے حیدر آباد کے ڈپوٹیشن میں آیا تھا۔ ہم نے اُس سے پنڈی میں ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر افسوس کہ کسی سبب سے ہم پھر ارادہ پورا نہ کر سکے تاہم ہم نے نواب بنیر الملک کو اور انکے ہمراہیوں کو اتفاقاً کئی بار ملتے پھرتے دیکھا ہے وہ راولپنڈی میں ڈاگ بنگلہ کے پاس ایک کوٹھی میں فرود کرتے ہیں۔



منیر الملک کی کہوتیے شام کے وقت اکثر رات کو گھڑوں پر چڑھ کر گھنٹے کے بجائے  
 نکلے جتے۔ ان کے گھڑوں سے تیار ہوا کرتا تھا۔ ان کے اڑان پر ان کی انگریزی تھا  
 ان کی ہانک اور شور مچا کر پستان خدایت سادہ سر خوش قلع بگریزی قسم  
 کی تھی۔ جتنے اس کے کسی کپڑے میں عام سیر کے وقت لیس وغیرہ لگا کر پستان  
 دیکھا اور تھی اور پتی ہی سادہ علی العموم تھی  
 ان کے جینے میں تھی ان کے سینے میں تھی ان کی ہانک اگر تھی تھی تھی  
 کیا دیت تو ان میں تھی۔ ان کے تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی  
 ان کی سادگی روز کی ہر تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی  
 برقی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی  
 روز کی سادگی عجیب تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی  
 یاد آیا کہ جیہ نوجوان وزیر سر سالار بنگ مر حوم کافر زندا اور سر سالار بنگ سال  
 وہ تھلہ کا پائی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی  
 کہا کہ عجیب تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی  
 نوا منیر الملک کی میں ان کے اور دیگر نوابان اور راجگان پنجاب کے لباس  
 سادگی کا دور تھا اور تراش و خراش میں مقابلہ کرنے سے باز نہ رہا اور  
 اور تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی تھی  
 مقابلہ۔

کہ جیسے خوش گانگنہ بیکو چاند بن گئے۔ مجھے خیال آیا کہ ہر ایک راجہ اور نواب کے  
 چار سے ایک میں عموماً یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا لباس دوسرے سے بڑھ کر ہوا اور  
 اگر ایک ایک ہزار روپیہ کی کھوپڑی کاٹھنہ بنانا ہے تو دوسرا دوسرا کاٹھنہ  
 اوس سے بھی آگے بڑھتا ہے۔ اور جب اوس سے بھی زیادہ قیمت کا کھوپڑی  
 نحین ملتا تو اوس میں اصل جو اہر لٹکائے جاتے ہیں تاکہ وہ اور دن سے قیمت  
 میں بڑھ جاوے۔ اس طرح پوشاک کی ہر جزو کا حال ہے۔ مگر میری ممکن  
 نہیں ہے کہ یہ جان بھی کوئی درجہ آخری ایسا کسی کو ہاتھ آجاوے جس سے  
 توفیق کی تلاش نہ ہو سکے۔ پھر اس کثرت آرائش سے وہ خدا داد صورت الہی  
 شرم جاتی ہے کہ بجائے خوبصورت دکھائی دینے کے وہ بد صورت دکھائی  
 دینے لگتی ہے۔ میں بلا سبب نہ عرض کرتا ہوں کہ بعض چہرے اپنے فخر و  
 پوشاک سے پارسیوں کی تہذیب کے مہر معلوم ہوتے ہیں

آرائش بہانہ تک زیبا ہے [میں یہ نحین کہتا کہ ہمارے راجہ اور نواب کچھ بھی  
 آرائش اور تکلف لباس میں نہ کریں۔ مگر جو کچھ انہیں کرنا چاہتے وہ اس قدر کرنا  
 چاہتے کہ نیچر کو سیدھا آرائش کی اعانت ہو جاوے نہ سمجھ کہ وہ آرائش  
 نیچر پر غالب آجاوے دیکھتے آٹے میں تھوڑا نمک اسے فرہ دار کر دیتا ہے  
 لیکن اگر آٹے میں زیادہ نمک ملا دیا جاوے تو اوس سے جو بدنرگی پیدا  
 ہوگی وہ سب اہل مذاق جانتے ہیں۔ ہمنے ڈوک آف کناٹ اور لارڈ ڈون

کو دیکھا ہے۔ اگرچہ ہی پوشاک میں ایسا ہی تکلف کریں تو خدا جانے انکو کہاں ٹھہرنا پڑے۔

ہنے اٹھائے قیام راولپنڈی میں ایک دن شام کو کلب گھر

ڈیوٹنٹ آف کٹا اور

کے پاس سے گزری کمپ کی طرف لارڈ ڈفرن کو آئے۔

ہوئے دیکھا وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ سرسوار صاحب کمانڈر انچیف

بھی ہمراہ تھے۔ ایک اور صاحب گھوڑے پر آگے آگے چلے جاتے تھے۔ اور

بھرد پیچھے پیچھے باتیں کرتے چلے آتے تھے۔ ہمارے پاس سے یہ دونوں گزر گئے

اگرچہ ہم نے انکو پہلے دیکھا تھا مگر سادگی کے سبب ہمارے ذہن میں اس

بات سے خیال ہی نہ آیا کہ نائب السلطنت اور مقدمہ الجیش اس جہم و ماحم کے

زمانہ میں اس سادگی سے پھر نیگے۔ اس واسطے باوی الذکر میں ہماری شناخت

مسل رہی مگر معافور نے شناخت کرادیا کہ یہ نائب السلطنت اور مقدمہ الجیش

سادگی کے متعلق ہمیں اس سادگی کے متعلق ایک دہلی کی حکایت یاد آئی اور اس

سادگی کے متعلق

نواب صاحب مقام پر درج کرنا فیہ سے خالی نہوگا۔ اس واسطے وہ ہم پران

نواب صاحب

لکھتے ہیں۔ شہر دہلی میں نواب حامد علی خان صاحب ایک شہر

دہلی کا تذکرہ

مذاق کے آدمی رہتے تھے۔ ایک دن جہان پناہ۔ نکل اور شہر کو حضور میں بلایا

نواب صاحب کو ہی پیغام آیا۔ بلکہ بلایا شہر نے حضور سے ملنے کے واسطے بڑی

بڑی فخر و پوشاک میں بنوائیں نواب حامد علی صاحب کو بھی یہ خبر پہنچی انہوں نے

اپنے واسطے کوئی فاخرہ پوشاک نہ ہوائی صرف سادہ پوشاک پر قناعت کی کہ  
 اپنے نوکروں کو ویسے ہی دکھائے جیسا کہ پوشاکین بنارین جیسی عاید شہر  
 نے اپنے واسطے تیار کرائی تھیں۔ جب سب عاید شہر کے حضور کی خدمت میں  
 حاضر ہوئے تو نواب حامد علی خان صاحب کو سادہ لباس پہنے ہوئے دیکھ کر  
 انکی حقارت کے اشارے آپس میں کرنے لگے۔ لیکن ایک ہی منٹ کے بعد جو  
 انکی نظر نواب حامد علی خان صاحب کے نوکروں پر پڑی تو اپنے سب عاید پوشاکین  
 انکو زیب تن کئے ہوئے دیکھ کر از بس منفعیل ہوئے۔

دوسری ڈیوٹیشن دو سرے ڈیوٹیشن جیسا مینے اوپر بیان کیا نیپال کی تھی۔  
 نیپال کی تھی یہ ڈیوٹیشن گورنر جنرل صاحب کے کمپے بیوٹے ورے خیر  
 میں مقیم تھی۔ اس ڈیوٹیشن میں سر۔ آدمی ہے اتفاقاً انکی ہماری ملاقات  
 ہی ہو گئی تھی ان تین صاحبوں میں سے ایک نوجوان کی عمر تھیناٹھ سال کی تھی  
 جس کے تھیناٹھ سال کی تو میسر کی پائین پائین سا کی ہوگی پہلے کی ڈاڑھی نہ تھی۔ دوسرے  
 کو تھیناٹھ سال کی تھی۔ تیسرے کی ٹھوڑی مین ذرہ زیادہ بال تھے  
 سب تھیناٹھ سال کے تھے۔ ان کے اگرچہ گورکھیوں کے سے تھے مگر مناسب  
 کے تھیناٹھ سال کے تھے۔ رنگ صاف تھا۔ تناسب اعضا اچھا تھا۔ قد  
 گورکھیوں کی مانند پستہ تھا۔

ان کا لباس بھی سب گورکھی پہنتے تھے۔ ٹوپی بھی ان سب صاحبوں کی گورکھی

ہی۔

ان کے گھوڑے | چنے ان کو گھوڑوں پر بھی سوار دیکھا ہے۔ ان کے گھوڑے  
بہی دیتے ہی خوبصورت اور انگریزی ساز و براق سے آراستہ جیسے  
نواب منیر الملک صاحب کے۔

ان صاحبوں کے | حقیقت چنے ان صاحبوں کو ان کی قیام گاہ پر اتفاقیہ دیکھا  
خیالات : | تو یہ تینوں صاحب خیموں سے باہر کھڑے ہوئے گورکھا پلٹن  
کے چند سپاہیوں اور والدروں سے گفتگو کر رہے تھے سب نوجوان ان  
گورکھا سپاہیوں سے پوچھتا تھا کہ اب تم سرحد افغان تان پر لڑائی کے وسط  
جاؤ گے۔ تمہارے ملک کی بہادری مشہور ہے۔ دیکھو ایسا نہ کرنا کہ تمہارے  
ملک کو بٹ لگے بلکہ ایسی بہادری دکھانا کہ تمہارا ملک سرخرو رہے۔ گورکھا سپاہی  
کہتے تھے بہا راج ہم حضور کا حکم مانیں گے اور کبھی پیٹھ نہیں دکھادیں گے۔  
ان صاحبوں نے | اگرچہ یہ نوجوان اپنی گورکھا زبان میں گورکھا سپاہیوں کو تہد  
کر رہے تھے تاہم ان کی زبان ایسی غیر۔ خود سے سُنے والے کو معلوم نہیں  
ہوئی کہ وہ مطلب سمجھ لیتے۔

ان صاحبوں کے | صاحب انگیزی بخوبی کہہ کر دے سکتے ہیں۔  
اس ٹیپوٹیشن کے راولپنڈی آنے سے پہلے وہی عرض ہی  
کی مستغنی | جو نواب منیر الملک صاحب کے ٹیپوٹیشن کے آنے سے تھی۔

منحصر حال ریاست بھان فقوڑا ساحل ریاست نیپال کا ہی سن لوہوں اس ریاست  
نیپال کا ۳۶۰ میل چھ عرض ۵۰ میل ہے۔ کل رقبہ ۵۴ ہزار مربع

میل ہے۔

آبادی کہتے ہیں آبادی ۲ لاکھ کی ہے۔ مگر یہ مقدار بہت تھوڑی ہے  
غالباً زیادہ ہوگی۔

محاصل کرنل کرک پٹرک ۱۸۹۲ء میں بمقام کٹھمانڈو دارالسلطنت نیپال  
میں گئے تھے اگر انکی تحریر مانی جاوے تو اس وقت ہر قسم کی آمدنی ۲ لاکھ  
روپیہ تھی۔

خاندان راجہ نیپال کا خاندان بڑا پرانا ہے۔ ہم اس خاندان کی تاریخ تحریر  
سے بیان کرنا مناسب نہیں تصور کرتے ہمارے نزدیک اسقدر بتانا کافی ہوگا  
کہ ۱۸۱۵ء میں جب نیپال کا راجا ۲۱ برس کی عمر میں مر گیا تو اسکا بیٹا راجندر  
شاہ گدی پر بیٹھا اسوقت اسکی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ یہیم سنگھ ٹپا اسوقت ریاست  
کا وزیر اور اس راجا کا ولی تھا۔ جنگ بہادر کا چچا اسوقت ایک بڑے عہدہ  
پر ممتاز تھا۔ وہ رانی کے اشارہ سے مارا گیا۔ اور پھر وزارت نئی قائم ہوئی  
اور جنگ بہادر اسوقت کمانڈر انچیف مقرر ہوئے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد  
نیپال وزیر قتل ہوا رانی اس وزیر کو بڑا عزیز رکھتی تھی اسواسطے اُس نے کھاکہ وزیر  
کے قتل کا بدلہ لو۔ وزیر کے قتل کے بعد اُمرا نے عظام محل شاہی میں جمع ہو کر

مشورہ کر رہے تھے۔ جنگ بہادر بھروسے کے چند سپاہی لیکر محل میں گھس گئے اور قتل شروع کیا۔ ۱۴۔ امیر قتل کئے۔ دوسرے دن جنگ بہادر وزیر مقرر ہوئے لوگوں نے جنگ بہادر کے ہی قتل کا مشورہ کیا۔ جنگ بہادر کو خبر ہو گئی جو سرغنہ ہٹا اور سکوا اور اسکے ہمراہیوں کو تہ تیغ کیا۔ راجا مانع اپنی رانی اور دو صغیر بن بچوں کے جلاوطن ہوئے۔ جو ولیعہد تھا وہ گدی پر بیٹھا۔ جنگ بہادر ولایت ہی گئے تھے۔ وہ انگریزوں میں مشہور تھے۔ وہ انگریزوں کے وفادار دوست تھے۔ انہوں نے شہنشاہ میں اس دنیا کے گزشتنی اور گزشتنی کو چھوڑا۔

رعایا کے فرائض نیپالی میں ضرورت کے وقت ساری رعایا پر گورنمنٹ اور ملک کی حفاظت کیواسطے ہتھیار اوٹھانا فرض ہے۔

گورکھا سپاہی اس موقع پر عہد جہان پانی نازیبا ہو گا کہ ریاست نیپال علی العموم گورکھا کا گھر ہے۔ گورکھے اگرچہ قد و قامت میں بڑے بھین ہیں مگر سپاہی بنے ہوتے ہیں ان سے جو بھادری کے کام سچیلے جنگ افغانستان میں بمقام پیوار کوتل ظہور میں آئے تھے وہ ہمارے ناظرین کے حافظہ میں ہنوز تازہ ہونگے۔

نیپال کی رگیولر نیپال میں تخمیناً ۳۵۰۰ رگیولر فوج ہے۔ اور رازا پنجلی نیپال گورنمنٹ نے ۵۰۰۰ ہزار فوج سہ کارا انگریزی کو واسطے جنگ کا بل کے (جب تار کی خبر ہوئے فی الفور) دینے کا وعدہ کیا ہے ہمیں امید ہے

مجھے امداد اعلیٰ ترین امداد میں سے ہوگی۔

نیپال کی مدد سے شام  
میں اور طال میں

غدر کے حالات پڑھنے والوں کو یاد ہو گا کہ کمینو  
کے فتح کرنے میں فوج گورکھا نیپال نے ہماری سرکار کو بڑی  
کو مدد نمایاں دی تھی ساوراب بھی نیپال اور سیٹھ سے اپنی وفاداری ثابت  
کرنے کے واسطے آمادہ ہے۔

مدد مہودہ کے علاوہ  
گورکھا سپاہی کی بہرہ

ہمیں مجھے بھی ایسے ہے کہ علاوہ اس مدد مہودہ کے فقیر  
نئے گورکھے کو بھرتی کر نیکی ضرورت ہوگی۔ ان کی بہرہ  
میں بھی سرکار نیپال ہماری سرکار کی مدد و معاون ہوگی۔

دوسری راجا کوئی فوج  
ہمیں دوسری راجاؤں اور نو ابونگی بی فوج دیکھی۔ مجھے فوج  
تین طرح کی تھی۔ تو پچانہ سیوار۔ اور پیدل۔

ان کی وردی اونکساں  
نئے نئے سامان بہت خوب صورت تھے۔

ان کے گھوڑے  
بہرہ کاری گھوڑوں کے برابر تھے۔

ان کے سپاہی بھی وضع  
ہوتے تھے گہرا سال ہے لیکر ہا سال تک کے بڑے آدمی موجود تھے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شاید جب تک سپاہی خود نو کری نہ چھوڑے رہا



سے رہ کر کسی علی بن ابی طالب ہو یا۔

پیارے کی طرح چنڈی ہے مجھ سے بھی سنا ہے کہ مجھ فوج و لسی ریاستوں کی جو راہ لپنڈی میں

میں آئی تھی آئی تھی وہ نہایت چنڈہ تھی۔ اچھے اچھے سپاہی اور گھوڑے چن

لائے گئے تھے ایسے ویسے پیچھے چھوڑ دئے گئے تھے۔ تو اعدا پرید سے بھی

یہ فوج کس قدر دقت تھی۔

اور یہ ریاستوں کا حصہ نہ لسی ریاستوں کی جو جیسے بڑی تھیں ویسی دوس

خود ہزار آئینہ اندر داند کہ اس کا سار بھنا چاہئے اور پھر حرمت کی

کسی طرف خیالی روٹا بنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے۔

۔۔۔ آدلی بکری دھڑی ریاستوں کی کس قدر فوج ہے۔

دوسرے وہ کہیں چھوٹے۔ اور اس نازک وقت میں کیا کام لے سکتی ہے۔

سوئے ایک کو کہہ دو کہ وہ اپنے سر لائق ہو سکتی ہے۔

اور ریاستوں کی اگرچہ فوجیں بڑی تھیں تو کل لسی ریاستوں کی فوج دیکھا ہے

نہایت اور اگرچہ ان میں سے حیدر آباد۔ نیپال اور سندھ

فوج اعلیٰ درجہ کی تھیں مگر وہ بھی اور ریاستوں کی فوج سے اپنے خیر کے

میں کچھ ہی مختلف ہے۔

فوج رکھنے سے علی العموم دو اغراض البتہ ہوتے ہیں۔

ایک تو یہ کہ ملک میں اندرونی امن قائم رکھے۔

دویم۔ یہ کہ ملک کو بیرونی دشمن کے حملہ سے محفوظ رکھے۔

ہندوستانی ریاستوں  
اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستانی ریاستوں میں بھی فوج انجینئرز  
میں فوج رکھنے کی غرض سے رکھی گئی ہے یا کسی اور غرض یا اغراض سے جہاں تک ہمارا

عہد ہے کسی ہندوستانی ریاست کو بیرونی حملہ سے اپنی ریاست کو محفوظ رکھنے کا  
کبھی خیال بھی نہیں آتا۔ نہ یہ خیال اور نیلے دھندلے گزرتا ہے کہ کوئی بیرونی ریاست  
ہمارے ریاست کو دبا دیگی۔ بیرونی دشمن کے واسطے جو کچھ فکر ہے وہ گورنمنٹ  
انگلشیہ کو ہے۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے رعب و اب سے یہ بات ناممکن  
ہو گئی ہے کہ ایک ریاست دوسری ریاست کو دبا دے اس سے ظاہر ہے کہ بیرونی  
غرض سے کسی ریاست میں فوج نہیں رکھی جاتی۔ البتہ کہ سپرد ریاست کے  
اندرونی حصہ میں امن قائم رکھنے کی غرض سے رکھی جاتی ہے۔ مگر رعب و ابلیت  
انگلشیہ سے علی العموم ریاست کے اندرونی حصہ میں ہی کوئی سرواٹھائی کی کم  
طاقت رکھتا ہے۔ پھر ہمارے غرض ریاست میں فوج رکھنے سے کچھ اور ہے۔ اور  
وہ یہ ہے کہ ریاست میں فوج نمود کیواسطے رکھتے ہیں۔ یا یہ کہ جیسے اور کہتے  
ہے امور ریاستوں میں بلا کسی خاص غرض کے رسم و رواج کی پابندی سے  
عادتوں کے جلتے ہیں اس طرح فوج بھی رکھی جاتی ہے۔ اور کبھی یہ غور نہیں کیا  
جاتا کہ اس سے کیا کام لینا چاہئے یا جس کام کے لئے فوج موضوع ہوئی ہے  
اس کے لائق اسے بنانا چاہئے۔

جہاں فوجی بھرتی سے یہ اغراض وابستہ ہوں وہاں اوسپر کوئی توجہ نہیں  
 کرتا۔ یہی سبب ہے کہ اکثر اوقات۔ اس پر سوار بے جوہر مخدومین و درگروں میں باشد  
 یا بگڈر آتا سپاہی کو ملتا ہے۔ تنخواہ کا منہبہ چہ چہ مہینے نہیں دیکھتے اور جب تنخواہ  
 آخر کبھی ملنے لگتی ہے تو اوسمیں سے اول بگڈر آٹے کی قیمت کاٹی جاتی ہے  
 اڈی قیتوں کا (جبریل فنڈ کی واسطے) چندہ کاٹا جاتا ہے۔ ریاست کے شاہزادوں  
 اور شاہزادیوں کی شادی کی واسطے چندہ کاٹا جاتا ہے۔ سنجھی صاحب (پے  
 ماسٹر جنرل) جب تک اپنے ہاتھ نہ گراوین تنخواہ کابل پاس نہیں کرتے اور  
 (بھکاری جب تک اپنا عشر نہ لین سپاہی کو کچھ نہیں دیتے۔

اسکے عرصہ میں سپاہی کہتے ہیں کہ جیسے تیرالینا دینا ویسا ہمارا گانا سجا ناوہ بسا  
 اوقات اپنے گھر کبیتی باڑی کے کام میں مصروف رہتے ہیں کبھی ضرورت ہو تو  
 دو چار دن کے لئے منہبہ دکھا گئے اور پھر افسروں کی منت خوشامد کر کے چھپت  
 ہوتے اونکے ہتھیار علی العموم وہ ہوتے ہیں جسکو سرکار انگریزی نے اس روز  
 اخروں کے زمانہ ترقی میں نکما سمجھ کر مدت ہوئی کہ اپنی فوج سے دھو کر دیا  
 تھا۔ وہ نئے ایجاد شدہ ہتھیاروں کے مقابلہ میں ایسے ہوتے ہیں جیسے  
 یکہ ریل گاڑی کے آگے۔

اونکے دوالے پر تے اونکی وروی بھی علی العموم وہی ہوتی ہے جو سرکاری  
 فوج کی نکمی سمجھ کر اوتار دی ہتی۔ اور کینا ٹریوں نے نیلام میں خرید کر دیا شوق

کی فوج کے ساتھ چلا رہی تھی۔

وہی ریاست کی فوج کے افسر علی العموم وہ ہوتے ہیں جن کے باپ دادا کسی زمانہ میں افسر رہ چکے تھے اور یہ عہدے ان جنگی افسروں کو ورثہ میں ملتے ہیں۔ ان افسروں کو جنگی امور سے اس قدر بعید نسبت ہوتی ہے جس قدر سوچ بخیوں کو سوچ سے۔ اور چند ہینسیوں کو آجکل چاند سے ہے۔ ان افسروں کو فن جنگ میں کسی قسم کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ وہ فن جنگ سے بالکل گورے ہوتے ہیں۔ اگر کسی نے بہت کمال پیدا کیا تو وہ بیحد ہوتا ہے کہ اس قدر نوشتہ و خواندہ میں مہارت کر لے۔ ان کی صورت انکی روزمرہ کی جنگی۔ اور ان کی مشاغل۔ ان کے مذاق۔ بیحد جلد امور ثابت کرتے ہیں کہ گو وہ کیسے ہی اور پیشہ کے لائق ہوں مگر جنگ کے بالکل لائق نہیں ہیں۔

فوج کے اعلیٰ افسر و زمین فن جنگ کی (علمی) سائنس ٹینک۔ اصول پر فوجیت دور کا ہے بیحد جہالت کا اگلا زمانہ نہیں کہ لو اس کے کوڈ پڑے اور علمی علیٰ

یہ زمانہ ہنومان کہہ کے گھسان چا دیا بیحد زمانہ تہذیب اور ترقی کا ہے۔ جسطرح بیحد زمانہ دیل اور تار برقی کے ایجاد سے مشہور ہے اسی طرح بیحد زمانہ فن جنگ میں روز افزون ترقیات کرنے سے مشہور ہے۔ انسان کی ہلاکت کے واسطے آج وہ مسلمان اس تہذیب اور حکمت کے بیحد زمانہ نے مہیا کر دیے ہیں کہ طریقہ العین میں دور کا پڑے ہوئے دارے نیا رہے ہو جاتے ہیں اور شرنگ

گن۔ گینگ گن۔ ہٹری بارٹنی۔ سینڈر۔ ریچ لوڈر ریفیل۔ یعنی اقسام مذکورہ  
 بالائی توپوں اور بندوقوں کو دیکھو اور اپنی چال کے زمانہ سے ویسی ریاستوں  
 میں جو حالت تہذیب اور ترقی کی آج ہے اوس سے اس ترقی اور تہذیب کے  
 زمانہ کا مقابلہ کرو۔ پھر تم کو معلوم ہو جائیگا کہ آج فن جنگ بھی ویسا ہی دقیق  
 ہو گیا ہے جیسا کہ عظیم طبیعت اور ابد الطبعیت ہو گیا ہے اور کوئی فوج کام  
 کی ہنر کو جیتک اوسکے افسر فن جنگ سے سائن۔ ٹی۔ فک ہول پر واقفیت  
 نہ رکھتے ہونگے۔

کیا سبب ہے کہ ویسی سپاہیں سے یا ویسی امرائین سے سرکار انگریزی کمزور پڑتی  
 تھیں باقی علاوہ اور سپہوں کے ایک بڑا بہاری سبب یہ ہے کہ فن جنگ سے  
 ویسیوں کو علمی اصول پر واقفیت تھیں ہوتی۔

آجین اگرچہ ہم سرکار کو معذور سمجھتے ہیں لیکن ہماری سمجھ میں تھیں آنا کہ کیوں  
 وہ صید جنگ میں تعلیم کا دروازہ اسی طرح ویسیوں کی واسطے تھیں کہ ولدیتی  
 طرح سول ہروس کا دروازہ کہ ولدیہ ہے۔

گرچہ [ ] لیکن اس بحث کو میں اس وقت اسی جگہ چھوڑے دیتا ہوں۔

مجھے اس وقت ویسی ریاستوں کی فوج سے غرض ہے جب میں اس بحث سے فارغ  
 ہوں تو اس چھوٹی سوئی بحث پر توجہ کر دینگا۔

ویسی ریاستوں کی فوج [ ] میں نے جو کچھ ویسی ریاستوں کی فوج کی نسبت اوپر کہا ہے وہ میں ضیال



مہاراج سندھیا کا  
مذاق تنگ  
چارے راجاؤں میں سے مہاراج سندھیا کی طبیعت کو فن  
جنگ سے خاص طرح کا لگاؤ تھا۔ اور شغلوں سے زیادہ اون  
کا دل اس شغل میں لگتا تھا وہ خود روزمرہ اپنی فوج کی قواعد لیتے تھے وہ اپنا  
فوج کے سربراہ ایک جنرل کی صورت میں ہر روز نمایاں ہوتے تھے۔ اون کا شیخہ  
سیٹھ شغل۔ اون کے پیچہ پر کیٹس۔ ہماری سرکار کے دور اندیش ممبروں کو  
نہ بھائی نہ انہوں نے ہزار طرح کے دانویج سے مہاراج سندھیا پر ظاہر کر دیا  
کہ ان کی پیچہ تکلیف دے سو دہتی اور انہوں نے بتایا کہ اس سے زیادہ مفید کام ریاست  
کے اندرونی انتظام کے مہاراج کی تو بیگم کے محتاج تھے۔ ایسے امن کے زمانہ میں  
تہذیب اور شائستگی اندرونی کا خیال چھوڑ کر فوج کی آراستگی کا خیال رکھنا  
محض بے محل تھا۔ ان کو کسی اندرونی اور بیرونی دشمن کا خوف نہ تھا۔ ان کو  
کسی ٹروسی ریاست کے دستبرد کا اندیشہ نہ تھا۔ پھر فوج کا آراستہ کرنا فضول  
تھا۔ اور انہوں نے انہیں ہندو لفظیات پر اکتفا نہ کی وہ کچھ اس سے بھی آگے  
بڑھ گئے یہاں تک کہ مہاراج سندھیا کو چارونا چاروہ شغل چھوڑنا پڑا جس کے ذرا  
ان کی طبیعت از بس موزون تھی۔

مہاراج سندھیا کے  
مذاق تنگ پر  
آپہ تو اس چٹیر چاڑھے اور دسی ریاست کو فوج کی طرف عدم  
توجہ کی ترغیب دے قبول شخصے۔ ترکی کی تادیب سے مازنی کو  
سے اور ریاست پر عقل آتا ہے۔ کچھ اور نکامیلان خاطر ہی پہلے سے اظہر کم تھا

کیا اثر ہوا اور کانیجیہ ہوا کہ فوج دیسی ریاستوں کی تہذیب اور ترقی

کیجا بنک سیکو تو جہز ہی بھانٹاک کہ پیر موٹ پاور (Purimot paor)

(گورنمنٹ شاہنشاہی) نے ہی دیسی ریاستوں کی کم توجہ کو جو اون سے عین

جنگ میں ظہور میں آتی تھی غنیمت سمجھا اور سب باتوں میں گورنمنٹ شاہنشاہی

کیجا بنک سے ترقی و تہذیب کی تاکید ہوتی رہی۔ فوج کی تہذیب ترقی کے واسطے

ایک طرف بھی کہی تھیں کہا گیا۔ اسکا نتیجہ جیسا کہ توقع ہو سکتی تھی یہ ہوا کہ کسی

دیسی ریاست کی فوج آج عہدہ اور قابل کار تھیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ

منالیش کے واسطے اسکوئی وردی اور ساز و سامان پہناوئے اور اس سے

وہ ذرا خوش منظر آئے۔ یا پانچزار سے دو سو گھوڑے اور دو سو جوان

چن لائے اور وہ قابل کار معلوم ہوئے۔ عید کے دن بچے بچھکاتے ہوئے

کپڑے پہنکر اترتے ہیں مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ باسی عید کو وہی تہذیب

خلک ہوگا اور بھی بچے اوس سے کہیلے ہونگے اسطرح گندم کے گہن کہاے ہوئے

ڈھیر میں سے تم احتیاط سے ایک دو مٹی دانہ اچھے چن کر دکھا دو۔ اگر چاہے

کہ سارا ڈھیر واقعی ویسا اچھا ہو جائے یہ ناممکن ہے۔

دور اندیش مدبران ہمارے دیسی ریاستوں کی فوج کی ایسی حالت ہو جائے کہ

انگلش کے دیسی ریاستوں ہتی۔ یا یوں کہو کہ اون کے دل میں اور ہمت اور بہی زیادہ

کی فوج کی بہتر حالت پہنچ سکے ہوتی۔ جب اس سے زیادہ بہتر حال وہ دیکھتے اور

پسند



اگر وہ معدوم ہو جاتی تو اوکی نوشی کی انتہا نہ رہتی کہ اس صورت میں اونکے اندیشے ہی معدوم ہو جاتے پس اوکو بحیثیت حالت یا اس سے بھی بدتر حالت دل سے پسند ہتی اور وہ خدا کا شکر ادا کرتے ہونگے کہ اوکی من مانگی سرحد چل ہوئی ۔ لہذا محمد ہر آن چیز کہ خاطر خواہست آمد آئرز پس پر وہ تقدیر پائے اوکی اندیشوں کی لیکن آج جو چھوڑ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اوکے حصہ اندیشے کہاں تک اس طرح پڑاں بجاتے اور اگر وہ سچا نہ تھے تو امید یہ کہ کیا کرنا چاہتے ۔

۵۵۵ لو کہ زمانہ ہماری سرکار کے لئے بہت نازک زمانہ تھا ۔ اس وقت ہمارے ہند کے راجاؤں اور نوابوں کی ارنے سی بغاوت بہت خرابی پیدا کر سکتی تھی سب تھے کہ سب کو اپنا من چاہتا تھا تو یہ سب باتیں سرکار کا لگنے کے ساتھ رہیں مجید آباد نے دکن میں انتظام رکھا ۔ نیپال نے لکھنؤ کے فتح کرنے کے واسطے گورکھا فوج بھیجنے سے مدد دی ۔ اودی پور سے پورا اور جود پور شاہ قندم رہے رامپور اور بیوپال وفادار رہے ٹونک اور جاوہر سرکار کی خیر خواہی کا دم بہرتے رہے گوالیار اگرچہ باغیوں کے زرعہ میں ہیں مگر سرکار کی خیر اندیشی اوکے دل پر نقش رہی ۔ اندور ۔ بھرت پور ۔ اور بھی معین مددگار رہے ۔ بیکانیر جیسلمیر ۔ بردوان ریوان ۔ جاوہر ۔ جہاں پال اور کوٹہ ہی امتحان وفاداری میں ثابت قدم نکلے ۔

ریاست رائے پتہ اور راجگان دنوا بان پنجاب تو کیا کہتا ہے جب قدر مدد مانو

کسی مدد دیکھ کر کسی اور سے ناز نہ کرے وقت میں مہر کا راز نہ لکھ دے کہ وہی یہ مہر کا  
 ہی کے دل سے پوچھ رہا ہے۔

نشد کہ زمین اگر ویسی آرزو نہ کرے، متنازعہ کی ریاستوں میں سے کشتہ بازی نہ کرے  
 ریاستوں کے مابین فیصلہ وقت میں ہی ہو جائے، نہ کہ بعد میں ملے جیسا کہ ہنسی میں مل گیا  
 زمین ملے تو ان کا الزام تو ان کے لیے ہے، ریاستوں کا قصور نہیں ہے۔ جیسے جاری مہر کا  
 اس پہ ہے۔

بہرہ فریغ اپنے پاس کے کہیں آئے اسے چھوڑ آؤں گی ریاستیں حاضر نہ پیش آئیں  
 زمین اندیشہ ہے کہ اگر آج ہجران نہ ہو، ریاستوں سے ضرورت کے وقت قابل  
 نفع نہ ملے تو زمینیں ہم ان کو سزا دے دیں گے۔ کہ زمین اوز کا اتنا قصور نہیں ہے  
 جتنا اولیٰ دور اندیش ملے۔ دن کا سپہ جو ویسی ریاستوں میں عمدہ فوج رکھنے  
 کے روادار نہیں ہیں۔

جو کچھ ویسی ریاستوں اس لئے کہ اس وقت میں چھوڑ دو۔ پہلے تم سب سوچو کہ آؤ  
 سے ملو میں آچکا ہے را آؤ مدد شاید جاری مہر کا رشتہ کے نازک وقت میں  
 اس کس نتیجہ کی آید ویسی ریاستوں کی وفاداری اور نیک عملی کا تجربہ کر چکی ہے۔  
 اور اس وقت سے اس وقت میں بڑا تغاوت ہے۔ اس وقت ای۔ تک نیشن  
 کی را الحاق ہو یا بالیسی کا زور تھا۔ کسی رئیس کو سب یقین نہ تھا۔ کہ آج جس  
 ریاست پر میں حمران ہوں کل وہ مجھ سے چھین نہ لیا و گئی اور اگر میرا اصلی

پسر کوئی نہ ہوا تو میرے خاندان کے کسی اور شخص کو بلجادیگی۔ نہ سچے یقین تھا کہ لاو دی کی صورت میں سرکار چین کوئی لڑکا متبنی کرنے دیگی۔ اب دوسری نھین ہے اب ہر رئیس جانتا ہے کہ یہ ریاست ہمیشہ ہمارے خاندان میں رہیگی۔ بڑوہ کے معاملہ نے سچے یقین اور سچی سچتہ کرادیا۔ بڑوہ کا مقدمہ سیا سنگین اور سچیدار ہو گیا تھا کہ سبکو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ریاست قلم و انگریزی میں شامل کر لیجاو دیگی مگر پوری سرکار نے باوجودیکہ مہاراجہ سابق کے ذمہ جرم ثابت کیا تاہم ریاست کو خصب نھین کیا۔ اسکو بدستور اوسی خاندان میں رہنے دیا۔

دوسری ریاستوں میں علاوہ اسکے عام تہذیب کی ترقی سے آج دوسری ریاستوں میں تہذیب بڑا اثر پیدا بہت کچھ فرق آگیا ہے کم کوئی دوسری ریاست ایسی ہوگی جہیں سے ریل اور تار برقی کا گذر نھین ہوتا جسکے رئیس کو زبان انگریزی سے آگھی نھین جو انگریزی۔ پو۔ لے۔ مکنڈر علم سیاست مدن، نھین سمجھتا جسکی رعایا میں تعلیم کی روشنی نہیں پہنچتی۔ جو انگریزی سلطنت کے شان و شوکت اور اقتدار بحری اور بری سے واقفیت نھین رکھتا۔ جو ممالک یورپ کی طرح دولتوں کی طاقت سے دولت انگاشیہ کی طاقت کو زیادہ نھین مانتا۔ اب اسے رئیس بہت کم رہ گئے ہیں جو غوک چاہی کی طرح اپنے چاہ کو سبزو خوار سمجھتے ہیں۔ غرض اگر آجکے دن کاوشہاء کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے تو ہر ریاست میں نھین

آسمان کا فراق نظر آدیا۔ گوہمین اعتراف ہے کہ کسی ریاست میں تہذیب و شائستگی ایسی نھیں جیسی کہ قمر و منکاشہ میں پہلی ہوئی ہے۔

دیس ریاستوں کی طرح پھر جب دیسی ریاستوں نے روس کا فرخشاہ متا تو وہ جہاں سے مدد سرکار کے مال سے فوج سے ہر طرح سے اپنی سرکار کی مدد کو تیار ہو گئے وہ اسطے آمادگی کا ہو۔

گوہمینٹ کو بھیجی۔ جوش وفاداری سے خیر خواہی میں ایک نوجوان سپہ سالار لیجانی چاہئے۔ جہاں تک اونکے قلم اور زبان میں زور تھا انہوں نے اپنی نمک حلائی کے جوش کو سرکار پر ظاہر کیا۔ اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وہ اپنی وفاداری کے یقین دلانے کا اور کون سا طریق اختیار کرتے۔

امور ذیل سے کس اب غور کرو کہ جب عہد میں دیسی ریاستوں کی وفاداری نتیجہ کی توقع ہو گئی تھی۔ محاکمہ امتحان پر کامل ادتری۔

(۲) جب انکو ہر طرح سے یقین ہو گیا۔ کہ ہماری ریاستوں پر سرکار کا دانت نھیں ہے۔

(۳) جب انکی تہذیب و ترقی اس ۲۸ برس کے عرصہ میں بہت سی بڑھ گئی (۴) جب انکی نمک حلائی نے انکو اس وقت جوش دلایا کہ جو پورا نا دشمن سرحد پر ہماری سرکار سے برسر پر خاش ہے اسکو سب لکڑی بچا دیا تو تو اب کونسی بات باقی رہ گئی کہ ہماری سرکار دیسی ریاستوں کی خلوص

دلی اور نیک نیتی پر ایمان نہ لے آوے۔

اعتبار کی ضرورت زمانہ جانتا ہے بے اعتباری سے بے اعتباری ہی پیدا ہوتی ہے۔

بے اعتباری کی ضرورت ہے اور اعتبار سے اعتبار پیدا ہوتا ہے۔ جو تعلقات فیما بین

سرکار انگلشیہ اور ویسی ریاستوں کے قائم ہیں ان کے ہتھیار کے واسطے مستحق

زیادہ ضروری چیز اعتبار ہے۔ میری دولت میں اول اعتبار کا ظہور

اعلیٰ سے اذنی کی طرف ہوتا ہے جیسو کہ باپ کی جانب سے بیٹے کی طرف۔

کی جانب سے بیوی کی طرف عاشق کی جانب سے معشوق کی طرف۔ جو ان اعلیٰ

کی طرف سے ادنیٰ کی طرف اس اعتبار کا ظہور خدا اور ادنیٰ سے ان کی طرف

خواہی کا دم ہرگز۔

شمشیر کی دھار پر ہرگز ایک زمانہ ایسا کہ بجائے باہمی اعتبار کے ہمارے سرکار کو

رکھنے کا زمانہ گزر گیا۔ بارہ شمشیر پر زیادہ بہرہ و سہ تھا مگر وہ زمانہ گزر گیا۔ اس وقت

دلوں کی ریاستوں پر غلبہ پانے کے واسطے اعتبار سے زیادہ کوئی شے

کارگر نہیں۔ چار سے ویسی رئیس اب اپنے اقبال اور زوال کو سرکار

انگریزی کے اقبال و زوال کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں وہ سمجھتے ہیں

کہ ہندوستان اگر زمین ہے تو دولت انگریزی ازمین درخت ہے اور

ویسی ریاستیں اس درخت کی شاخیں ہیں ان کا خیال ہے کہ کوئی شاخ

درخت سے جدا ہو کر سرسبز نہیں رہ سکتی۔ ہر شاخ کو سرسبز اور دھڑلے کے

لئے تنہا علی کے ساتھ رابطہ ضروری ہے ۔

دورانِ پیشہ پورے پس کھان بہن ہمارے دورانِ دلش اور محاط پونی ٹی شین  
ٹین کو بچر جو تہات باطلہ کے جوش سے تہ سے شاخ اور ناخن سے گشت

جد اگر تے بہن وہ آوین اور دیکھین کہ جو کچھ ممکن تھا ہر شاخ نے اپنے تین  
تنہا علی کے ساتھ مربوط رکھنے کیواسطے کوشش کی لیکن ساون کے اندر

کو اگر مہا اسی مہا سوچے اور کچھ نہ دکھائی دے تو ہمیں انہیں کا قصہ  
وہی ریاستوں کی جو کچھ مختصر طور پر بیان تک مینے ویسی ریاستوں کے متعلق لکھا

فیج کام کے لائق ہے ۔ میرے خیال میں اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ خود  
شاہنشاہی کے دل و جان سے خیر خواہ ہیں اور اس بات کو تسلیم کر لیں

میرے دیکھنا چاہتا ہوں کہ کھلو کیا کرنا چاہئے کہ ہماری ویسی ریاستوں کی فوج  
کام کی ہو جاوے ۔

وہی ریاستوں میں پیش ازان کہ میں اس بحث کو چھیڑوں مناسب سمجھتا ہوں  
فیج رکھنے کی ضرورت کہ میں سچہ دیکھوں کہ ویسی ریاستوں میں فیج رکھنی چاہئے

یا نہیں چاہئے ۔

اس بارہ میں سب سے بڑا اعتراض وہی ہے جو میں پیشہ نقل کر آیا ہوں ۔

اس بحث کے متعلق (۱) ویسی ریاستوں کو اندرونی انتظام کے واسطے فوج رکھنا  
اعراض کی ضرورت نہیں ہے ۔ (۲) کوئی پرمی ریاست اد کو

چیرٹ نہیں سکتی۔ (۲) بیرونی دشمن سے بھی اونکو کچھ اندیشہ نہیں ہے۔ بیرون  
 دشمن کا جو کچھ اندیشہ ہے وہ دولت شاہنشاہی کو ہے۔ اولیٰ و دوم فرور کا  
 اعتراض کے ایسے ہیں کہ شاہیہ دولت شاہنشاہی پر بھی برا بر عاید ہوں۔  
 ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود صفیکہ اندرونی انتظام سرکار انگلشیہ کا ہر طرح سے قابل  
 اطمینان ہے تاہم اوسنے ملک کے حصہ اندرونی میں ہی عساکر کی موجودگی  
 کو لازم سمجھا ہوا ہے۔ اور پولیس اسکے علاوہ ہے۔

سرکار انگلشیہ کے	اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو گورنر و داب انگلشیہ سے انتظام
انتظام اندرونی کی	اندرونی ریاستوں کا بظاہر قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے۔ تاہم
ریاستوں کی انتظامیہ	مقابلہ انتظام سرکار انگلشیہ کے وہ انتظام مثل بد نظمی ہے۔

ریاستوں کی نظمیہ	زمانہ کے حالات پر نظر رکھنے والے ہوں نہ گئے ہونگے کہ لوہا
------------------	---

کے سابق نواب کس بد نظمی کی وجہ سے مغرور ہوئے تھے۔ یہر حیدر آباد میں  
 جو ہنگامے ہوئے رہتے ہیں وہ سب کو یاد ہوں گے۔ سب سے پہلا نواز جنگ  
 کا پر شور واقعہ جو اخباروں میں درج ہوا تھا۔ اوسکی سیاہی بھی ابھی نہ سوچی  
 ہوگی۔ اسکی طرح اور ریاستوں کے ٹھاکروں اور بہائی برادروں کے مناقشے  
 ہر روز ایسے برروئے کار آتے ہیں جن کے روکنے کے واسطے حقد عقل  
 درکار ہوتی ہے۔ اوس سے کم بعض اوقات لشکر و کار نہیں ہوتا۔ پھر ریاستوں  
 میں جو توڑ سازشیں اور منصوبہ بازیاں جو ہوتی ہیں۔ اگر اونکا مفصل

ذکر کرو ان تو طوالت ہو جاوے ۔

ایک ریاست دوسری ریاست	اسکے علاوہ جہاں ریاستیں اپنے پیسہ سرون کے مقابلہ میں
کے ساتھ معاملہ توج	اور پھر میں شان و شوکت کے واسطہ نظر رکھتی ہیں۔ وہاں
میں بھی رشا کرتی ہے	فوج بھی ان کی نظر میں رہتی ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر
ایا ہوں مجھ اور بات ہے کہ	اوسکی جانب جیسی توجہ چاہئے ویسا ہو یا نہ ہو
از روئے عہد نامہ کے	پھر بعض ریاستوں کے عہد نامہ میں مجھ ہی شرط درج ہے
بعد میں ریاستوں پر لکھا	کہ بوقت ضرورت دولت شاہنشاہی کو وہ ریاستیں فوج
فرم ہے۔	ما دو دیوین گی۔

ریاستوں پر دولت شاہنشاہی	ماورائے این ہمہ بعض کو مجھ ہی خیال ہے کہ اگرچہ دولت
کی یاد باز ہیں	شاہنشاہی کی نفل عاطفت میں ہم سکہ کی نیند رہے ہیں
تاہم چونکہ دولت شاہنشاہی کے	ہم یاد باز وہ ہیں۔ اس واسطے ہمیں پر پرزہ ہے
درست رہنا چاہئے۔ گو بعض وجوہ سے	یا فراموشی سے جو دور اندیش۔ پالی۔
ٹی۔ شین۔ کی جانب سے ظہور میں	آتی ہیں۔ وہ حسب لخواہ کیل کاٹنے سے دست
نقصین ہو سکتی۔	

استنباح	ان سب امور پر لحاظ کر عوام اس سے کہیں ضروری ہوں یا
	غیر ضروری ویسی ریاستوں میں فوج رکھنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ اگر بالفرض
	یہ ضرورت ان امور کے لحاظ سے تسلیم نہ بھی کیا دے تو بھی اس قدر تو بدیہی امر



ہے کہ دیسی ریاستوں سے فوج یک قلم دور نہیں ہو سکتی۔ اور جب یہ بات مسلم ہو  
تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ دیسی ریاستوں کی فوج ایسی ہی کتنی رہتی ہے جتنی دیسی  
کہ وہ آج ہے یا اس سے عہدہ حالات میں اس کو لانا چاہئے۔

دیسی ریاستوں کی فوج کی دیسی ریاستوں کی فوج کی ترقی اور تہذیب اور اندیشہ بدلی  
تہذیب کی وہ دین گرا ٹی دشمن۔ اس واسطے ہندو نہیں کرتے کہ ان کو اندیشہ ہے کہ  
مستقل وہ زیادہ لائق اور قابل کار ہوگی اس قدر وہ دولت شاہنشاہی کے  
واسطے زیادہ تو موجب خطر ہوگی۔

ن  
فوج محنت لیکن میرا خیال ہے کہ جو کچھ اس بارہ میں پیشتر میں ذکر کر چکا  
اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ ان کے یہ اندیشہ بجا ہیں اور اب وقت آگیا  
کہ ہم دیکھیں کہ اب کچھ کیا کرنا چاہئے کہ دیسی ریاستوں کی فوج کام کی ہو جاوے۔  
دولت شاہنشاہی میرے خیال میں دیسی ریاستوں کی فوج کی درستی کے واسطے  
تو دیسی ریاستوں کی فوج کے سب سے اول دولت شاہنشاہی کی توجہ درکار ہے۔ کوئی دیسی  
ریاست اپنی فوج کی آراستگی میں مصروف نہیں ہو سکتی۔

جہاں کہہ دوں گے یقیناً ہو جاوے کہ دولت شاہنشاہی اب بدلتی کی نظر سے ہادی  
مہاشی ہر فوج کو نہیں دیکھتی بلکہ بجائے بدلتی ہونے کے اب دولت شاہنشاہی دیسی  
ریاستوں کی فوج کو اگر لیری (مددگار) فوج سمجھتی ہے۔

تو یہ زیادہ ان لیکن دیسی ریاستوں کی فوج کی درستی کے واسطے اس قدر کافی

میں پر خط کر کے پانچ  
مختصر ہے اور یہی بہت کچھ توجہ دے کر کا ہے اور بہت سے  
اسور کا لیا خط کر کے پانچ ہے۔

بڑی ریاستوں کا جو  
سنتھ اول ساری ویسی ریاستوں کی فوج کو از سر نو ہی آر  
کی از سر نو ہی پانچ کرنا چاہئے جس انگریزی جنرل کے ذریعہ  
بہنر کی بہت

ساری ہی مدد دہ فوج کا ملاحظہ کرے اور دیکھے کہ وہیں قابل کار کتنی ہیں۔ اور  
نا قابل کار کتنی ہیں جس قدر نا قابل کار ہوں انکو رواج ریاست کے بموجب  
کچھ دیکر علیحدہ کیا جاوے اگر عزول سپاہیوں کے سچے قابل کار ہوں تو وہ  
بہنر کی سکے جاوین ورنہ ریاست میں سے وہ لوگ بہنر کی سکے جاوین جنگا کسی  
زمانہ میں پیشہ ہی جنگ تھا۔ اور اگرچہ غیر متعل کئی کی طرح اور کئی جنگوں  
میں رنگ لگ گیا ہے تاہم ان کے کوشش سے وہ رنگ دور ہو سکتا ہے اور ان  
ستھر کیا سے ان کی طبیعتوں پر جلا آسکتی ہے۔

بہنر کی کاہنہ ہی  
چاہئے۔

کی بھر تانہ کیا دے۔

تخوار مقرر کرنا  
اصول

بچتر خواہ ہی حسب حیثیت زمانہ کے مقرر کیا دے۔ آج مذکور  
طرہ گئی ہے۔ زمین کی قدر بڑھ گئی ہے نفع اشیاء و خوردنی گرا

ہو گیا ہے۔ اس واسطے خواہ ہی سپاہی کی ایسی مقرر کرنی چاہئے کہ خوشی سے اپنے سپاہی ہاتھ آسکیں۔ ہمارے ملک میں اکثر نوکری پیشہ اہل سیف زیادہ ہیں کون ہے جو رام پور کے روہیلوں۔ جے پور۔ جو دہپور کے ٹہاکروں۔ راجپوتوں کو ختمین جانتا۔ پھر مسلمان راجپوت ہندو اور مسلمان جاٹ اور شیخ سید مل پٹھان سے کیسی عمدہ سپاہ مرتب ہو سکتی ہے۔

گھوڑ زنجی بہرتی جب ہر ریاست کی سپاہ اس طرح مرتب ہو جاوے تو گھوڑ زنجی بہرتی ہی اس طرح چھانٹ کر کیا وے۔ خواہ وہ تو سچانہ کے لئے ہوں خواہ رسالہ کے لئے۔

اچھے قسم کے اسلحہ بہتیار جو پرانے وقتوں کے دیسی ریاستوں کی فوج میں ہیں وہ ہی وقت کے اعلیٰ ترین بہتیاروں سے بدلے جا دیں۔

دیسی ریاستوں میں ہر ریاست میں ایک آرسنل (سیگزمین) بنایا جاوے۔ یا سگزمین کی ضرورت در دی اور دو والی۔ تو شدان ایسا ہی ہم پہنچا یا جاوے جیسا کہ سرکار کی نیٹو آرمی کو ملا ہوا ہے۔

دیسی ریاستوں کی فوج کے واسطے اسلحہ تنخواہ ماہ ب ماہ ملنے کا انتظام کیا جاوے اور جب یہ سب کچھ ہو چکے تو فوج کی واسطے بہت احتیاط سے اسلحہ مقرر کئے جائیں

اگر موجودہ اسلحہ لائق نہ ہوں تو وہ بیٹھنے اور کمانچہ لگایا دینا چاہیے اور اسلحہ مقرر کیا جائے ہر گورنمنٹ میں ایک کرنیل ایک میجر کمپٹان۔ ۴ لفٹنٹ اور ۴ سب الٹرن چوٹے

چاہئیں۔ ان افسروں میں سے ایک اجنٹ۔ دوسرا کوارٹر ماسٹر بنایا جاوے  
 افسر کو نہ بنائے جلاوٹ ان بڑے عہدوں پر ویسی امیرزادہ ہوں بلکہ اگر ممکن ہو  
 کمان کن کوٹے تو ہر جنٹ کا کمان ریاست کے کسی بہائی بندہ کے سپرد کیا  
 جاوے۔

شرط اگر کسی امیرزادہ یا ریاست کے بہائی بندہ کو ایسے بھاری عہدہ  
 نہ دئے جاوےں جتنا کہ اُسے فن جنگ میں ویسی ہی تعلیم نہ پائی ہو جیسی کہ  
 بھاری سرکار انگریزی کے افسر تعلیم پاتے ہیں۔

ویسی ریاستوں کی فوج کے ان امیرزادوں کو ولایت جا کر فن جنگ میں تعلیم پانی لیں  
 افسر کے واسطے دینا۔ ایک کوشش قبل از وقت ہوگی پھر کچھ عملی طور پر اس وقت  
 فن جنگ کی تعلیم لے کر نامناسب ہے وہ یہ ہے کہ فن جنگ کی تعلیم کے واسطے  
 ستر لاکھ کی ضرورت ایک سنٹرل کالج ریاستوں کے خرچ سے قائم کیا جاوے۔  
 اُن میں نوچران امیرزادے تعلیم پاوےں۔ اور امتحان دیکر بہاری عہدہ  
 مقرر ہوں۔

عارضی کمان جب تک چھ صورت نہ ہو سکے ایسے بہاری عہدہ کا عارضی طور  
 پر نظام کر دینا چاہئے۔ اور ہر دست کمان ہر جنٹ کی برائے چندے ایک انگریز  
 افسر کو دینی چاہئے۔ جب ویسی امیرزادے ایسی لیاقتیں پیدا کریں۔ تو کمان  
 ان کے سپرد کر دیا جاسکے۔

دوسری تہ کی فوج کے حسبہ فوج کسی ریاست میں ہر قسم کی مہم اور ہتھیاروں کے  
 وسطے رئیس کو اپنی بندھن کے سپرد ہے اور وہ اعلیٰ پٹے پر ہے کہ رئیس  
 خیر متروک ہو گا تو یہی رشتہ داور ہو اور شہنشاہ سے اس کی طبیعت کو

خیر متروک ہو گا

انگریزی ہنر کی گراں سے چھ مراد نہیں کہ جس انگریزی ہنر کے طرز میں  
 میں وہ ریاست واقع ہے ہمارے کچھ گراں جان سے جو علی لپٹے پر  
 کی ہر حیوانی کو فوج کا گراں دہلیسے سطح سیاہ کی فوج کا گراں حال رہے۔ اور جا  
 میں ریاست میں جا کر دو چار دفعہ جرنیلی قواعد ہی لیوے۔ اور جب کہیں وہ  
 ترین چھاؤنی میں جرنیلی ہو تو ریاست کے ہنر کی کو مع فوج کے اُس میں شریک  
 کر لیوے۔ اور جس صوبہ میں ریاست واقع ہے۔ اگر اُس میں کسی اور اگر  
 ایڑہ قائم ہو۔ تو اس صوبہ کی ریاستوں کی فوج کہیں اور میں ہا لیوے  
 اور سال میں ایک دفعہ انگلش کمانڈر خفیہ ہی۔ ریاستوں کی فوج دیکھا  
 خن میں کفایت کیا کر جو تدبیریں پہنچے بتائی ہیں اُن سے شاید دوسری ریاستوں کو نیا  
 ہو سکتا ہے کہ جہاں بھی فوج ہے۔ رہنما رہے وہاں پانچ ہزار یا چھ ہزار کہ  
 لیوے۔ اس سے بہتر نقصان برابر ہو جائیگا۔

دوسری ریاستوں کے دوسری ریاستوں کے قریب تر بہت دار کو فوج کا ہنر کی

قریبی رشتہ دار بنو اگر بنا جائے تو سے نہیں ٹھیک وء اپنے میں لیا تھا اور ہر جہاں  
فوج میں چاہدہ رہے ثابت کر سکے ہیں تھانہ و مشہد ہوگا۔ اس وقت ریاست کے  
بند و کھوہ رجسٹریکا کمان و مالکیت کی شہرہ پریز ہوگا۔

ہوگا۔ اور امیرزادوں کو ہماری عہدہ دینے میں ہمت نہ ہوگا۔ یہاں پر  
خارجی مثل مشہور ہے۔ مردیکار یا دیوانہ شود یا سار و دروغی میں ہر  
ہے کہ بیکار آدمی ہمیشہ زیانکاری کے پیچھے پڑا رہتا ہے اگر یہ سب نہ کرے تو  
اور امیرزادہ فوج کے شغل میں مصروف ہو جائیں گے۔ تو ان فوجیوں سے  
وہ سچ جاویں گے۔ اس سے نہ صرف ریاست کے حسین انتظام میں مدد ہوگی  
بلکہ سرکار انگلشیہ کو وقت پر بندہ و سہماں کی ایرس ٹاکنری رلیف دے گا  
ڈاٹون سے بڑی و دیوہ بھیگی۔

اگر کسی ریاست کا رئیس اپنی فوج کی کمان کسی ضرورت کے  
اپنی فوج کی کمان کو وقت لینا چاہے تو ہماری سرکار انگلشیہ کو اس سے وہ  
تواہر میں بہتر ہے نمایان کرکے کسی اور طرح ممکن نہ تھی۔

انگریز فوج کی دیکھید آباد کے عالی و انج۔ پولی۔ ٹی۔ شین۔ مولوی مہدی  
تہائی ریاستوں کی کوئی علیحدہ نے لکھا ہے کہ اس وقت سرکار انگریزی کو ایک تہائی فوج  
کے واسطے ترقی ہے ریاستوں کے قریب جو زمین اس نظر سے رکھنی پڑتی ہے کہ وہ  
سرکشی نہ کرنے پادین یا کہ ان کی ریاستوں کی بد نظمی ایسی ہے کہ ان کی روک کے واسطے

فوج انگریزی کے اون کے قریب وجوار میں رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

لیکن اگر ہماری سرکار اعتبار کر لے تو سے اون وجہ پر چہنہ  
 فوج کی ایک تہائی پیشتر بیان کئے ہیں۔ اور ہماری ریاستوں کی فوج آراستہ  
 ہو جائے گا۔ اور اون اصول پر جو پہنچنے والے ہیں تو ہماری رائے  
 میں چہنہ کوئی حصہ انگریزی فوج کا دوسری ریاستوں کی فوج کے اندیشہ سے ہٹے  
 قریب وجوار میں رہنا بیفائدہ اور عبث ہوگا۔ اور اس سے وقت ضرورت کے واسطے  
 (علاوہ اس امداد کے جو دوسری ریاستوں کی فوج سے منظور ہے) ہماری سرکار  
 کی اپنی فوج کا ایک بہاری حصہ گارنٹریں ڈیوٹی (مقاومت کرنے کی خدمات)  
 سے سبکدوش ہو جائیگا۔

روس کے مقابلہ میں کہتے  
 فوج ہوتی ہندوستان  
 کی جاسکتی ہے  
 اس وقت کہ روس نے چہنہ چارٹر مشورہ کی ہوئی ہے ایک بہاری  
 وقت ہمارے مالی و ملغ بد بردن کو یہ معلوم ہوتی ہے کہ  
 ہم میدان جنگ میں ایک لاکھ اسی ہزار فوج میں سے ستر  
 ہزار فوج سے زیادہ بوجہات بالانحیدین لیا سکتے۔ اور یہ تعداد روس کے  
 مقابلہ کے واسطے کافی نہیں ہے۔ اور اس واسطے ہوم گورنمنٹ نے کم سے کم  
 ہزار فوج انگلینڈ سے اور بھیجنے کا وعدہ کیا ہے اور مصر میں جو فوج ہے  
 وہ بھی ہندوستان کو بھیج دیگی تاکہ کافی تعداد ضرورت کے وقت حاصل

ہو جاوے۔

بیلین گرین کی اگر ہمارا حافظہ غلطی پر نہ ہو تو سر بیلین گرین نے یہ ہزارہ کیا ہے کہ ویسی ریاستوں کی ڈھائی لاکھ فوج سے تیس ہزار قابل کار ہوگی۔

ہم کمال فوس کے ساتھ اس قدر اور اضافہ کرتے ہیں کہ شاید پچھلے کام کی ہوگی کہ جو صد کسریٹ کہیں ہیسیجے یہہ اوسکے ساتھ چلی جاوے میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ کے لائق ہوگی۔

ہماری رائے چل کریشے لیکن اگر ہماری بتائی ہوئی رائے پر ویسی ریاستوں کی فوج نو ایک لاکھ بیس ہزار ہوگی مرتب کیجاوے تو گو وہ سب سے ڈھائی لاکھ کے ڈیرہ لاکھ ہجاکہ فوج میں ڈیرہ لاکھ فوج کی تاہم وہ ڈیرہ لاکھ ہر کار اگر فریسی کی ایک لاکھ اسی ہزار قابل کار اضافہ ہو سکتا ہے فوج کے ساتھ ملکر یہ لاکھ ہس ہزار فوج ایسی عمدہ ہو جاوے گی جو خرس روس کو خوب پناہ چاہیگی۔

لارڈ ڈفرن کی خدمت میں التماس اگرچہ چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے مگر میں کمال ادب سے لارڈ ڈفرن کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ میرے ان

نوٹوں پر توجہ کریں اور دیکھیں کہ کہانتک میچ (پریکٹیکل) قابل عمل ہیں اور ادنیٰ عمل کرنے سے کہانتک ہماری گورنمنٹ اور ہمارے ملک کا فائدہ متصور ہوگا

لارڈ پین کی تقریر میں نے ابی پڑھا ہے کہ لارڈ پین نے ایک جلسہ میں یہ فرمایا ہے کہ مجھے روس کے ارادوں کی خبر تھی۔ اس واسطے میں نے ہندوستان کے



باشند ونجی تالیف قلوبہ طرح کی کہ کار حکومت میں سلف گورنمنٹ کے طریق سے اونکو شریک کیا۔ اور باتون میں ہی اونکو مساوات کی نظر سے دیکھا۔

لاڈلہ پن کی پالیسی اثر حقیقت میں لاڈلہ پن نے جو فتح نمایاں ان باتون سے ہم ہندوستانیوں کے دلون پر پائی ہے وہ کسی گورنر جنرل نے نہیں پائی۔ لاڈلہ ڈفرن توقع اگر جو کچھ ہم نے لاڈلہ ڈفرن کے حالات پڑھے ہیں اُسے بھوکو توقع ہے کہ وہ لاڈلہ پن کی فتوحات کو صرف سپہ سالار نہیں رکھیں گے بلکہ ویسی ریاستوں اور ہندوستان کے باشندوں پر یہاں تک اعتبار بڑھادیں گے کہ ہم اونکو اپنا اور وہ بھوکو اپنا سمجھنے لگیں گے۔

اسکا نتیجہ کیا ہوگا : جس دن یہ نوبت متفوق اور فاشم کے درمیان ہندوستان میں پہنچے لاڈلہ ڈفرن باور کریں کہ ہندوستان کو خیر روس کی سبکیوں سے ہرگز اندیشہ نہ رہیگا۔

ہندوستانیوں کے دلون پر روس کی فوج پر فیتیابی کی ضرورت ہے اس لئے روسیوں کی ضرورت روس ہندوستانیوں کے دلون میں گھر کر کے کی ضرورت ہے اور پنجاب کی ضرورت کم نہیں تھوڑی ہے۔

ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ سرکار بھوکو اپنا سمجھے اور اجازت

دے کہ ہم اپنائیت کا ثبوت سرکار کو دے سکیں جتنے شک شکوک ہمارے دیتے  
اور ہماری وفاداری کی نسبت ہمیں وہ سب ادب اور گورے کالے میں ناحق  
کا امتیاز مت رکھو۔ پھر دیکھو جہاں گورے کا پسینہ ٹپکے وہاں ہم اپنا خون  
بہانے کے واسطے تیار ہمیں یا نہیں۔

اعد طبقہ کے خیالات ہم سمجھ نہیں کہتے ہیں کہ ساری خلقت ہندوستان کی  
اڑنے کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ گھر ہم اٹھا کر چھانے  
بغیر نہیں رہ سکتے کہ ذی سوخ طبقہ تعلیم یافتہ اور شرفاء  
کا خیال ضرور ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جب یہ طبقہ ہماری سرکار  
کی جانب ہو تو بچوں کو تو ہم خود جو تیان مار کر سیدھا کر لیون گے۔

مجوزہ تجویز پر ریاستوں میں جو کچھ نوابوں اور راجاؤں کی فوج کی درستی اور تہذیب  
توجہ ہونی چاہئے کے بارہ میں لکھہ آیا ہوں اور سپر میری آرزو ہے کہ دو

شاہنشاہی نواب اور راجاؤں کے مین اور جانچین کہ کہاں تک میری اصلاح  
ماننے کے قابل ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ بعض ایسی نواب اور راجاؤں سے  
یہ سمجھیں گے کہ میں نے انگریزوں کو ان کی ریاستوں میں زیادہ دخل دیدیا ہے  
مگر میرے خیال میں جب قدر دخل انگریزوں کو اسطرح ملا ہے وہ صرف حارمنی ہے۔  
جون جون نوابوں اور راجاؤں کے یہاں بندکمان لینے کی قابلیت پیدا کرتے  
جاوین گے۔ انگریزوں کے مداخلت کم ہو جاوے گی۔ اور پھر جو خفیہ مداخلت



میان پہنچ کر فرشتوں کے سامنے پہنچ گئے۔ یہاں پہنچ کر ایک زمانہ بیویوں  
 میں ایسا گڑبگڑا ہوا کہ ایک شاہنشاہ وقت کا تھا۔ ہوتا تھا جو نہ بہت زیادہ  
 باجگر اور نہ کم بین تھا۔ اپنے ارشاد ملک ہی شاہنشاہ کا خیال کیا جاتا تھا۔ یا تو  
 کہو کہ شاہنشاہ کو اور ان اور راجاؤں کو اپنی مملکت سے بعض وسیع اقتدار  
 دیدیتے تھے۔ اور بھی نہ اب اور راجا۔ اپنا گڑبگڑا ان اقتدار کی آمدنی سے کرتے  
 تھے۔ اور خود ٹری بسٹیش (باجگر اور) کہلاتے تھے اور بعد میں بگڑتے  
 شاہنشاہی کے اور پر رزم ہوتا تھا کہ جب کبھی شاہنشاہ کو شہر میں رہتا تو وہ  
 فوج سے شاہنشاہ کی کمک کریں۔

شاہنشاہان مغلیہ کے عہد میں یہاں مہندوستان میں  
 بھی یہ دستور تھا۔ ہاں اس پر دستور تھا۔ جب کبھی شاہنشاہ کو ضرورت پڑتی تو  
 نواب اور راجا باجگر اور شاہنشاہ کی مدد کے واسطے تیار ہو جاتے تھے۔  
 جب سے راجپوت راجاؤں نے شاہنشاہان دہلی سے رشتہ دار بن کر لی آئی  
 وقت سے وہ اس فرض کو اور بھی زیادہ شوق سے نبھاتا رہے۔ یہ اور بات  
 ہے کہ بچپن حالات زمانہ کے لحاظ سے کہی کوئی پرہیز نہیں ہوتا۔

بارکلی صاحب کے ہدایت نامہ مالگنداری میں بھی لکھا ہے کہ اگر شاہنشاہ  
 کی مدد کی ہے۔ مگر چونکہ وہ خود ساری زمین میں زمیندار  
 انتظام نہیں کر سکتا۔ اس واسطے وہ چڑے اور چوٹے زمینداروں  
 کی تائید۔

پراپنے ملک کی زمین تقسیم کر دیتا ہے اور بدین خیال کہ سمیجہ اوسکی آبادی میں زیادہ توجہ سے مصروف ہوں اذکو کس قدر حقوق بھی اوس زمین میں عطا کر دیتا ہے اور بلبلہ اون حقوق کے اُسنے خراج وصول کرتا ہے یا اور کچھ بہت کماتا ہے ۔

وایسی رئیسوں پر فوڈل جو تعلق اس وقت ایسی نوابوں اور راجاؤں کو گورنمنٹ سسٹم کی تھلاق پر شبہ شاہنشاہی کے ساتھ ہے ۔ وہ ہم ٹھیک نخبین کہہ سکتے کہ فوڈل سسٹم کے موافق ہے یا نہیں ۔ گو اس میں شک نخبین کہ وہ باجگزار میں جو ضرور گئے جاتے ہیں ۔ حالانکہ بعض اومنین کے کچھ ہی نخبین اور بعض محض برائے نام کچھ باج سرکار انگریزی کو دیتی ہیں ۔ یا بوقت ضرورت فوج سے مدد دینے کے واسطے پابند ہیں ۔

لیکن ساتھ ہی اسکے ۔ عام اس سے کہ وہ کسی عہد نامہ کے رو سے فوڈل سسٹم کے پابند کئے گئے ہوں یا نہ کئے گئے ہوں عہد منخلیہ کا دستور اون کے حافظہ میں منور تازہ ہے ۔ اور جتھر پور ائے دستورون کی ویسی ریاستیں پابند ہیں کئی اور نخبین ہے ۔

فوڈل سسٹم کے اطلاق مگر بے آن پر فوڈل سسٹم کے مطابق زور ڈالاجا ہے کے بغیر ویسی رئیس اسکے وہ خود فرط و فاداری سے دولت شاہنشاہی کے واسطے جان سے مال سے ۔ اور فوج سے حاضر ہیں ۔ اور سمیجہ اوسکی پابند ہیں ۔

آبادگی اوس سے کھین زیادہ ہے جسکے واسطے اونکو فوٹل سسٹم عبور کرتا  
 سرکار انگریزی اس حالت اب جو صورت حال میں ہے تو ہماری اس سرکار کو ان کی اس فو  
 سے کیونکر استفادہ کرے شمار آبادگی سے مستفید ہونا چاہئے۔ اور اگر سرکار ایسا  
 کرتے تو مشکلات جنگ کی بہت کم ہو جاوین گی۔  
 لیکن مجھے یہ دیکھنا ہے کہ ہماری اس سرکار فو اب اور راجاؤن کی آبادگی سے کیونکر  
 مستفید ہوئے۔

ناکون پر ویسی مینوٹی تب نواب اور راجاؤن کی فوج کی درستی اور ترتیب ملی  
 ہو جاوے جیسی پہنے سوچاؤی ہے تو اوغین سے مشہور  
 مشہور نواب اور راجاؤن کو سرکار انگریزی کچھ ناکے سپرد کرے اگر خیال  
 ہو کہ وہ اکیلے ناکے نہ سنبھال سکیں گے۔ باوجود حقیقہ اونکی فوج کی ترتیب  
 از سر نو ہو گئی ہو تو اونکے ساتھ کچھ انگریزی فوج ملا دی جی چاہئے اس طرح سے  
 میں امید کرتا ہوں کہ جو ناکا اونکے سپرد ہوگا اونکی وہ بخوبی حفاظت رکھیں گے۔

ناکہ خیرال پر مہاراجہ بعض پالی۔ ٹی۔ شین کا گمان ہے کہ روسیوں کا ارادہ خیر  
 جیسا کہ کشمیر کی تعیناتی کی طرف سے ہی ہندوستان پر یورش کر سکا ہے۔ اگر اسکی  
 کچھ اصل ہے تو بہتر ہوگا کہ مہاراجہ کا شہیر خیرال کا ناکارو کین اور ضرورت  
 ہو تو اس کام کے واسطے اونکو کسی قدر انگریزی فوج سے بھی مدد دیا جاسکے  
 مہاراجہ سندھیا اور نظام مہاراجہ سندھیا کو دورہ خیبر سپرد کریں۔ نظام حیدر آباد کو

<p>تقدّم نہ کیا کوئی کی حفاظت حوالہ کریں۔ اس طرح جو جس نے اس کے</p>	<p>کھانا کھا۔</p>
<p>کی حفاظت کے قابل ہوئے سے وہ ان تعینات کردین۔ اور سب کے ساتھ جب ضرورت فوج انگریزی اور برطیش صلاح کاروں کی کمک رہے۔ فیکہرین ان تاکہ بندہ یوں سے خرس روں نکلیں توڑا کر کیونکر اس طرف رخ کرتا ہے۔</p>	<p>ان تعینات یوں سے کس</p>
<p>اگر ہمارے نواب اور راجا اس طرح مشغول اور مصروف</p>	<p>ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے</p>
<p>کہے جاویں۔ تو مجھے یہ ہے کہ اسے جو رنگ اذکی طبیعتوں میں لگا ہوا ہے وہ آمادگی کی گراگرمی سے یک لخت دور ہو جاوے گا۔ اور وہ عرصہ قلیل میں مسکار انگریزی کے چکے ہوئے آلات رزم ہو جاویں گے۔</p>	<p>یہ کام اوتھے رنگ وریش میں نئی جان ڈال دیوے گا۔ اور نامزدانہ سستی اور کاہلی کا وہ یہ جو اونکے دامن پر لگا ہوا ہے یک لخت دھویا جاوے گا۔</p>
<p>اگر داجہ عیشہ کی توجہ اندر سبہا کی طرف سے اوتھار کسی ایسے جنگی کام پر معطوف کرائی جاتی یا کوئی اور شغل مفید جاتے تو شہر میں نہیں آوے۔ اس کے واسطے مہیا کر دیا جاتا تو شہر میں جس الزام کی بدولت وہ کہہ نہ سکتی گدی کہو بیٹھے اوس سے کہی اوتھار</p>	<p>داجہ عیشہ اگر ایسے کسی شغل میں مشغول ہوئے جاتے تو شہر میں نہیں آوے۔ اس کے واسطے مہیا کر دیا جاتا تو شہر میں جس الزام کی بدولت وہ کہہ نہ سکتی گدی کہو بیٹھے اوس سے کہی اوتھار</p>
<p>دامن ملوث نہ ہوتا۔</p>	<p>تاکون پر تیسوں کو</p>
<p>لیکن یہ یاد رہے کہ جب تک ایسی ریاستوں کی فوج ہر نومرتبہ نہ ہو جاوے۔ اوس اصول پر چسکی میں نے سفارش کی ہے</p>	<p>یہ سچا جادوئی تانہ ہے کہ اذکی</p>

فوج از سر نو مرتب ہو جائے مین ہرگز رو انھیں رکھتا۔ کہ ایسے نزدیک کام پر کڑی  
 ویسی رئیس لگایا جاوے۔ حالانکہ اسکی کمک کے واسطے مہر کارانگیزی  
 کی اپنی فوج بھی مددگار ہی کیوں نہ ہو۔

موجودہ حالت میں سولہ موجودہ حالت میں ویسی نو اہران اور اہاؤن سے مددگار  
 سے کس قسم کی امداد ملے تو زرقہ کی یا۔ بار برداری یا رسد رسائی کی۔ ویسی سے۔  
 جادے۔

معارف جنگ (وٹ لے گئے ہیں۔ وہ قرضہ ہمارے ویسی رئیس فوجی  
 سے سرکار کو دیدیوں گے۔ اور ہمارے اس وجہ سے کہ نہ تاشکیر لے کر  
 کیجا نے سے محض اسباب کی ضرورت ہے بلکہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ بغیر اسباب  
 ہی ہم وفادار رئیس مال و جان سے اپنی آماجگی ظاہر کر چکے ہیں اور وہ  
 اس طور پر نہیں کہ وہ قرضہ دینے کے واسطے کوئی کفالت چاہتے ہیں بلکہ بلا  
 کسی آڑ کے جوہر کار چاہتے وہ دینے کے واسطے آمادہ ہیں۔ اور اگر قرضہ کیا  
 اسباب کیا جاوے۔ تو اسکی قبولیت سے وثاق کر دیوں گے۔ کہ وہ سرکار  
 انگریزی کے قیام اور استحکام کے کیسے خواہشمند ہیں۔ بھو اور بات ہے کہ  
 بعض مدبران انگلشیہ اپنی سہ و ہر می سے اونکی وفاداری پر اعتبار نہ کر رہے  
 تاسف افسوس ہے اس عروس وفادار پر جسکی جانب سے جتنا وفاداری

کا ظہور ہووے۔ اس کا دلہا اٹنا ہی اسکی وفاداری پر شک کرتا جادے



اور قابلِ رحم ہے وہ رعایا جو جتدرنگِ حلائی کا دم بہرے اُسے مقدر گورنٹ  
اوس سے بدظن ہوتی جاوے۔

مہارانی جنابانی والی، حال میں مہارانی جنابانی نے جو اپنی آواہ کی جنگ کے موقع  
ریاست بڑودہ پر جانے اور عدو سے دوبارہ لڑنے کی ظاہر کی ہے۔ اوس  
ہماری اوس رائے کا ثبوت ملتا ہے جو پہنے اوپر ظاہر کی ہے کہ دیسی لواب  
اور راجہ راجو جس ناک کے قابل ہے اوس ان کے پر بھیجا جاوے۔

اس سے زیادہ اور کیا خوش و فاداری کا ثبوت ہو گا کہ ہمارے ملک کی لائین  
اوپر گیمات ہی سرکار کی حمایت کے واسطے مروانہ وارستہ ہی ظاہر کرتی  
ہیں۔

نوابشاہ جہان بیگم صاحبہ اگر ہمارا حافظہ غلطی پر نہ ہو تو چند ماہ پیشتر نوابشاہ جہان بیگم صاحبہ  
والی ریاست ہوپال جو پال نے ہی سرکار انگریزی کو اس طرح مدد دینے کی خواہش ظاہر کی تھی  
برطش نیو آرمی

تلنگون کی فوج ہندوستان میں قدم جاتے ہی سرکار انگریزی نے ایسی  
فوج بھرتی کی اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو ہسپانہ والون اور فرینچ نے جو  
فوج بھرتی کی تھی شاید سب سے پہلے تلنگانہ سی فوج کے لئے آدمی لئے گئے اور  
خالی بھی دیکھتی کہ اسی نام سے ساری ہندوستانی فوج تلنگون کی فوج کہلانے  
گئی۔

ایسی فوج کبھرتی کیوں ظاہر ہے اگر انگریزی فوج کافی ہوتی تو ابتدائی زمانہ میں ایسی جلدی ہندوستانی فوج بہرتی نہ کیجاتی۔ لیکن انگریزی فوج کی کمی سرکار کو ہندوستانی فوج رکھنے کی ترغیب نہ دلاتی۔ اگر سرکار کو یہ یقین نہ ہوتا کہ ایسی ہماری غیر خواہی کا دم بہرتے ہیں۔

یہاں رہائی کیلئے  
سرکار برطیش کا  
بہرتی  
ہے رومیون کی تاریخ میں پڑھا ہے کہ جب انہوں نے گریٹ برطین کو فتح کیا تو وہ ان کے باشندوں کو وہیں کے لئے کبھی فوج میں بھرتی نہیں کیا۔ ان کی یہ پالیسی یہی کہ گریٹ برطین کے باشندوں سے جو فوج بہرتی کرتے اس سے کسی اور ملک میں کام لیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ رومیون کو شبہ تھا کہ اگر باشندگان گریٹ برطین کی فوج گریٹ برطین میں رہیں گی تو موجب خطرہ ہوگی۔

انگریزوں کے  
وقت ملک کی حالت  
لیکن ہماری سرکار کو کبھی بھی اندیشہ پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی ملک کو اپنی طرف پایا بغلیہ سلطنت کی حالت اس وقت جان کنڈنی کی حالت تھی۔ ہر قطع اور ہر گوشہ میں طوائف الملوک کا زور تھا۔ سول واز کی آگ ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھرتی ہوئی تھی۔ بد نظمیوں کی آمد بیان چل رہی تھیں۔ جان و مال بھابھا کا خطرہ میں تھا۔ لوٹ مار کا ہر طرف مچا ہوا تھا۔ عدل و انصاف اور امن و امان کی صورت دیکھنے کو لوگ ترس رہے تھے۔ وہ دعا مانگتے تھے کہ کوئی ایسا زبردست آوے

جو ملک کی بل چل مشاوت ہے۔

انگریزوں کی قدم رنجہ اس وقت انگریزوں کے قدم رنجہ فرمانے کو لوگ خدا کی جانب  
فرمانی گرفتار اللہ رحمت سے رحمت پہنچے اور خوشی دل سے چون چون سرکار کو ضرورت  
بھی ہوئی۔ لوگ فوج میں جوق جوق بھرتی ہو گئے۔

بامی اعتبار جتنا لوگوں نے سرکار پر بھروسہ کیا۔ اتنا ہی سرکار نے  
اپنے مکھڑا رزکی نمک حلائی پر بھروسہ کیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ ایک نٹیو  
اسٹانڈنگ آرمی مرتب ہو گئی۔

دینی فوج کس غرض سے لیکن جہاں تک غور کی جاتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب  
مردم ہوں فوج صرف ملک کے اندر کام دینے کے واسطے بہتری کی گئی ہوتی  
اسکی بہتری سے ہرگز یہ مقصود نہیں تھا کہ وہ ملک سے باہر بھی کسی جا کر لڑائی اور سون  
یا کسی یورپین پاور کے مقابلہ میں ہندوستانی فوج بھیجے کا تو خیال ہی کبھی  
کسی مدبر انگریزی کے وماغ میں نہ آیا ہو گا۔

ہر کئی بارے اعتدال قاعدہ سمجھتے کہ جو شے جس مقصد کے واسطے موضوع کی جاتی ہے  
اوس مقصد کے مغایر اگر اوس سے کام لیا جاوے تو وہ قاصر رہتی ہے۔ جو ہندو  
پرندوں کے مارنے کے واسطے بنائی جاوے اوس سے شیر خنیں مرنے۔ گوزخمی ہونا

دینی فوج کی ابتدائی ویسی فوج کی کانٹسٹی ٹیوٹن ہی ابتداء میں اس قسم کی تھی جس  
کانٹسٹی ٹیوٹن ظاہر ہوتا تھا کہ وہ باہر بھیجے جانے کے لائق نہیں ہے۔ اوس



رائے رکھتے ہیں کہ ہم ناحق روس سے خائف ہیں وہ اور سو برس تک ہندوستان کی حد کی طرف ٹھہر سکتا۔

ان سب کا حاصل | ان سب باتوں سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ بالخصوص بیرونی

یورپین دشمن سے مقابلہ کے واسطے ہندوستانی فوج بھرتی نہیں ہوئی تھی اور شاید پی وجہ سے کہ۔

(۱) اسکی بھرتی کا چاہنا بہت اعلیٰ ٹھہر رکھا گیا۔

(۲) اوسمیں فہر ان انگریزی زیادہ نہ بھرتی ہوئے۔

(۳) بعض پلٹنوں اور رسالوں میں وقت کے سب سے عمدہ ہتھیار نہیں ملے گئے۔

(۴) ویسی شرفاء کو فوج میں اعلیٰ عہدے ٹھہر دئے گئے۔

لیکن یہ نقص ایسے ہیں کہ انکی درستی اسوقت ہی بہت سہولیت سی ہو سکتی ہے اور جب یہ نقص رفع ہو جاوین تو ہم نہیں سمجھتے کہ پھر روسیوں سے ہماری ویسی فوج میں کسی قسم کی کمی رہ جاوے۔

روسیوں کی فوج کی کالٹی | ہلوہان بھی بتانا چاہئے کہ روسیوں کے پاس بھی ای

ٹیو۔ شن۔ | فوج یورپین نہیں ہے۔ بہت سا حصہ روسی فوج میں کاسکون

ہے۔ جہاں تک میں اون کے حالات سے واقف ہوا ہوں یہ کاسک ویسے

ہی ہیں جیسے کسی زمانہ میں ہمارے ہندوستان میں ہندو اسے تھے۔ کاسکون کے

علاوہ روسیوں نے بھی ہماری سرکار انگریزی کی طرح ترکمانوں کی کشتی بھرتی کی ہے۔ کاسکون اور ترکمانوں کے مقابلہ میں مجھے یقین ہے کہ ہماری ہندوستانی فوج اعلیٰ رہیگی۔ اور جب اس کے نقصان کو دیکھ کر دے جاؤں تو وہ اعلیٰ ترین اور ترقی

قبل از غدار اور بعد از غدار فوجی کا انسٹیٹیوشن ہندوستانی فوج کی کیا ترتیب تھی اور اب کیا ہے۔ اعلیٰ العموم میں کیا امتیاز ہوا۔ اس وقت کلاس رجمنٹ کا اصول ہماری تہا لیسے قریباً جلد رسالہ

اور پلٹنیں اعلیٰ العموم ایک قسم کے جوانوں سے بھرتی تھیں۔ بعد غدار کے کمپنی رجمنٹ کا اصول بھرتی کے واسطے مقرر ہوا۔ چنانچہ اب کسی پلٹن میں چار کمپنیاں رکھ دی گئیں تو دو کمپنیاں پنجابی مسلمانوں کی ہیں ایک کمپنی ڈوگرز کی ہے اور ایک پٹیان مسلمانوں کی ہے۔ یہی حال رسالہ کے ترپوں کا ہے۔

کلاس رجمنٹ کے اصول مگر کلاس رجمنٹ کے اصول کا ظہور یہی کچھ کچھ ابھی باقی چلا جاتا ہے۔ اور اس کی مثال گورکھوں کی پلٹنیں ہیں۔ ان میں اور

اجزاء کی آمیزش نہیں ہے۔ یہ سب ایک ہی قسم کے گورکھا جوان ہیں۔ ندرپوں کی پلٹنیں بھی اسی قسم کی ہیں۔

کمپنی رجمنٹ کے اصول کمپنی رجمنٹ کا اصول غالباً اس لحاظ سے اختیار کیا گیا ہے کہ اگر خدا نخواستہ بار دیگر غدار ہو تو ساری فوج میں ایک

اختیار رکھو۔ قسم کے ہونے سے غدار کی وجہ نہ پھیل جاوے۔ اگر ایک قسم کے آدمیوں میں

و باوکی بغاوت پہلے تو دوسری قسم کے آدمی اوسکی روک تھام کے واسطے چڑھ  
ہوں گویا اس ترتیب سے کام لے نے شن (سازش) کا خطرہ کم ہو گیا ہے  
شاید اس سے بھڑ بھی مقصود ہو کہ ایک قسم کے آدمی دوسری قسم کے آدمیوں سے کار  
زار مردانہ بین رشک کھا کر ایک دوسرے کو زیادہ ممتاز کرنا چاہیں۔

اس کے نقصان اجہان کمپنی رجسٹر کے اصول کے عینہ فائدے ہیں وہ ان نقصان  
بھی ہیں ممکن ہے کہ اس ترتیب سے جملہ ملٹن بین وہ ہمدردی اور سازش ہو سکی بغیر  
ادات ازب ضرورت ہوتی ہے جب بوقت کارزار ایک قسم کے آدمی کسی سخت  
موقع پر پہنچ جائیں تو اوس با بھی شاکر کی عدم موجودگی سے جو اس تفرقہ کا نتیجہ  
ہو گی دوسری قسم کے آدمی اذکی حلیت کیواسطے جان نہ لڑاویں۔ یا جیسے  
انفاق بر اور ان سے ایک قسم کے آدمی کسی مورچہ پر یورش کرتے ہیں یا گھمان  
مچاتے ہیں ویسی یکدلی سے یورش نہ کریں اور اس سے جو خرابی متصور ہے  
وہ برکمانیر کا دل ہی جانتا ہے۔

اس نازک بحث پر زیادہ اس وقت کمپنی اصول کا دور کر دینا ایک بڑا بحث طلب امر ہے  
تر لائق آدمی کی توجہ رہے ممکن ہے کہ اس پائینٹ کے اور بھی پہلو ہوں اور اس واسطے  
میں اپنے سے زیادہ لائقوں کے واسطے اس بحث کو چھوڑتا ہوں جو کچھ میں  
یہاں کہنا چاہتا ہوں وہ اس قدر ہے کہ ہکو ایک بہاری دشمن کے مقابلہ میں  
ایسی فوج درکار ہے جس میں علاوہ اور صفوں کے ایک عینہ صفت ہی ضرور ہونی

ضرور ہونی چاہئے کہ ایک پلٹن یا سالہ میں جتنے جوان ہوں وہ ایک دوسرے پر جان فدا کر نیوالے ہوں اور کوئی تفرقہ ایسا اونہیں نہ ہو دے جس کے ایک گروہ کو دوسرے کے ساتھ سر و مہری ہو۔

شہداء کے ہنگامہ پر ہرگز بیان ہو چکا میں شہداء کے افسوسناک ہنگامہ پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتا ہوں مگر انگریزی شہداء کے ہنگامہ کی وجہ اور حقیقت معلوم کرنے میں بہت مشکل ہے اور افسوس یہ ہے کہ اکثر وہ نے اس تحقیقات میں بہت دیر کے کہا ہے ہیں۔ ہم ولسیون کو اسکی سہولیت معلوم کرنے میں کچھ بھی شکل نہیں ہوئی گو ہم سے اکثر وہ نے اس ہنگامہ کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو یا ہماری ہوش سے پیشتر کا یہ ساخہ ہو۔ تاہم ہم نے اس کے وجوہات ایسی ہی آسانی سے دریافت کر لئے ہیں جطرح کوئی شخص کسی شہر کے بازار میں کسی ہنگامہ کے واقع ہو جانیکے وجوہات دریافت کر لیتا ہے۔

بلکہ میں پہلے سے سوچے حقیقت یہ ہے کہ شہداء میں ملک ہرگز کسی بغاوت کے خیال میں پہلے سے نہ تھا نہ ویسی فوج نے پہلے سے کوئی منصوبہ بغاوت کا باندہ ہوا تھا مگر بعض کوتاہ اندیش مدبروں کی ضد نے مجبوراً وہ حالت کر دی کر دی جسکے واقع ہونے سے خود وہ لوگ ہزار افسوس کرتے تھے جنکی جانب سے ارتکاب ہنگامہ کا ہوا تھا۔



زیادہ انگلیزی کے واسطے اس پر اس سے زیادہ بحث کی بھان گنجائش نہیں ہے جسے  
سید احمد خاں صاحب کے دیکھنا ہے سید احمد خاں صاحب کی اسباب بغاوت ہندو نامی  
کتاب دیکھ لیوے۔

جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے یہاں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ہندوستان کی  
طبیعت سے خیال بغاوت کا ہزاروں کوس دور ہے ہندوستان

سرکار انگلیزی کا ہر طرح سے ممنون ہے اسکے سیکڑوں ہزاروں باشندے  
بچشم خود انگلستان سے اور یورپ کی سیر کر آئے ہیں وہ اپنی آنکھ سے دیکھتے  
ہیں کہ بلاؤنگستان میں انگلستان سب سے اول درجہ کی بحری اور بری طاقت  
ہے۔ ہندوستان کے لاکھوں باشندے انگلستان کے حالات سے ایسے ہی واقف  
ہیں جیسے عام انگلستان کے رہنے والے واقف ہیں۔ یورپ میں علوم اور تاریخ  
اور جغرافیہ نے اس ملک کو انگلستان سے بہت کچھ آگاہ کر دیا ہے۔ اور گو ترقی  
علوم سے یہ سچ ہے کہ ہندوستانی اپنے حقوق زیادہ زور سے مانگنے لگے ہیں  
مگر اس سے یہ ہرگز مترشح نہیں ہوتا کہ وہ حقوق نہ ملنے کے سبب ناراض  
ہیں اور موقع کے منتظر ہیں۔ وہ انگلستان کے سب سے زیادہ اس واسطے گرویدہ  
ہوئے ہیں کہ وہ جان گئے ہیں کہ انگلستان نے جبراً ہم کو ہمارے حقوق سے  
سلطع کیا ہے اس طرح وہ ہم کو ہمارے حقوق دینے کے واسطے آمادہ ہی ہے۔  
قیصر ہند کی فیاضی کون بادشاہ ہے قیصر ہند سے زیادہ فیاض اور عادل نہیں

اور عدل اپنے اشتہار میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اس کی نظر میں

فاتح اور مفتوح برابر ہیں۔ کیا کوئی نظیر ہے۔ ایسی دنیا میں جس سے اعتبار

رنگ و روغن اور ملت و مذہب کا سب دور ہو گیا ہو جس سے قوم مفتوح

پر بھی ظاہر ہو گیا ہو کہ جیسے ہم مفتوح اپنے بادشاہ کی رعایا میں ویسے ہی جیسے

فاتح ہمارے بادشاہ کی رعایا میں۔ اگر ایسی کوئی اور نظیر ہے تو لاؤ پیش کرو۔

اور مہذب سلطنت ہے میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے ایسی نظیر کی تلاش میں

یورپ کے مہذب سلطنتوں کی تاریخیں جہاں ان میں مجھے کھین نہیں ملی۔ سیری جعفر تماش ٹبرہتی گئی اور حقیقت

ایسی نظیر کے ملنے سے مجھے مایوسی ہوئی گئی اُس قدر اپنی قیصرہ ہند کے عاؤ

اصول کا نقش میرے دل میں گہرا بن گیا۔

اور سچ علدر آرمز نیکی جو سچ اور بات ہے کہ اس اصول پر پورا عملدرآمد بخین ہوا

اور جب کہی لارڈ رین سے عادل حاکم نے اسپر زور دیا تو بعض کوتاہ اندیش

انگلو انڈین نے شور و غل مچایا۔ اور ان کی علدر آمد کی راہ میں مزاحمتیں پیدا

کیں اور کچا کہ اس اشتہار کو قانون کا اثر حاصل نہیں ہے۔

اچھا وقت اگر وقت آچلا ہے کہ حسب اشتہار جناب قیصرہ ہند و ام العہد

ملکہ کی سچہ امتیاز بروز گھٹا جاوے گا۔ یہاں تک کہ فاتح اور مفتوح میں کوئی

خاص تمیز باقی نہ رہے گی۔

جیسی رعایا ہوں دلیا کتنا سچا اصول ہے کہ جیسی رعایا ہوں دلیا ہی گورنمنٹ کو گورنمنٹ کو ہونا پڑتا ہے ہونا پڑتا ہے اگر ہم ہندوستان کے باشندے اپنے تئیں لائق بنادین اور سچا آزاد ثابت کریں۔ تو ہم یقین دیکھتے کہ جس ملک نے ہوں میں غلامی کا شہہ ہاری گردن سے اُتار دیا ہے اسکی گورنمنٹ عملدرآمد میں وہ شہہ ہاری گردن سے نہ اُتار دیگی۔

بگرنہ  
ہندوستانی طبیعت  
افسوس ہے کہ پھر جملہ معترضین چچ میں آگیا اس سے گریز کر کے  
میں پہر اصلی مقصود کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے

کہ جب یہ بات مسلمہ ہے کہ ہندوستانی شہہ لودالی بغاوت Premeditated  
(پہلے سے سوچی ہوئی) نہیں ہوتی۔ نہ طبائع باشندگان ہند کے کچھ کی طرف  
بائل ہیں تو ترتیباً فوج ہندوستانی میں حد سے زیادہ محتاط مدبروں کی لپی  
یا کسی ایسی تدبیر برتنے کی ضرورت یقین ہے جو محض حفظاً مقدم کے لحاظ سے  
اور نہیں بغاوت رد کرنے کی غرض سے سوچی گئی تھی اور جس پر عمل کرنے سے من وجہ  
قوت فوج کی کم ہو گئی ہو۔

قبل از فوجیشن انٹر  
تقرر کا اصول حال کے  
اصول سے جدا ہوتا  
قبل از فوجیشن انٹر  
تقرر کا اصول حال کے  
اصول سے جدا ہوتا  
قبل از فوجیشن انٹر  
تقرر کا اصول حال کے  
اصول سے جدا ہوتا

حال کے اصول کے فوائد | اس سے بچہ فائدہ ہوا کہ یہ کہ کمیشن افسروں کا اسٹیسٹ  
بڑہ گلیا ہے وہ فوج میں اوسیدر قابل ادب تصور ہوتے ہیں جب قدر اپنی  
حیثیت کی اقتضاء سے وہ عوام میں قابل ادب تصور ہوتے ہیں۔

کمیشن افسر فہم و فراست میں عقل و کیا ست میں جیسے کہ توقع ہو سکتی تھی ان  
کمیشن افسروں سے بدرجہا فائق ہیں جو رینک سے کمیشن افسری کے عہدہ  
پر پہنچے ہیں۔ انکار عیب و ادب زیادہ ہے ان سے خواہ مخواہ سپاہ کو اپنے  
ملک کے دستور کے بموجب جھکنا پڑتا ہے۔ غرض اس سے فوج میں ایک ایسی  
ترقی کی بنیاد پڑی ہے جسکی بڑی ضرورت تھی۔

استثنا | مگر اس سے ہماری یہ مراد نہیں کہ بعض اوقات فوج میں جو  
شرفاء بعض سپاہی کی حیثیت سے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن ذہن رسا اور  
طبع موزون اور استعداد کافی اور صلاحیت وافی رکھتے ہیں انکو کبھی اپنے  
رول پر کمیشن افسر نہ بنایا جاوے۔ جو کچھ کہنے کھا ہے وہ اسقدر ہے کہ زیادہ  
تر اصول بالا کی پیروی کی ضرورت ہے۔

اگلے زمانہ کے اہل سیف | مگر صرف یہی کافی نہیں ہے۔ غور کرنے والے جانتے ہیں کہ  
اہل سیف زمانہ قدیم کی جو کافی قدر دانی نہ ہوئی اس واسطے

اون میں کے گروہ کثیر اس سبب سے کہ عرصہ میں تہ و بالا ہو گئے۔ ہر چند  
اونہوں نے یا انکی اولاد نے کچھ عرصہ کے بعد جب انکی آنکھیں کھلیں تو سیف

کو قلم سے بدلنا چاہا۔ اور اس میں معدود سے چند کو کامیابی بھی حاصل ہوئی لیکن نسلاً بولندلاً جنگ جو اور اہل سیف ہونے کے سبب سے اذکی طبیعتوں نے اس انقلاب کو سہولت سے قبول نہ کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ جو امراء اہل سیف سے تھے وہ مگنما می ناکامی اور افلاس کے کنارہ پہنچ گئے۔

منشی گریٹکے ایڈیٹر پھر اسی پر اکتفا نہیں ہوا۔ انقلاب زمانہ کی تاثیر سے اور وقت طکر کا آنہ سیر ہو گئی کی ضرورت پر لحاظ کر کے ادھون نے اور ہر فرقہ کے آدمیوں نے مقصدی کی اسامی اور کلر کی کے حاصل کرنے کے واسطے اس قدر زور مارا کہ منشی ٹکے سیر اور کلر کا آنہ سیر کینے لگے۔ بلکہ اصل پوچھو تو اس ارزانی پر ہی وہ روزگار سے محروم رہے۔ عام ہندوستان میں لاکھوں طالب علم پڑھتے ہیں اور اگر میرا تجربہ صحیح ہے تو سب کا مقصد اس تعلیم سے منشی یا کلر کی اسامی حاصل کرنے کا ہے۔ لیکن جتنے منشی یا کلر سہ کار کو در کا دتے وہ مدت سے بہرتی ہو چکے ہیں جتنے سال بہر میں تعلیم پا کر کالجوں اور سکولوں سے باہر آتے ہیں ان کے واسطے کافی اسامیان نہیں ہیں نہ ان کے لئے کوئی راستہ اپنے لئے روزی پیدا کر نیکا کہو لاہو ہے۔

روز بروز یہ وقت جیہ دقت روز بروز بڑھتی جاتی ہے جو جو تعلیم کا چرچا پڑھتی جاتی ہے لوگوں میں زیادہ ہوتا جاتا ہے تعلیم یافتوں کا گروہ بڑھتا جاتا ہے اور روزگار کی راہ تنگ ہوتی جاتی ہے۔

حیرت انگیز سابق گورنر سرجمیس فرگسن سابق گورنر بمبئی نے ہندوستان سے رخصت  
 ہونے سے پیشتر اپنی سپیچ میں فرمایا تھا کہ جو کچھ ہندو شاعت تعلیم  
 کے بارہ میں کرنا چاہیے وہ ہم کریں اور اس بات کی کچھ پروا نہ  
 کریں کہ انجام کو اس عام شاعت کا کیا اثر اور نتیجہ ملک یا اس کے باشندوں  
 پر پڑے گا۔

دور اندیشہ مدبر کو بادی النظر میں سرجمیس فرگسن کا یہ گریز خواہ کیسا ہی نظر آوے  
 اسے اضطراب مگر اصل یہ ہے کہ غور کرنے والے۔ پوری شے کو اس سے  
 بہت کچھ اضطراب پیدا ہوتا ہے وہ جون جون اس مسئلہ پر غور کرتا ہے اسکی چیز  
 اوس پر ظاہر ہوتی جاتی ہیں۔ اوس کا ہر قدم پر مشکلات سے مقابلہ ہوتا ہے۔ وہ  
 یقین کرتا ہے کہ ملک کی خوش بختی اس بات پر منحصر ہے کہ اوسکی رعایا مطمئن  
 ہو۔ وسائل معاش کی محفوظگی سے حیران اور مضطرب الی ال نہ ہو۔ لیکن چونکہ  
 حالت میں معاش کی تنگی سے ایک جم غفیر تعلیم یافتہ کو وہ تنگ حال پاتا ہے  
 وہ اون کے مشاغل اور معاش کی تدبیر میں سوچتا ہے مگر کچھ بن بھین پڑتی۔

ہندوستانی نقل و وطن وہ چاہتا ہے کہ پیچہ اور قوموں کی طرح خدا کی وسیع دنیا میں نقل  
 و وطن کر جاوے اور وطن اپنے واسطے سامان معاش پیدا  
 کریں۔ لیکن اسے جلدی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عادت ملک ہند کے خلاف ہے  
 اسکی رعایا ہندوستان کو اس سے زیادہ عزیز کہتی ہے جتنا کہ یوسف کنعان

کو عزیز کہتا تھا۔ اوسکی سوسائٹی کی ترکیب (کانٹنی ٹیوشن) ایسے ہی (مثلاً) خاندانوں کا مشترک رہنا کہ وہ اذکو زمین ہند سے ایسا ہی جکڑا رکھتی ہے جس طرح پیپل اور بڑے درخت یہاں کی زمین سے جکڑے ہوئے ہیں۔

تعلیم یافتہ اہل سیف اس تعلیم یافتہ گروہ میں جو روز بروز تعداد میں بڑھتا جاتا ہے کی اولاد کی حالت غور کرنے والا قدیم زمانہ کے اہل سیف اور شرفاء اور سامرا کا بھی جزو بناتا ہے ان میں ان شرفائے اہل اسلام کا بقیہ بھی ملتا ہے جو کئی لاکھوں بزرگوں کی اندوختہ دولت و ثروت پر قمار کر رہے تھے اور آخر جب بیٹے بیٹے انہوں نے قارون کے خزانہ ہی خالی کر دئے اور قریب تھا کہ ان کا جہاز تباہی کے گرداب میں ڈوب جاتا اور وہ آنکھیں بند کئے ہوئے سیدھے تخت الثریٰ کو چلے جاتے تو ایک بوڑھے قوم کے غمخوار خاندان نے دیکھ لیا۔ ڈوبتے ہوئے جہاز پر خود چھپٹا سا ڈونگا لیکر پہنچ گیا۔ سوتے ہوئے کو جگا پتوار خود سب نہالی اہل جہاز سے کہا کہ میری ہدایت کے موافق چلو تو بیٹیرا پار پہنچا گیا۔ انہوں نے اوسکی بات مانی اور پھر ارجد و چہد کنارہ پر روس بوزہ کی بدولت پہنچ گئے۔

اذکلی ہیر و سامانی اگر بحیان کنارہ پر پہنچ کر وہ بے سرو سامان ہیں ہر طرف لگا کر تے ہیں جس سمت اذکو بڑے بڑے باغ نظر آتے ہیں اوس طرف دوڑتے ہیں مگر وہاں پہنچنے سے پیشتر وہ دیکھتے ہیں کہ ہم سے پیشتر نہارون اس باغ

مین داخل ہو چکے ہیں۔ نہارون اوسکے دروازہ میں کھڑے ہوئے ہیں جو کچھ باغ کی بیمار اور فضا ہٹی وہ گویا پہلے سے لٹ چکی ہے۔

یہیچھ آئیوا لون کے واسطے سوائے حسرت اور ناکامی کے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے  
مذہب کا تردد

غور کرنیوالا تعلیم یافتہوں کے جم غفیر کا یہ حال دیکھ کر حسین قدیم زمانہ کے اہل سیف ہی شامل ہیں نہیں اور مسلمان شرفاء کی باقیات ہی شامل ہے۔ جو کہ ابھی بہت عرصہ نہیں گزرا کہ اس ملک پر حکمران تھے جنہوں نے نہرا خرابی بصرہ اپنے تئیں زمانہ کے لائق بنایا ہے۔ مگر زمانہ انکو نہیں پوچھتا، بہت متروک ہوتا ہے۔

اوسکا فکر وہ سوچتا ہے کہ اوسکے لئے کوئی ذریعہ معاش کا نکل آوے

اور جو غور کرنیوالا اس روز افزون ترقی کرنے والے فرقہ کیواسطے کسی صنف میں معاش کا راستہ دکھا دیوے وہ غالباً خود گورنمنٹ اور اس فرقہ کی شکوہ کا مستحق ہوگا۔

صنف جنگ میں تعلیم یافتہ اگر گورنمنٹ مانے تو اس فرقہ کے معاش کے واسطے ایک اور راستہ کھل سکتا ہے اور وہ صنف جنگ میں ہے۔

سارا زمانہ جانتا ہے کہ ہماری سرکار انگریزی نے بڑی فراخ حوصلگی سے ہماری لئے سول سولس دس کا دروازہ کھول دیا ہے ہم اوسمیں داخل ہو کر ملک کی حکومت میں حصہ پاتے ہیں۔



مائی گورٹ کی ہندوستانی  
 کی رسائی  
 پھر اس سے بھی بڑھ کر جاری سرکار اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے عدالت  
 کے ہکو دیتی رہے کلکتہ کے مائی گورٹ میں کوئی انکوئی بنگالی اور  
 بیچی کے مائی گورٹ میں کوئی نہ کوئی پاپسی مدرس کے مائی گورٹ میں کوئی نہ  
 کوئی باشندہ مدرس بیچ پر اجلاس کرتا ہوا ہکو دکھائی دیتا ہے اور الہ آباد  
 کے مائی گورٹ میں ہمارے پیارے سید کا فرزند رشید حبس سید محمود اجلاس  
 کرتا ہوا ہکو نظر آتا ہے۔

میر صیفہ جنگ میں  
 ہندوستان بنگالی  
 شکر تھیان تک مد نظر ہے وہاں صیفہ جنگ سے ہم کیون یک  
 عہدے کیون نہیں تھے  
 قلم علحدہ ہیں میری مراد یہ ہے کہ صیفہ جنگ میں ہکو کیون  
 اعلیٰ عہدے نہیں دئے جاتے۔ ہم کیون اوچھین لفظ کپتان میجر اور  
 کرنیل کا عہدہ نہیں پاتے

اگر صیفہ جنگ میں  
 ملازمت کا دروازہ  
 میر سچ ہے کہ صیفہ جنگ میں چنے کوئی امتحان پاس نہیں کیا اور  
 اس واسطے اپنے تئیں اس صیفہ کے لائق نہیں بنایا۔ مگر اس  
 کہ بھاتا تو ہندوستانی ہمارا قصور نہیں ہے۔ اگر سول سروس کی طرح صیفہ جنگ میں  
 اپنے تئیں اوسکے اعلیٰ ملازمت کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا جاتا تو ہم یقیناً  
 لائق بناتے۔ کہتے ہیں کہ چنے اپنے تئیں اوسکے لائق بہت پیشتر بنایا ہوتا۔  
 بنگالی فہمیدہ بجاتے  
 ممکن ہے کہ ہمارے بھائی بنگالی توپ و فنگ کے نام سے لرز

کئے ہوئے اور انکا اوجہ سول سروس سے منحرف ہو کر صیغہ جنگ کی طرف نہ پڑھا  
 ہوئی کہ انکو اس کام کے لائق اور کئے ملک کی آب و ہوائے یا انکے طریقہ  
 زندگی سے یا بدست دراز کی اطاعت نے یا شاید سحر نے خفین بنایا ہے ۵

قسمت کیا صحرانیز کو قاتل نہ لے جو شخص جس چیز کے قابل نظر آیا  
 نبیل کو یا مادہ پرورانہ کو جلدا غم جکو دیا سب سے جو شکل نظر آیا

یا یوں کھو

اسمان بارانہ نت تو راست کیشہ قوع نال نام من دیوانہ زرد

یا یوں بھرو

ھر کسی با بھر کا رست ساختند

مگر اور اہل سیف ہر قوم کے ضرور اس سے فائدہ اٹھاتے۔ اور بالخصوص جو مسلمان  
 آجکل حقیقت سکنت میں گرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر صیغہ جنگ کی اہلی  
 ملازمت کا دروازہ ہی طرح کھلا ہوا ہوتا تو سطح جنگانی امن و امان کے صیغوں  
 میں اور قوموں سے گئے سبقت لے گئے ہیں مسلمان صیغہ جنگ میں اپنے  
 پہلی مذاق کے لحاظ سے گئے سبقت لے گئے ہوتے۔

گزشتہ راصلوات اگر جو کچھ گذر گیا ہے اس پر بیان نہ کرنا سفاک نہ کیا موقع نہیں ہے  
 اب ضرورت یہ ہے کہ ہم دیکھیں صیغہ جنگ میں اس تعلیم یافتہ گروہ میں سے  
 اہل سیف کی باقیات۔ صالحات کو کچھ حصہ دینے کا موقع ہے یا نہیں۔ اور اگر

موقع ہے تو وہ کیونکر صیفہ جنگ میں بہاری عہدون پر متنازع ہو سکتے ہیں۔

اس راہ میں سب سے زیادہ اندیشہ اس بات کا تھا کہ ببادا وہ  
 تنہا نکلاں۔ دفا دار اور خیر خواہ سرکار انگلین گرجہ کچہرہ میں  
 کر رہے کہ ترتیب دہ مقام پر اس بارہ میں تحریر کرتے ہیں اس سے ثابت ہو گیا  
 ہے کہ مابقی العموم اعلائے ہند سرکار انگریزی کی خیر خواہ ہے خاص کر فرقہ تعلیم  
 یافتہ کے ذہن میں (خواہ وہ کسی قوم سے ہو) سوائے خیر خواہی سرکار کے  
 اور کہ باہشے بہری ہوئی نہیں ہے۔

اور جب پنجہ بات مسلم مان لیا جو سے تو اب سمجھ دیکھنا باقی ہے  
 کہ ہمارے سرکار کسی رجسٹری کی انڈینڈنٹ (خود مختار) نہ  
 کمان کسی دیسی کو اس وقت دے سکتے ہیں یا نہیں۔ اس سوال کے  
 ہر چہ پاؤں پر نظر کر کہ ہم اس وقت اسی پر قناعت کرتے ہیں کہ سر دست خود مختار  
 کمان کسی رجسٹری کے کسی دیسی کو نہ دیا جائے لیکن کوئی وجہ نہیں ہے کہ او  
 بہاری عہد سے لفٹنٹ اور کپتان کے دیسی شرفائے تعلیم یافتہ از قسم اہل سیف  
 کو نہ دئے جاویں۔

یہ سچ ہے کہ اونھوں نے صیفہ جنگ میں دیسی تعلیم بخین پائی  
 جیسی انسران انگریزی کو دیجاتی ہے مگر او میں اونکا قصور نہیں ہے کیا  
 میں کسی جگہ پیشتر ثابت کر آیا ہوں۔ اور جب صورت حال سمجھ ہے تو حیلہ ممکن

ہوا اور کا علاج سوچنا چاہیے۔ میرے خیال میں ہکا علاج شاید سو فائدہ مند ہو  
 ممکن ہے کہ اس وقت قسم مذکورہ بالا کے ویسٹ کو عہدہ فیسٹے جلیف پر مقرر کر کے  
 کے بعد عملی طور سے ان کو اصول جنگ سکول سے جاوین، انوار، تو سراج کر اور ان  
 کما میر ان کو اصول فن جنگ کی تعلیم کرے خواہ کہ فی خاصہ یورپین ماہرین  
 ہر ایسی ویسٹ فوج میں تعلیم دینے کے واسطے بھیجا جاوے۔ جو ضروری  
 امور کی تعلیم دیتا رہے خواہ کوئی سنٹرل ملٹری کالج کسی مقام پر مقرر نہ ہو  
 میں مقرر کر دیا جاوے اور وہاں ہر ویسٹ کپتان یا فیلڈ ٹیولیم پاسٹ کے واسطے  
 ایک خاص مدت کے واسطے بھیجا جاوے اور آئندہ بھیجے نظام کر دیا جاوے  
 کہ جس قدر ویسٹ امیدوار عہدہ فیسٹے جلیف کے اہل سیف کی ذریعات سے ہوں  
 قبل از لازمہت کے جنگی سنٹرل ملٹری کالج کا امتحان پاس کر کے اس کے واسطے  
 مجبور کیا جاوے۔

<p>بہو ایسے تعلیم یافتہ گروہ پر اعلیٰ عہدہ کو اس وقت فیسٹے کر دینا          خلاف انصاف معلوم ہوتا ہے۔ ویسٹ فوج کے موجودہ کمیشن          افسروں میں سے وہ چند ویسٹ منتخب کر کے جاوین جو شاید          بہ سبب اپنی تجربہ کاری شاذ و لیقت اور تا در تعلیم کے لائق ہوں</p>	<p>خاصہ وقت کے موجودہ          کمیشن افسر ویسٹ ہی          اسی عہدہ پر مقرر ہونگے          جاوین</p>
<p>ہوں گے اور میں یقین کرتا ہوں کہ ویسٹ فوج میں ایسے چند کمیشن افسر بھی          تعلیم یافتہ مقرر فرمایا اور آئندہ کوئی اصول مقرر کر دیا جاوے کہ کمیشن افسرانہ</p>	<p>تعلیم یافتہ مقرر فرمایا</p>

اہل سیف کی فزائات اور ذی استعداد سے اپنے اور اہل بیخدا کی اولاد و تسلیم یافتہ سے  
 اپنے بیجا بیہوشی قواعد و فتنہ کے بہار و بہار کے ساتھ ساتھ  
 دینی مسئلہ دینے کے بعد دل منتخب کئے چاہا کہ میں گئے ۔

میں نے اپنے اس وقت کے دوستوں کو بتایا کہ میں نے ایک نیا کام شروع کیا ہے۔ اور ان کو بتایا کہ میں نے ایک نیا کام شروع کیا ہے۔

اور شاید خیر روسیوں کی پالیسی تھی کہ انہوں نے اپنی لیبی  
 آدمی کو مغربزمنہ محض اس غرض سے دیا تھا کہ ہند کی ریٹا  
 کو خیر یقین ہو جاوے کہ روسی ملک کے باشندوں پر اس قدر

اعتبار کرتے ہیں۔

چند کم فہم آدمیوں کا  
شہ لال

میان ہی جواب محمد افضل خان کریں اور سہرا و انہما سنگہ سحر میں تو دو چپ  
 ہو رہے ہیں اور اسکا تو اونکو کوئی جواب ہی نہ بن آیا کہ مافی کورٹ کہ ہم دیہ کی سحر

رسانی ہے۔ البتہ سچا دہنوں نے کہا کہ بیان کے کیڑا دیسجبر انری میں گویہ  
 سچ ہے مگر ساتھ ہی اسکے پیہ بھی سچ ہے کہ بیان وہ ہے کہ اور دکھاوے کی گارنٹی  
 نہیں ہے۔

لارڈ ٹرن سے اور کھولتین ہے کہ اب جو ہماری آگاہی ہے۔ بقا راسی۔ اور غیر  
 فرق خواہی ہماری سرکار پر خصوصاً لارڈ ٹرن پر خاص ہو چکا ہے۔

تو وہ ہکو صیغہ جنگا میں عنقریب فہم واریون اور اعتبار کے ہمارے عہد میں ہو  
 ممتا زکریا کے اور اس سے ہمارے واسطے ایک اور ترقی اور حاشیہ کا کہہ سکتے  
 کہ ہنچا دیگا۔

ہمارے ملک کی جو شخص ہمارے ملک کے ویسی امر اور تعلقہ داروں اور ٹرسٹ ہوں  
 زمینداروں سے واقف ہیں وہ جانتے ہونگے کہ اوکو عوام  
 اپنے متعلقین یا رعایا پر کیا اقتدار حاصل ہے اور وقت ضرورت کے یہ کس قدر فوج  
 اپنے متوسلین اور لواحقین سے کھڑی کر سکتے ہیں جنہوں نے مشورہ کا زمانہ  
 دیکھا ہے یا اس زمانہ کی تاریخ پڑھی ہے اس نے محض نہ ہوگا کہ ان زمینوں  
 نے مشکل کے وقت آنا فانا کس قدر زنی فوج بہتی کر لی تھی اور کسی خوشی سے ہر  
 کی مدد کو کر رہے ہو گئے تھے۔ پھر ضرورت رفع ہو جانے کے سبب ان کی خدمات  
 کی سرکار کو ضرورت نہ رہی اور وہ اپنے اپنے گھروں میں واپس جا کر دوست  
 ہو کر بیٹھ گئے۔

شہزادہ کے مددگاروں ان رئیسوں میں سے جو باقی تھے اور نہن نے شہزادہ کی جنگ کی آمادگی واسطے مدد جنگ افغانستان کے لئے کر تھی چاہیں اور تشر رہے کہ موقع آدے تو سپردیسی ہی مدد نمایاں دیں۔ مگر اب کی بار اس لئے مدد لینے کی ضرورت نہ پڑی اور اب جو اس کے ساتھ پیٹھ چھاڑ مشر وہم ہوئی تو اونہن نے پہاڑی شیشہ سرکار کی نذر کی لیکن وقت نہیں تھا کہ وہ پہر رکھ لے جا دیں۔

ان کی بیوی اولاد کا جو رئیس زمین سے چل بسے وہ سیدہ جوش وقاداری اور مذاق جوش وقاداری جنگ اپنی اولاد کو اور خیر دن کے ساتھ ورثہ میں دے گئے اور ان کی سیدہ اولاد اپنے بزرگوں سے ہی زیادہ سرکار کے کام آنے کے واسطے تیار غرض کہ امراء ہر قسم کی سرکار کی امداد کے واسطے آمادہ ہیں اور جنگی امور میں سوائے خاص تقاضا کے بہت کچھ ذاقی اور صفاتی قابلیتیں رکھتے ہیں۔

یہ رئیس اپنے اپنے گروہ اپنے گہروں میں ایسے مہطل پڑے ہوئے ہیں جس طرح گہروں میں ایسے پڑے سنگ مرمر کان میں پڑا ہوتا ہے جس طرح سنگ مرمر کو چمکنے اور چمکنے جیسے سنگ مرمر بجلی ہونے کے لئے آذربت تراش کی دستک نہی کی ضرورت کان میں پڑا ہوتا ہے ویسے ہی ان کو یا ان کی اولاد کو فن جنگ میں چمکنے کے لئے ملٹری جنگی کالم کی تعلیم کی اور سرکار کی قدردانی کی ضرورت ہے وہ اپنے اپنے ابا و اجداد کے پیشے۔ خاندانی روایات اور طبعی مذاق کے خلاف اور قسم کی

تعلیم سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے اور کہاں حیف کی بات ہے کہ جس خیر کی امید تھی  
اور استعداد بہت اوسکے واسطے اذکو تیار نہیں کیا جاتا

اسکا نتیجہ [ ] اذکو اپنی حالت پر چھوڑ دینے سے ایک کا ہیہ بہترین فرقہ بندی  
اخلاقی - مالی - اور فنی امور میں تفریق آتا جتنا کہ یہ امور بدلتے اور قریب آگیا ہے  
کہ اگر ایسی ہی بنے اعتدالی وہی تو جتنے قدر ان کے سبب کسی وقت ہندوستان  
اسی تھا اذکو نام لیا وہی کوئی باقی نہ رہیگا۔

ریشیوں پر انقلاب [ ] یہ نہیں تا بیٹوں میں بڑے بڑے کہ انقلاب زمانہ سے اعلیٰ اونے  
اور اونے اعلیٰ ہو جاتے ہیں۔ مگر مغلیہ سلطنت کو جب زوال  
اثر

آیا۔ اور سرکار انگریزی کا تسلط ہوا تو اس انقلاب نے یہ حالت Directly  
عمر آ پیدا نہیں کی پولیس اور کے لحاظ سے سرکار نے حتی الوسع طبقہ امرا کو  
پیشن اور جاگیر بن دیکر زوال اور برہاد ہی سے بچایا۔ لیکن سو ڈیرہ سو برس  
کے عرصہ میں کثرت ار ملا اور دیگر وجوہ سے وہ پیشن اور جاگیر بن یا تو بالکل  
معدوم ہو گئیں یا برابر اسے نام رہ گئیں یا آئندہ تھوڑی دور اور چکر معدوم  
ہو جاوے گی۔

بے توجہی اور لاپرواہی [ ] انکی جانب سے جو بے توجہی اور لاپرواہی رہی خاص کر اس امر میں  
کہ ان کے مذاق کے موافق اذکو کی تعلیم اور شغل کے سامان چھیا  
سوائے [ ] نہ کئے گئے اس واسطے اذکو اور اذکی اولاد کو بہت نقصان پہنچا۔ ہمیں اندیشہ



ہے کہ اگر یہی بے اعتنائی کچھ مدت اور رہی تو ایک بہترین فرقہ چندہ تیار ہو  
موجودہ موجود کیا ہے کہ انہوں نے کمال معدوم کے حکم میں آجاویں گا۔

نئے نواب اور راجا [ ] ان کی نگہ جوئے نواب اور راجا زمانہ کے ساتھ ساز پیدا کرنے  
سے پیدا ہو گئے ہیں۔ بچائے خود گو وہ کیسے ہی لائق ہوں مگر میں کمال ادب  
کہتا ہوں کہ یہ جنگی امور کے لحاظ سے کسی لائق نہ نکلیں گے۔ وہ کوئی رسالہ یا  
پیش کشی نہ کر سکیں گے نہ وہ اس لائق ہوں گے کہ کسی رسالہ یا ملٹن کی کمان  
کرین۔

مہر مدبر کا کیا کام ہے [ ] اس لئے مہر مدبر کا یہ کام ہے کہ جو پورا نے امرایاں شرفا یا ان کی  
اولاد باقی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو ان کو نیست و نابود نہ ہونے دے جن کی موت  
اونکا اندام ترک کتا ہے از باغملہ ایک بھیجی ہے کہ وہ اپنے موروثی اور طبی  
مذاق کے موافق چینی شغل میں مصروف کئے جاویں اور ان کی حیثیت کے موافق  
ان کو عہدے دئے جاویں۔

اس سے فائدہ [ ] اس سے نہ صرف ان ہی کا فائدہ ہے بلکہ خود سرکار کا بھی کہ  
قومی دہی انسان کھلتا ہے جسکے جلا اعضاء قوی ہوں۔

رفیق تفتین [ ] ہنر بھی اس آرٹیکل کے شروع میں لکھا ہے کہ ہندوستانی  
فرج میں انگریزی افسر فنی کمی ہے اور پھر ہنرے زور دیا ہے کہ ویسی تعلیم یافتہ از  
قسم اہل سیف کو اس عہدے دئے جاویں۔ بظاہر یہ دونوں باتیں متناقض

معلوم ہوتی ہیں۔ مگر ہمارا مقصود ان سے یہ ہے کہ ۔

۱۔ رہبر جنبٹ مین کافی تعداد افسروں کی مقرر رہے عام اس سے کہ وہ یورپین ہوں یا دیسی ۔

۲۔ مہر دست اگر دیسی افسر زیادہ مقرر نہ ہو سکیں تو یورپین افسروں کی تعداد بڑھائی جاوے ۔

۳۔ اگر پورانی پلٹنوں یا رسالوں میں دسیوں کو یک لخت اعلیٰ عہدے نہ مل سکیں تو بتدریج ملین۔ نئی پلٹنوں اور رسالوں میں جب کسی بھرتی ہوں تو دیسی افسروں کا Clement جزائین زیادہ ہو۔

زیادہ افسروں کی ضرورت	رسالہ یا پلٹنوں میں ہکو زیادہ افسروں کی ضرورت اس جنگ سے ثابت ہو گئی ہے جو مہر مین مہدی کی فوج کے ساتھ ہوئی تھی
-----------------------	--

جنہوں نے اس جنگ کا حال پڑھا ہوگا وہ جانتے ہوں گے کہ کس قدر افسر و سہین کام آئے تھے اور افسروں کے کم ہوجانے سے فوج کی راہ نمائی میں کیسی قوت پیش آئی تھی۔

اچھے قسم کے ہتھیار	اس پائینٹ پر اس قدر لکھنا کافی ہوگا۔ اب مین اس قدر اور گراں قدر دیسی فوج کو کوٹھیں
دے گئے	عدہ ہتھیار نہیں ہیں جس قسم کے گورن کے پاس ہیں کیا

اس میں بھی رنگ و روغن کی ضرورت ہے۔ کیا یہ ان ہی ہمارے حد سے زیادہ

مخاطب تیروں کو اندیشہ ہے کہ ویسی فوج کے پاس جسقدر اچھے ہتھیار ہوں گے وہ اُسقدر ہمارے لئے زیادہ موجب خطر ہوگی !!! اگرچہ دھم ہنوز باقی ہے تو اسکی دوا تو لقمان کے پاس ہی نہیں ہے۔

ہندوستان کے جرنیلین اسکے بعد میں بھرتی کے پیمانہ کی بابت کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ مگر فی ہزار سترہ سو روپے قابل فوج ہین: ایک نقشہ دکھاتا ہوں جس سے پتہ ثابت ہوگا کہ ہندوستان کے ہر صوبہ میں فی ہزار سترہ سو روپے فوج کے واسطے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

نام صوبہ	تعداد مردان زائد از ۱۵ سال	تعداد مردان قابل جنگ
بنگال	۱۵,۴۴,۰۰۰	۱,۰۹,۰۰۰
ملاک مغربی شمالی	۱۰,۸۱,۵۰۰	۲,۱۶,۳۳۰
جمیسر	۱۲,۳۹,۶۰۰	۱,۳۰,۳۹۰
اردو	۱۵,۶۱,۳۰۰	۲,۰۰,۶۰۰
پنجاب	۱۵,۰۵,۳۸۰	۲,۳۸,۲۰۰
ملاک وسط	۱۵,۰۶,۵۰۰	۲,۰۰,۹۰۰
برار	۱۲,۱۱,۳۲۰	۲,۰۰,۶۰۰
کوڑگ	۱۳,۰۵,۱۰۰	۲,۰۰,۱۰۰

۲۹ ۷۷	۳	۹۷۵۹۲۲	مدرس
۱۲ ۹۲	۳	۵۲۳۱۶۹۷	بیمچی
۲۹ ۸۷ ۲۲			

اس تحصیل میں دیسی ریاستوں اور گورکھوں کے جوان شامل تھیں ہیں۔  
 اس تحصیل کا ماخذ  
 قومی تحصیل کی صورت میں بڑا خوش ہوتا اگر اسی قسم کا تحصیل قوم وار بھی چھپا جاتا  
 میں نے کوشش کی کہ قوم وار تحصیل میں خود چھپاؤں۔ یہ چند اسکے واسطے  
 مصالح جمع کیا۔ مگر پورا مصالح ہم نہ پونچنے کے سبب ایسا تحصیل نہ بن سکا۔  
 جو مردم شمار، ہندوستان میں لاشعاع میں ہوئی تھی اس سے ایسا تحصیل  
 شاید تیار ہو سکے۔ مگر ہر صوبہ کی مردم شماری کی رپورٹ مجھے پیش نہ آ سکے  
 اور اس واسطے یہ تحصیل تیار نہ ہو سکا۔

مٹر ایٹن اور  
 ڈاکٹر ایٹن  
 تیار کر سکتے ہیں۔  
 تو جنگی امور میں وہ بڑے کام کی چیز ثابت ہوگی۔ مجھے ایسے تحصیل کے نہ ملنے کا  
 بڑا افسوس رہا۔

پامال گزٹ کے تحصیل  
 اب جو تحصیل پامال گزٹ سے بنانا یا کھولنا ہے ہم اسی پر

غور کرتے ہیں۔

اس سے ناظرین کو ظاہر ہوگا کہ پنجاب اول درجہ پر ہے اور آودہ۔ اور  
کورگ باعتبار اوسط فی ہزار کے برابر ہیں۔ مگر باعتبار آبادی کے پنجاب سے  
دوسرا نمبر آودہ کا ہے۔

اوسط فی ہزار میں اجیر تیسرے درجہ پر ہے اور باعتبار آبادی کے کورگ سے  
بڑھا ہوا ہے۔

پنجاب کی فتح سے پشتیر یا یون کہو کہ غرض شہادہ سے پشتیر  
سرکار انگیزی کی فوج پیادہ علی العموم جو ان آودہ سے  
اور فوج سوار علی العموم ٹپانان روہلکنڈ سے بھرتی ہوتی  
ہتی۔ خاصہ کینگال احاطہ کی فوج کا یہی حال تھا۔ اور خیال ایسا پڑتا ہے کہ ان  
دو قسم کے جوانوں کی اور احاطوں کی فوج میں بھی قدر تھی۔

سنگون کی فوج کے جن لوگوں نے شہادہ سے پشتیر سنگون کی فوج دیکھی ہے  
تو وہ جانتے ہونگے کہ کیسے دیوزاد جوان اس وقت فوج میں  
بہرتی ہوئے تھے قد ڈھوکے ڈھوکے۔ سینہ جیسے چکی کا پاٹ کلائی جیسے شیر کی  
لہانگین جیسے گینڈے کی۔ صورت شکل میں خاصہ ماتہی کے پائے۔

اب اس تن و توش کے جوان فوج میں بہت کم نظر آتے ہیں  
حالانکہ آج بہ نسبت سابق کے بھرتی کے لئے بہت سے نئے

کہیتا ہمارے سرکار کے قبضہ اقتدار میں ہیں۔ جیسا کہ نقشہ مذکور بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم سب بڑا جوان چہانٹ کر بھرتی نہ کریں۔

بیانہ بہرتی کے بڑے البتہ اگر لوگ جنگی ملازمت سے متنفر ہوئے تو ہمیں بہرتی کی ضرورت کا بیانہ بڑے نے بین وقت پڑتی گویا حال اسکے برعکس ہے اگر

ایک پلٹن کھڑی کرنی ہو تو دس کے واسطے امیدوار حاضر ہو جاتے ہیں بہر کوئی وجہ بغین کہ عمدہ سے عمدہ کٹرل جوان چہانٹ کر بہرتی نہ کئے جادین

ادورہ کے جوانوں کو ہمیں ایک اور خیال ہے کہ غدر کے بعد سے جو زمانہ ادورہ کی پیموج میں حصہ لے بہرتی فوج میں بند ہے بشاذ نوادر اوس ملک سے سپاہی بہرتی

کئے جاتے ہیں۔

میشک جو حرکت نازیبا فوج پوربہ سے سرزد ہوئی خواہ اوسکا سبب کچھ ہی ہو اوسکا بالطبع یہی نتیجہ ہونا تھا کہ وہ بار دیگر فوج میں بھرتی نہ کئے جادین لیکن

جب ہماری فیاض فیصرہ ہند نے اعلان شاہی کے ذریعہ سے اوسکا قصور معاف کر دیا۔ اور اوس افسوسناک واقعہ کو گزر سے ہوئے ایک زمانہ دراز گزر

گیا۔ یہاں تک کہ اس وقت اوس غداروں میں کاشاذ نوادر ہی کوئی باقی رہا ہوگا۔ تو اب گزشتہ راصلوہ کہہ کر اوس ملک کے باشندوں کو یہی حکمانہرودیم

ہے فوج کی ملازمت میں حصہ دینا چاہئے۔

مشرط مکرشرط بھیہ ہے کہ اول اسی چاہنہ بہرتی کا خیال رہے جسکا ہم نے

اوپر ذکر کیا ہے۔

دوسرے دن کو سمجھا دیا جاوے کہ جطرح پنجابی فوج چوت چہات بھین بھنتی تری مشکی میں جہان چاہو خوشی سے جانی کو تیار ہے اویس طرح اونکو یہی کرنا پڑے گا اگر وہ ایسا بھین کر سکتے تو فوج میں ہی بھرتی بھین ہو سکتے۔ اور جب باقی ماند فوج پورہ میں چوت چہات کا زور کم ہو گیا ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ رنگروٹ میں وہ کیوں باقی رہ گیا۔

اس تجویز سے ہمارا مقصد قصد مختصر ہماری غرض اس تجویز سے یہ ہے کہ اس نقشہ کے بموجب جو تناسب ایک صوبہ کو دوسرے کے ساتھ حاصل ہے اوسکی رعایت فوج میں ملحوظ رکھی جاوے تاکہ ہر صوبہ کے جنگی نثر ادوان کو اپنے ملک کی حمایت کا موقع اور حصہ اوسی تناسب سے ملے۔ جو اون میں باعتبار اصول جنگ کے فیما بین قائم ہے۔ نقشہ مذکورہ بالا سے ظاہر ہو چکا ہے کہ باعتبار امور جنگ کے پنجاب کا نمبر اول ہے

پنجاب اول نمبر ہے۔ ملک کی قدرتی اوضاع۔ اپنی خاص طبائع۔ اور حالات زمانہ کے لحاظ سے بیشک آج پنجاب اسی درجہ کا مستحق ہے اسکی سرحدی آفریدی اور پٹھان قوتیں۔ اسکے راجپوت مسلمان اسکے مارجے کے سکھ۔ گویا فوج ہی کے کام کے واسطے بنے ہوئے ہیں۔ اسنے اس قلیل عرصہ میں ۲۵ برس کی تعلیم دہندہ میں بھی جو ترقی کی ہے وہ غور کر نیوالے کے لئے موجب انبساط ہے۔ اور بس سے زیادہ حیرت بھری ہوئی مسرت اس سے ہوتی ہے کہ یہاں کے مسلمانوں کے

تعلیم انگریزی کی جانب وہ بجا تعصب اور نازیبا دہم۔ ظہور میں مخین آیا جو دیگر احاطوں کے مسلمانوں کی ذات سے اس بارہ میں ظاہر ہوا ہے۔ گوارہین شک نہیں کہ سرحدی مسلمان اس سے اوسیدہ زنا فرہین جبکہ رکہ اور سکے بہائی اضلاع مغربی و شمالی میں تھے یا ہنوز ہین پنجاب کی فتح کے بعد قریب تھا کہ یہ ملک نیا مفتاح ہونے کے سبب سے دب جاتا۔ مگر غرض شدہ اور سے اوپر رویا اور در حقیقت اس نازک وقت میں اس ملک نے سہر کارز انگریزی کی وہ خدمت کی جو گورنمنٹ کو مدت دراز تک یاد رکھنی چاہئے۔

بعض کما میر کامیلان پنجاب کی ہر تہی کے وقت بعض کما میر صرف ایک ہی قوم پر چکے ہوئے ہوتے ہیں۔ بعض کو آفریدی اور پٹیان پسند ہیں۔ دوسری قوموں کو وہ پسند نہیں کرتے۔ بعض سکھوں کو چاہتے ہیں اور کی صورت سے متفرق ہیں بعض پنجابی مسلمان کو اچھا سمجھتے ہیں۔ بعض کو ڈوگرے اچھے نظر آتے ہیں۔

بعددورت موجودہ ہر ملٹین اور رسالہ مختلف الاقوام کی بھرتی سے کچھ ٹری ہوا ہوا ہے۔ اوسمین ایک کو دوسرے پر ترجیح دینی موجب ملال دیگر فرقوں کا ہے۔ جب قوم و اصول پر فیج ہرتی ہوا تو اپنی اپنی پسند کے عمل کرنے کا ہر کمانیر کو اختیار ہوگا۔ اس سے پیشتر سب کو چشم مساوات کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔



پنجی کے بعض دیگر اقوام  
فوج کے لائق مثلاً بارکے  
باشند

جن قوموں کا نام لیا ہے ان کے علاوہ اور بھی قومیں پنجاب  
میں ایسی ہیں کہ ان سے عمدہ سپاہی نکل سکتے ہیں ازراہ  
ایک بار کے سپاویس ہیں۔ یہ قدر و قامت کے بڑے

بہاری کرٹیں جو ان ہوتے ہیں۔ علی العموم بھیہ بارمین مولیشی چراتے ہیں اور  
دودھ دہی پر گزارہ کرتے ہیں کاشت اراضی وغیرہ پر بہت ہی کم راعب  
ہیں۔ نچاؤن سے دور مولیشیوں کے ریوڑ لے ہوئے جنگل بارمین وندنا  
کرتے ہیں۔

اون کے مشاغل مولیشی کی چوری ان کے مشاغل روزمرہ میں سے ہے جب  
بکٹ کوئی نو جوان کامیابی سے مولیشی چوراکر نہ لاوے سر پر گڑھی پھینک دیتا  
اس چوری میں بھیہ بڑی بڑی صحبتیں جھپٹتے ہیں۔ دور دورہ دھاوے  
مارتے ہیں۔ مولیشی گمی چوری کے سوا وہ اور کسی قسم کی چوری پھینک کرتے  
اور عیب بھی ادن میں کم پائے جاتے ہیں۔

بجالت موجودہ بھیہ کیون  
فوج میں ہر تہ نہیں ہوتے  
موجودہ حالات میں بھیہ قوم فوج میں بھرت کم بھرتی ہوئی  
ہے۔ مگر اس کا یہ سبب نہیں کہ وہ بنگالیوں اور کشمیریوں  
کی طرح سے بزدل ہیں۔ بلکہ اس کا سبب بھیہ ہے کہ وہ آزادی زیادہ پسند  
کرتے ہیں اور چوری مولیشی کا بالطبع اون کو شوق ہے۔

لیکن ممکن نہیں کہ اگر مناسب ترغیب اون کو دی جاوے تو وہ  
اون کو ترغیب دینے کی

ضرورت	کیون فوج سرکاری مین بہرتی ہونے سے انکار کریں۔ اور
-------	---

جیسا اس قوم سے ایک مناسب تعداد فوج مین بہرتی ہو جاوے تو پھر مین نہیں سمجھتا کہ ان کے دیکھا دیکھی اون کے بہائی بند صیفہ فوج مین کیون بتدریج پہنچنے کی درخواست نہ کریں گے۔

اسکا نیچو کیا ہوگا	اور اگر ایسا ہو جاوے تو ایک بہاری قوم مین نہ صرف عداوت
--------------------	--

چوری مولشی ہی کی جاتی رہیگی۔ بلکہ فوج مین ایک اچھا خروٹل جاویگا۔

بہرتی کے لائق جوانوں کی تعداد	یہاں پہنچ کر ہم جتنا چاہتے ہیں کہ بروئے اس نقشہ کے
-------------------------------	--

تخمیناً لاکھ آدمی فوج مین بہرتی ہونے کے قابل برطیش انڈیا مین موجود ہے۔ اور اسکے نصف کے قریب یا کم سے کم دو لاکھ ایسے جوان ریاستوں مین فوج مین بہرتی ہونے کے لائق ہوں گے۔ اس سے تخمینہ قریب ۷ یا ساڑھے سات لاکھ کے پہنچ جاتا ہے

ہندستان کے مقابلہ مین	جب بہرتی قوم کا اس قدر سامان ہمارے سرکار کے پاس موجود
-----------------------	---

خزینہ روس ہمارا دشمن ہو۔ علاوہ ایک لاکھ ساڑھے ہزار اسٹانڈنگ آرمی کے لئے

پولیس کی اور ڈھائی لاکھ فوج ریاست ہائے وسیعی کی اور	پولیس کی اور ڈھائی لاکھ فوج ریاست ہائے وسیعی کی اور
---	---

۷ لاکھ آدمی فوج کی جو رزرو ملکر انگلستان مین ہے تو ہم یقین سمجھتے کہ پھر ہمارے سرکار کے مقابلہ مین خرس روس کیونکر موٹھ چڑھا سکے گا۔

روس کی فوج کی مقدار	روس کی سات لاکھ اسٹانڈنگ آرمی ہے اور رزرو وغیرہ
---------------------	---

ملا کر کل ۲۰ لاکھ فوج ہے۔ اس تعداد کے سننے سے لوگ حیران ہو جاتے ہیں مگر جب وہ ہماری سرکار کے تخمینہ مذکورہ بالا سے اس میزان فوج روس کو ملاوین تو کوئی حیرانی باقی نہیں رہتی۔

ہمارے سرکار کی آبادیوں کی فوج علاوہ ہے۔	پھر ہماری سرکار کی جو نوآبادیاں تمام قلعہ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں ان کی فوج تخمینہ مذکورہ بالا کے علاوہ ہے۔
---	---

محض تعداد و فضلیت کا معیار نہیں ہو سکتی	یہاں تو ہم نے روس کی فوج کی تعداد سے اپنی سرکار کی فوج کی تعداد کو ٹکرا دیا ہے۔ اب ہم بھیہ دکھانا چاہتے ہیں کہ محض تعداد و فضلیت کا معیار نہیں ہو سکتا ہے۔
---	--

نقد اور فضلیت کا معیار نہیں ہو سکتی دس خرس کیواسطے ایک شیر کافی ہوتا ہے۔ نہ محض حجم و فضلیت کا معیار ہو سکتا ہے۔ راجس کا چھوٹا سا کھانا یا ہوا چا جو کام دے سکتا ہے وہ ایک بھدے سے لوہا رکنا یا ہوا المیا چوڑا بھد چا جو کام نہیں دے سکتا۔

دو بی فوج روس کی فوج کے ہم پیکر ہو سکتی ہے۔	ہم نے بینک دیسی فوج کو روسی فوج کے مقابلہ میں کم پایہ گنا ہے مگر یاد رہے کہ وہ بمقابلہ روس کے اعلیٰ ترین فوج سے تھا۔ پھر بھیہ یاد رہے کہ جب وہ چھوٹے چھوٹے نقص دیسی فوج سے رفع ہو جاوین جس کا ہمنے ذکر کیا ہے اور اس زمانہ کے اعلیٰ ترین ہتھیاروں سے وہ مسلح کیا وے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ روس کی اعلیٰ ترین فوج کے ہم پیکر نہ اترے گی۔ اور کدہ بکدہ جواب نہ دیگی۔
---	---

ترکمانی کشتنٹ اور پھر پھر ہی یاد رہے کہ وہ ترکمانی کشتنٹ سے بدرجہا افضل ہے  
 کاسکون سے وہ افضل جیسا کہ ہم نے کھینچتے رہا ہے اور کاسکون سے ہی اسوائے  
 خونخواری اور وحشیانہ ظلم کے کسی بات میں کم نہیں ہے۔

روس کی فوج کے اجزاء اس سے واضح ہو گیا ہو گا کہ روس کی فوج کب سے مارگیو روڈ  
 آدمی سے نمبر ۲۔ کاسکون سے اور نمبر ۳ ترکمانی کشتنٹ سے۔

دو آخری جزد سے اور ان میں سے دو آخری جزد کے ساتھ ہماری دوسری فوج  
 ہماری دوسری فوج کی نسبت سمہر سے کچھ زیادہ ہے۔

یورپین فوج انگلشیہ اور ہماری سرکار کی یورپین فوج کا ٹوکیا کہنا ہے۔ ستر چوبیس  
 بدرجہا افضل ہے اس وقت اس آرٹیکل میں خاص بحث دوسری فوج سے ہے اس  
 واسطے یورپین فوج انگلشیہ کے متعلق یہاں کوئی بحث ہم چاہتے نہیں سکتے کسی  
 اور محل پر اسکا ذکر کریں گے۔

یہاں ہم دوسری فوج کے متعلق اس قدر اوز ظاہر کر رہے ہیں اجازت چاہتے ہیں بھجوائے  
 عیب سے جلد بگھتی ہنرش نیز بگو نفعی حکمت مکن از بہر علم جلد

دوسری فوج کی ڈسپلین کہ فوج میں منجملہ فٹپ - لن - Discipline تربیت ہی  
 لن ایک ضروری امر ہے۔ روم وروس کی لڑائی میں ناظرین

نے لکھ دیا ہو گا کہ فوج روس نے کیسی کیسی بے اعتدالیان  
 کی تعین جو قریہ و قصبہ وہ فتح کر لیتی تھی اوسکی عورت بچوں اور بوڑھوں کے

ساتھ جو ظلم وہ کرتی تھی ناگفتہ بہ ہے۔ گزرا طرین دیسی فوج کے سارے معرکہ ایک  
سہ سے دوسرے سہ سے لگا ڈھونڈ مارین۔ اوس کو ایسے ظلموں کا ترکش پائیگی  
اور عجب مایہ فخر ہے اون جنگی سپہ سالاروں کے لئے جن کے زیر کمان اور زیر ہدایت  
دیسی فوج ترویتا پائی ہے اور خود اس فوج کے لئے جو ایسی شیانہ حرکات کی کہی ترکش نہیں ہوئی  
**نیٹو والنٹیر بحث**

راولپنڈی میں پنجاب میں نے راولپنڈی کے دربار میں والنٹیر کو رہی دیکھا تھا۔  
والنٹیر کو کامائینہ اوس میں علی العموم یوریشین نیٹو کر سچن اور مدد دے چند  
یورپین شامل تھے۔ ان کے دیکھنے سے مجھے خیال آیا کہ دیسی کیون والنٹیر نہیں  
ہو سکتے معاً اس ال کو بھی میں نے اپنی نوٹ بک میں لٹا رکھا تھا۔ آج اس مسئلہ  
پر غور کرتا ہوں۔

سوالات ذیل ہندوستانیوں جب کبھی یہ سوال پیدا ہوں :-  
کی فاداری کی بحث لے ۱۔ ریاستوں پر کیون بھروسہ خفین کیا جاتا  
آتے ہیں ۲۔ ہندوستانیوں کو فوج میں اعلیٰ عہدے کیون خفین  
دئے جاتے۔

۳۔ ہندوستانی والنٹیر کیون خفین ہو سکتے  
۴۔ ہندوستانیوں کو بلالائسنس ہتھیار کرنے کی اجازت کیون خفین ہوتی۔  
تو خواہ مخواہ ہندوستانیوں کی وفاداری کی بحث درمیان آجاتی ہے۔

جو بحث وفاداری کے جو مضمون پشتیریم لکھ چکے ہیں اس میں موقع بموقع ہم نے ثابت کیا ہے کہ ہندوستانی علی العموم سرکار انگلشیہ کے کیسے غیر خواہ اور وفادار ہیں۔ ہم جو کچھ بارہ میں لکھ چکے ہیں اس کے اعلا کی بیان ضرورت خصین دیکھتے۔

پہلی بحث کرخی تھی کہ اگر پشتیریم غیر خواہی کے متعلق جو بحث کی ہے وہ یک رخ تھی دوسرے رخ پر یہی نظر لیئے محض رعایا کی جانب سے اس کے متعلق جو بحث تھی۔ اب اس کے دوسرے رخ پر یہی ہم نظر ڈالیں گے۔ کہ تالی و دونوں ماقہوں سے بچتی ہے۔

وفاداری اور غداری وہ لفظ ہیں سب سے پشتیریم ناظرین غور کریں کہ وفاداری اور غداری دو لفظ ہیں۔ ان دو لفظوں سے دو شخص کا وجود پایا جاتا ہے ایک وہ جس کے مقابلہ میں وفاداری یا غداری برتی جاوے دوسرا وہ جس کی ذات سے وفاداری یا غداری کا ظہور ہو۔

دو حیثیوں میں مغایرت پس ان دو اشخاص کی ذات میں دو حیثیتیں بہ پنج مذکورہ بالا حد فاصل ہے پائی گئیں اور حد فاصل ان دونوں حیثیتوں میں مغایرت پڑی مغایرت کے دو درجہ ہیں اگر اس مغایرت کا پروہ درمیان سے اوٹ ہو جاوے تو میں سمجھتا ہوں کہ وفاداری کا یہی انعام ہو جاوے۔

توینج مجھے اندیشہ ہے کہ میری اس تحریر کو ناظرین ہستیاں نہ سمجھیں

ہوں اس واسطے میں اسکی ذرہ توضیح کرتا ہوں۔

مسئلہ مسلم [بیچے یقین ہے اس مسئلہ کی تفہیم میں کوئی وقت عاید نہ ہوگی کہ کوئی شخص اپنے ہی خلاف باغی ٹھہرے ہو سکتا۔ اور جو ایسا ہوا وہ سے پگل ناند میں بھیجنے کی ضرورت پڑیگی۔

راقم کا خوف [پھر مجھے خوف ہے کہ اب ہی ناظرین میرا مطلب صاف صاف شاید نہ سمجھے ہونگے۔ اسلئے اب میں اس سے بھی زیادہ وضاحت سے بتانا چاہتا ہوں کہ جب رعایا و گورنمنٹ کو اپنا سمجھنے لگے تو وہ اپنے خلاف باغی نہیں ہو سکتی۔

ہندوستان کو اپنا بات [ہم سب ہندوستانی مدت سے سرکار انگلشیہ کو اپنا سمجھنا میں شرکت سے نفرت جانتے ہیں۔ مگر اس پائیت میں بعض دور اندیش مدبرین شریک نہیں رہتے دیتے۔

ملکہ معظمہ کا اشتہار [ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے ایک شریف نگاہ۔ پالے ٹٹین کے خیال سے ہمیں اپنا بنا لیا۔ اور علی ظرف نے علی روس الالبش ہمارے صاف صاف اشتہار دیدیا کہ اسکو کالے اور گورے دونوں برابر عزیز ہیں۔ کوئی تنصیب ایسا ٹھہرے ہو سکتا۔

اور حکم کی تعمیل کہانتک [مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس حکم فیض تو ام کی کہانتک ہوئی ہوئی ہے۔

ہندوستانیوں کو ملک کی حکومتیں میں شرکت	ہم اس وقت اور عہدوں کے لئے یا نہ ملنے کا رونا نہیں روتے ہم اس وقت بھی دیکھتے ہیں کہ ہندوستانیوں کو ملک کی حکومت میں شرکت حاصل ہے یا نہیں۔
رعایا کی عدم خدمت	زمانہ جاتا ہے کہ کسی صوبہ کے نظم و نسق میں رعایا کو یا رعایا کے قائم مقاموں کو کچھ دخل نہیں ہے ہر صوبہ کا اندرونی اور بیرونی
نظم و نسق میں	انتظام اس طور پر کیا جاتا ہے کہ رعایا میں کچھ شورہ نہیں لیا جاتا۔ پھر اس سے آگے بڑھا کر کل ہندوستان کی حکومت پر نظر کرو۔ اس کا نظم و نسق اندرونی اور بیرونی ہی ایسے شخصوں کے ہاتھ
کا یہی حال ہے	میں ہے جو ہندوستانیوں کو بالکل نہیں پوچھتے۔
کسی امر میں رعایا نہیں پوچھی جاتی	محاصل کی ایزادی کی تدبیر سوچی جاوے تو رعایا سے نہیں پوچھا جاتا۔ لائسنس گیس لگایا جاوے تو رعایا سے
نہیں پوچھا جاتا۔	کسی سرحدی رئیس یا امیر سے صلح اور جنگ کی جاوے تو رعایا سے مشورہ نہیں
تصہ مختصر	بیرونی دشمن سے مقابلہ اور مقابلہ کا فکر کیا کیجے تو رعایا سے کوئی نہیں پوچھتا۔ غرض ہر صوبہ میں یا ملک میں جو کام ہوتا ہے اس میں رعایا کو
کچھ دخل نہیں ہے۔	اگر میں جلد امور کی تفصیل کروں تو طول بہت ہو جاوے گا۔ باوصف این بہرگز باوجودیکہ ہندوستانیوں کو کاروبار حکومت میں اس قدر کم دخل



ہے تاہم وہ سرکار انگلشیہ کو اپنی سرکار تصور کرتے ہیں۔ مگر حیف ہے کہ ہماری زبان سے اس اپنایت کا نام نکلا۔ اور بعض حکمرانوں نے ہمارا مینٹو الیا بیٹے ضرور ہے کوئی تدبیر ایسی سوچی جاوے جس سے ہم اپنایت ایسے اصول پر حاکم اور محکوم کے درمیان قائم ہووے کہ پھر وہ رشتہ کسی کے توڑے نہ ٹوٹ سکے۔

وہ تدبیر ہمارے رائے میں یہ اپنایت اس طرح قائم ہو سکتی ہے کہ ہر صوبہ

میں ایک پارلیمنٹ یا کونسل قائم کیجاوے اور اس میں *Representative* قائم مقامی کے ذریعہ سے ہندوستانیوں کو بھی دخل دیا جاوے جو کام صوبہ کے متعلق ہو اور ان کی صلاح اور مشورہ سے کیا جاوے۔

اعلیٰ ترین پارلیمنٹ اور ضرورت ہو تو ان سب سے فوق ایک اعلیٰ ترین پارلیمنٹ کل ملک کے واسطے قائم ہو۔ اور اس میں صوبہ کی پارلیمنٹ سے ہندوستانی منتخب ممبر شامل ہوں۔

اس تدبیر سے سارے ملک میں ایک سرے سے دو سرے ہوگا۔ ایسی حکومت قائم ہوگی جسکو وہی گویا خود اپنی حکومت تصور کریں گے۔ وہ اپنے ملک کی پیبودی اپنے ملک کی بربادی۔ اپنے ملک کی خوشحالی۔ اپنے ملک کی بدحالی پر خود ہی غور کیا کریں گے۔ اور ان کو حقدار بلا ضرورت اپنے ملک پر ٹیکس عاید کرنے کا افسوس ہوگا۔ اور یہ قدر ضرورت کے وقت اس ٹیکس کے نفاذ کا خیال نہ ہوگا۔ اور ان کو اپنی کے مصارف اور کرنے کا خود ہی خیال ہوگا۔

<p>اگر وہ لڑائی کے شروع سے پشتیراؤ کی ضرورت سے آگاہ ہو جاوے گی کہ          اسے ملک یقین اور اس تدبیر سے سارے ملک کو بھید یقین ہو جاوے گا کہ</p>	<p>ہم اپنی ملک معظمہ کے زیر سایہ اپنے ملک کے انتظام میں خود مصروف ہیں اور          ہماری حکمران قوم امور مملکت میں اوستا و شفیق کی طرح ہماری حمد و مددگار          کون سی قوم فتح نہیں ناظرین نے تاریخ میں پڑھا ہوگا کہ اوس قوم کو کوئی نہیں          فتح کر سکا ہے۔ جو اپنے ملک کی واسطے اپنی آزادی کے</p>
<p>واسطے۔ اپنی عزت کے واسطے اور اپنے بچوں کے واسطے لڑی ہو۔          ہندوستان یوگاجوش کو ہم ہندوستانیوں کو حکومت ملک میں ہنوز در خدمت          نہیں ہوئی تاہم ہماری طبعوت میں یہ جو ش پیدا ہوئے</p>	<p>ہم بوس سے ملک کے واسطے اپنی آزادی کی واسطے۔ اپنی عزت کے          اور اپنے بچوں کے واسطے لڑنے کو تیار ہیں۔</p>
<p>ہماری شرکت کا نتیجہ          کیا ہوگا</p>	<p>جہیں حکومت ملک میں شریک کر لو پھر دیکھو ہمارا بیجہ جو          کس قدر زور و نپر چڑھتا ہے۔ لاٹوٹو فریق یقین کریں</p>
<p>عبدن ہماری مداخلت امور حکومت میں جائز سمجھی جاوے گی۔ روس کا ہندو          کی طرف رخ کرنا اوسکی جانب سے ایک لغو حرکت ثابت ہوگی۔          انیگوانڈین برہما          اثر</p>	<p>یہ سچ ہے کہ جس قدر ہندوستانیوں کو امور مملکت میں          دخل ملے گا۔ اوس قدر انیگوانڈین کے واسطے میدان ملاوٹ</p>

کاٹنگ ہونا جاوے گا۔ مگر ساتھ ہی اسکے (گو انیگوانڈین کیسا ہی شور و غل مچاؤ  
حکومت انکشاف کی بنیاد اسی استوار چٹان پر ڈالی جاوے گی جسکو اندرونی  
اور بیرونی زلزلوں سے کچھ مقام خوف کا باقی نہ رہے گا۔

کرنل برنٹے انجانی کر نیل برنٹے انجانی نے اپنی کتاب غرنامہ خوامین  
کے غرنامہ خوامین کے بارے میں لکھا ہے کہ مجھے ایک روسی افسر نے کھاکہ :-

روسی افسر کا کہنا تھا کہ تم روس سے ڈرتے ہو کہ وہ ہندوستان کو لے لیوے گا۔  
تم خود ہندوستان کو اپنے ماتھے سے کہو نیکی تدبیریں کر رہے ہو۔ تم ہندو  
کو یورپین علوم و فنون سکھاتے ہو۔ ان کو ادب کے حقوق سے متنبہ  
کرتے ہو۔ اور وہ اس واسطے وقت کے منتظر ہیں کہ تمہیں وفادار بنائیں۔

کرنل برنٹے انجانی کر نیل برنٹے فرماتے ہیں میں اوس روسی کی ان باتوں  
کو بخین مانتا۔ میرا خیال یہ ہے کہ جبکہ تعلیم زیادہ پھیلے گی  
اوس قدر سرکار انگریزی کی خیر خواہی کا نقش لوگوں کے دلوں میں زیادہ  
عمیق بنے گا۔ خاص کر سکھوں کو وہ تعلیم یافتہ کی ذات سے سرکار انگریزی کی  
وفاداری اور نیکو حالی کی زیادہ امید ہے۔

کرنل برنٹے انجانی کے رائے کر نیل برنٹے نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل راست ہے  
سے اتفاق طبقہ تعلیم یافتہ اگرچہ سرکار سے لڑ چکے مگر اپنے حقوق کا  
ہے۔ وہ ہر صوبہ میں پارلیمنٹ کے نعرہ کا خواہشمند ہے وہ ہر صوبہ میں

مناسب کی آرزو کرتا ہے وہ مسادات کے سلوک نہ ہونے سے آزر رہا ہے  
غرضیکہ وہ ہر اطرطی میں میخ نکالتا ہے مگر میں سچ کہتا ہوں کہ وہ کٹر انگلیش  
کے قیام کا دل سے خواستگار ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہی ایک ایسی قوم ہے جو  
کوئی حق کسی کا دبا نہیں رکھتی آگے یا پیچھے دے ہی دیتی ہے۔

اپنی کمزوری کا فیصلہ اس سے ساتھ ہی اسکے اپنی کمزوری بھی معلوم ہے۔ وہ  
خوب جانتا ہے کہ جب طرح بچپن اکھوٹے کے بل کو داتا ہے وہ سرکار انگریزی کے  
سہارا سے اچھلتا کودتا ہے اگر خدا خواستہ سرکار انگریزی کے عصا کا  
سہارا اسکے واسطے قائم نہ رہے۔ تو وہ اسی طرح دھم سے گر پڑے جب طرح بچ  
سہارا الگ ہو جانے سے گر پڑتا ہے۔

اس کے استنباط اس سے ناظرین کو واضح ہو گا کہ اگرچہ ہندوستانی کاروبار کو  
میں دخل چاہتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی اسکے وہ بھیہ دخل زیر نگرانی سرکار انگلیش  
کے چاہتے ہیں۔ اور ہم نہیں سمجھتے کہ یہ محقول درخواست او کی کیوں درج ہو جاتی  
نہ پاوے۔

لارڈ ڈفرن کا مقولہ ہمیں یاد ہے لارڈ ڈفرن نے حکمت کے ٹریڈ ایسوسی ایشن  
فرمایا ہے۔

مقولہ میں ہر دہہ کرتا ہوں کہ جب وقت اس ملک سے میرے چلنے  
کا زمانہ آوے گا۔ تو معلوم ہو گا کہ میں نے ظاہر اس ملک کی ترقی اور اسکے

کی وجہی اور جائز خواہشوں کے پورا کرنے اور سلطنت انگریزی کی نیکنامی اور استواری میں مدد دی ہوگی۔

لاٹری میں سے ہماری لاٹری ڈفرن سے بکمال ادب گذارش کرتے ہیں کہ وہ غور گذارش فرمادیں۔ کہ۔

۱۔ ہماری بھینچ خواہش کہ ہر صوبہ میں پارلیمنٹ مقرر ہو۔ ویسٹمنسٹر کو کاروبار کو مت میں دخل ہو۔ واجبی ہے۔ یا نہیں۔

۲۔ ہماری بھینچ خواہش کہ ہم ویسٹمنسٹر کو فوج میں اعلیٰ عہدے دئے جاویں واجبی ہے یا نہیں۔

۳۔ ہماری بھینچ خواہش کہ ہمارے نو ابون اور راجاؤں کی فوج کا انتظام کیا جاوے اور ہر پرہوس کیا جاوے واجبی ہے یا نہیں۔

اگر ہماری بھینچ خواہشیں اگر ہماری بھینچ خواہشیں جائز اور واجبی ہیں تو ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ان کے پورا کرنے کا افتخار لاٹری ڈفرن کو حاصل ہو۔ اور جب وہ ساحل سمندر پر پہنچے بڑے بڑے کام پورے کر کے بغیر ولایت واپس پہنچیں۔ تو ہر صوبہ کے پارلیمنٹ کے۔ نیٹو ایلیمنٹ سے شکریہ کا بدرقہ اور ان کے ساتھ ہو۔

لاٹری میں سے ہماری لاٹری ڈفرن کو ہماری ایسی خواہشوں پر نظر تھی۔ انہوں نے اسی خیال سے کل سلف گورنمنٹ کے ذریعہ سے اصول حکومت میں ہندوستان کو

تعلیم دینی شروع کی۔

لارڈ ڈفرن کا کام اب بچہ کام لارڈ ڈفرن کا ہے کہ اُن کے شروع کرائی ہوئی تعلیم کی تکمیل کرا دیں۔ پیر دیکھیں سلطنت کس تکم بنیاد پر قائم ہوتی ہے جو کسی کے ہلائے نہ ہلے گی۔

ہماری اسد عا کیوجہ جو کچھ ہم نے اپنی سرکار سے مانگا ہے وہ اس نظر سے مانگا ہے کہ جیسی تہذیب سلطنت ہماری سرکار کی ہے ایسی سلطنت خود بخود برعکاس کو یار عا یاکے قائم مقاموں کو کاروبار حکومت میں دخل دینے سے اپنی استواری اور استحکام تصور کرتی ہے کچھ شک نہیں کہ نگہ طرف اولیٰ سے خیال آدمی ہی ہر قوم میں ہوتے ہیں۔ مگر اور قوموں کے مقابلہ میں انگلش قوم میں اس قسم کے آدمی کم ہیں وہ ابتدائے پیدائش سے آزاد پیدا ہوئے۔ وہ آزادی میں پلے وہ آزاد عین بڑھے۔ وہ آزادی کے نام کے خط خود عاشق ہیں اسی طرح وہ چاہتے ہیں کہ دنیا کی اور قومیں اس آزادی سے لطف اٹھادیں انہوں نے روئے زمین سے غلامی اٹھا دی انہوں نے رفاہ عام کا سبق۔ سلف گورنمنٹ کا سبق۔ خالق الد کو ایک سر سے دوسرے سر سے لگ سکھا دیا تو پیر کیا وجہ ہے کہ وہ ہم ہندوستانیوں کو امور مملکت میں شریک ہونے کے روادار نہ ہوں گے۔

مجھے اندیشہ ہے کہ خود غرض اور فنی الطبع میری اس سیرت

کرینگے وہ اور باتوں میں ایک یہ عند ہی پیش کرینگے کہ ملک میں ویسی ہنوز اس قابل نہیں کہ زمام سلطنت کی سطح اور ان کے ہاتھ میں دیا جائے۔

راقم کا سوال اگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر سو برس میں ہی انگریزی تعلیم تمام ملک میں ایک معقول تعداد ایسے لائق دسیوں کی پیدا نہیں کر چکی ہے تو یہ تعلیم نہیں محض سچوں کا کہیں ہے۔

حقیقت نفس الامری پر اسے جانے دو نفس الامر پر غور کرو اور ایمان سے وکیہ کو کہہ دینا کیا ہے لائق آدمی ہر صوبہ کے واسطے درکار ہونگے وہ اس صوبہ میں نکلیں گے یا نہیں نکلیں گے۔ میں تو اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے رو سے کہتا ہوں کہ ضرور نکل آویں گے۔

خوف و الت بالغ تفصیل اگر طوالت کا خطرہ نہ ہو تو جن صوبوں کے حالات سے مجھے زیادہ واقفیت ہے ان کے اشخاص لائق کی فہرست سے میں ناظرین

کو آگاہ کر دیتا۔

مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ خود غرض یہ ہی شور و غل مچا دیں گے کہ ہندو

وفادار اور مکالمات نہیں ہیں اس واسطے ہی یہ حکومت میں شریک نہیں ہونے چاہئیں۔ اور ہندوؤں کی نسبت وہ زیادہ تر اس بارہ میں مسلمانوں پر حملہ کرینگے اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ کہ بیان طہر کر اس امر پر ہی تہوڑی سی غور کروں۔

عام طور پر ہندو وفادار میرے ارمیکوں کے پڑھنے والوں کو یاد ہو گا کہ عظیم پر میں نے

پیش ہو چکا ہے ہندو اور مسلمانوں کی خیر خواہی کا ثبوت موقع موقع اپنے آرمیکلون میں دیا ہے۔

ہیماں لٹونچی دفا داری بیان میں بالخصوص مسلمانوں کی نسبت یہ غور کرنا چاہتا ہوں کہ وہ سرکار انگریزی کے خیر خواہ ہیں یا نہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں پر ہندوین ایسا گدرا ہے کہ خواہ تو وہ پرانی مانہ عجیب گزرا ہے اپنے غرور اور بیوقوفی سے۔ خواہ خود غرض مسلمانوں کی خیر

دہو کا وہی سے خواہ سرکار کی بے توجہی سے سرکار سے اور وہ زیادہ اگ تہلگ رہے اور اہل غرض تفسیون۔ اور اعدائے ان کی اس کنارہ کشی کو طح طرح کی بے عنو اینوں پر محمول کیا۔

خواہ غفلت سے بیداری اگر زمانہ نے خواہ زمانہ کی رفتار پر غور کرنے والے مسلمانوں نے اپنی قوم کو خواہ غفلت سے جگا دیا ہے۔ اور اگرچہ وہ خرگوش کی طرح خواب گشت میں ڈرے رہنے سے کچھ سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر اپنی جلی طبیعت سے وہ خرگوش کی طرح تیز رو ہیں۔ اور کوشش کر رہے ہیں کہ اوچل کود کر اور دوڑ دوپ کر کر آگے والوں سے جا ملین۔

مسلمانوں کے ہندوستان وہ پریٹ کرافٹ کے ہند سے بنی نکل گئے ہیں۔ وہ خدا کے کلام اور اس کے رسول کے اقوال پر خود غور کرنے لگے ہیں۔

انقلاب مانہ کا ثبوت وہ خدا کے کلام میں قلک الا یام نذا ولہا میں التک



خدا کے کلام سے	پڑ کر انقلاب زمانہ کے قابل ہو گئے ہیں۔
ادب کا ایمان	وہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
پرایمان کا لہکتے ہیں۔	وہ جانتے ہیں کہ قیصر ہند اعلیٰ الامر ہے اس سے پہر جاتا ہے خدا اور اپنے رسول سے پہر جاتا ہے۔
مسکد امن	پھر ادن کو بھیج بی معلوم ہے کہ ہندوستان مسلمانوں کا امن ہے
مستامن دینفر	اسمین وہ اپنے مذہب کے شعایر اس آزادی سے بجالاتے ہیں
جو ادن کو خود مسلمان سلطنتوں میں	بی حاصل نہیں ہے یہاں شیعہ اور سنی و مابنی اور بدعتی۔ وہم پرست اور نیچری اپنے اپنے عقیدے کے موافق معبود
حقیقی کی پر بخش کرتے ہیں۔	ایک دوسرے سے معترض نہیں ہوتا۔ اگر کسی مٹانی سلطنت میں یہ فرقے جمع ہو کر اپنے اپنے عقیدہ کے موافق خیالات کا اظہار کریں
پابند دست و گرس دست بدست دگر سے	و کی نوبت پہنچی ۔ ۔
امن و امان آزادی	یہ امن مان اور آزادی او کو کس نے دی ہے۔ ہم کہتے ہیں
مگر انگریز معنی دے	ہاں اور ایسی آزادی تو ایسا امن اور ایسی آزادی دینے والی قوم
سے۔	اپنے مذہب کے رد سے ہرگز نہیں پر سکتے۔ اور اگر وہ پھرین تو اپنے
خدا اور رسول سے پھرین گے۔	
سب جہاد کی تحقیق	مسلمانوں کو جہاد کے نام سے ہی بدنام کیا جاتا ہے خواہ اس کا
باعث بدنام کنندہ کی غلط فہمی ہو	خواہ افترا پر دازی ہو۔ خواہ کچھ اور سبب ہو

مگر یہاں ایک اس مسئلہ نے شور و شغب حاصل کیا ہے کہ خود غیر قوموں نے اس مسئلہ کی تحقیق کی جانب بڑی توجہ ظاہر کی ہے اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ محققین پر بھیغہ نہ رہا۔ مخفی نہیں رہا ہے کہ رسول مقبول کے جملہ عزائم و مداخلت پر مبنی تھے جب غزیرہ نما عرب میں ۳۹۰ ہجرت شروع رہا تھا۔ اور خدائے وحدہ لا شریک نے کو سب پہل گئے تھے یہاں تک کہ اوسوقت کے نبی و اور نصارا بھی بت پرستی میں مشغول تھے۔ تو وہ بھی برحق۔ خدائے واحد کی پرستش کا وعظ کہنے کو اڑھا اور بچا کر کہہ دیا کہ :-

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ لَسْتَغِيثُ

یہ شکر کفار کے اُسے اذیت پہنچانے پر آمادہ ہوئے اُس نے کہہ دیا کہ میں تو

بشیر اور نذیر ہوں

تم نہیں مانتے تو نہ مانو مگر مجھے میرے عقیدے کے موافق عبادت کرنے دو لیکن ادنیٰ ہوں نے اس کی ایک نہ مانی۔ چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ جب وہ خدائے واحد کی عبادت کرتا ہوا مکہ میں سرسجود ہوا تو موزیوں نے اوس پر او جھڑی ڈال دی۔ پھر اسی پر قناعت نہ کی بلکہ اوس کے قتل کے درپے ہوئے اور اُسے ناچار اپنا وطن مالمکہ خدا کی خاطر چھوڑنا پڑا۔

سستش  
ہجرت میں ہی مردم آزاروں نے اُسے آرام سے اپنے خدائے واحد کی پرستش نہ کرنے دی وہ وہاں ہی اس کے ایذا پہنچانے بلکہ قتل کرنے کی تدبیریں سوچتے رہے۔ اس پر ناچار وہ غزوات و قیام میں آئے۔ جو محض حفاظت خود اختیار

میں کہی کہی یہ بھی ہوتا ہے کہ جب کہی انسان یہ سنتا ہے کہ ڈاکو ڈاکہ ڈالنے  
 ہیں تو قیل از آنکہ وہ ڈاکہ ڈالیں۔ وہ خود چڑھ جاتا اور اون پر چھاپا مارتا ہے  
 یہ ہے حقیقت جہاد کی

یہ پی سچ ہے کہ قرآن میں لکھا ہے  
 وَقَاتِلُوا لَكُمْ حَيَاتٍ وَجَلَدُكُمْ

مگر یہ حکم اسی وقت تک نافذ رہتا ہے جبوقت تک کہ موزیوں کی جانب سے اذیت  
 کے پونچنے کے سبب جنگ شروع رہے۔ جب جنگ ختم ہو جاوے تو پھر تاقیت تک کوئی  
 خواہ مخواہ اذیت نہ پہنچاوے۔

لَكُمْ دِينَكُمْ وَلِي دِين

کی ہدایت برل ہوتا ہے کہ تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین  
 تم اپنے مذہب پر رہو ہم اپنے مذہب پر رہیں۔

اس سے اذیت حکم قرآن اس سے پی صاف حکم قرآن کا یہ موجود ہے۔

لَا اكْرَاهُ فِي الدِّينِ

پس غور کرو کہ مسئلہ جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے اور خود غرضوں نے اسکی صورت  
 کیسی مسخ کر رکھی ہے۔

پرسوشیل امور میں تو قرآن نے اہل کتاب کے ساتھ ہمارا ایسا ربط اور اتحاد برپا کیا  
 کہ ہم میں اور اہل کتاب میں غور کرو تو کچھ تفرقہ باقی نہیں رہتا۔

اؤنکا کہاں ہمارے لئے حلال ہے اور ہمارا کہاں اؤنکے لئے حلال ہے۔  
 وَطَعَامِ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَلَلٌ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حَلَلٌ لَّهُمْ  
 پیر اہل کتاب سے نکاح ہی جائز ہے اور ظاہر ہے کہ جو محبت زوج کو اپنی زوجہ سے  
 پہنچتی ہے وہ دوسرے سے نہیں ہوتی۔

استنباح پیر اگر اہل کتاب سے محبت رکھنی منع ہوتی تو نکاح اہل کتاب سے  
 کیونکر جائز ہوتا۔ پس کتنی غلطی پر ہیں۔ وہ قتنہ پرواز جبریم کہا کرتے ہیں کہ مسلمان  
 انگریزوں سے دشمنی رکھنا فرض سمجھتے ہیں۔

تخل پروردہ نئی تہذیب والے روشن ضمیر اس کے  
 کہ مسلمان والدہ کے مسلمان فرزندوں پر یہ حکم ہے کہ اگر اؤن کی بڑھیاں  
 اگر جا میں نماز کے واسطے خود چپک نہ جا سکے تو اؤن کے مسلمان فرزند اسے کھینچ  
 پر چڑھا کر گرجا لیجا دیں اور نماز پڑھا دیں۔

خیال کریں اس سے زیادہ Toleration کی اور کیا مثال ہوگی۔ اگر کسی ہند  
 میں ہے تو دکھا دو۔

ملکہ معظمہ کی حکومت اس کے علاوہ ہند کے مسلمان میں بھی جانتے ہیں کہ ملکہ معظمہ کے  
 میں ہر مسلمان میں قلمرو میں سب زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ روم یعنی ترکی میں  
 اگر ایک کروڑ مسلمان بستے ہیں تو ہند میں ہر کروڑ مسلمان بستے ہیں۔

انجمن کے سبب روم اور روم محض انگلینڈ کی مداخلت کے سبب روس کے پنجے سے بچتا

روس کے پنجہ سے بچنا چاہا  
آتا ہے۔

چلا آتا ہے۔ ورنہ کبھی کامیاب نہ ہو سکتا اور نہ کبھی گورکھ و ہند ایکٹ کیا ہوتا ہے  
اگر ستون ہوتا ہمارا سی ہوتا کار زمین پر گر پڑا ہوتا تکیہ سنان کا۔

حال کی لڑائی میں اگرچہ روس کو انگلستان نے مدد نہیں دی۔ تاہم آخر جب روسی  
قسطنطنیہ کے نزدیک پہنچ گئے تھے تو انگریزی جہازوں کے بیڑے نے اس عین نازک  
وقت پر بیونچکر روس کو جہان کا تہان روک دیا اور انگلستان کی فوج جزیرہ  
سائیمپریس میں پہنچ جانے سے روسیوں کو یقین ہو گیا کہ اس سے زیادہ مدد  
ہماری انگلستان کو ارا نہ کریگی۔ اس واسطے روس نے روس سے عہد نامہ کیا اور واپس  
ہو گیا۔

مسلمان ہند کا جنرل  
فینڈنگ سسٹم کی نسبت کیا گیا

ٹرکی سے مسلمان ہند کو اگرچہ directly چندان واسطہ  
نہیں ہے۔ مگر ہند کے مسلمانوں میں جنرل فینڈنگ یہ ہے کہ  
خدا کرے روس کے پنجہ سے بچا رہے اور جب وہ انگلستان کو ٹرکی کا طرفدار  
پاتے ہیں تو اودن کے دل انگلستان کی حمایت میں زیادہ جھک جاتے ہیں اور اگر  
ٹرکی اور انگلستان میں سرنو  
Offensive and defensive

allowance آف فن۔ سو۔ اور۔ ڈی۔ فن۔ سو۔ الائی۔ انس۔ قائم  
ہو گیا تو میں یقین کرتا ہوں کہ اس سے ہندوستان کے مسلمان اور یہی انگلستان  
کے محمولوں پر احسان ہوں گے۔

راٹم کی پندرہ برس کی عمر  
یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ میرے ہاں اس کے غور کا نتیجہ ہے اور

کامیاب خیالات نتیجہ ہیں چونکہ عین مسلمان ہوں اس واسطے میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے  
برادران دینی کے خیالات سے بہت کچھ واقفیت رکھتا ہوں خاص کر اس وجہ  
کہ اس واقفیت کے حاصل کرنے میں نے سالہا سال سے جدوجہد ہی کی ہے  
استدعاۓ توجہ پس جو کچھ مختصر اُبیان مسلمانوں کی وفاداری پر میں نے  
لکھا ہے اُسے لارڈ ڈفرن اور ہماری محمد قوم انگلشیہ ذرہ نظر توجہ سے دیکھ  
اور سوچے کہ حقیقت حال یہی ہے یا نہیں۔ جو میں نے بیان کی ہے۔

خود غرضوں نے اگر سیر یہ اور بات ہے کہ بعض خود غرض بادشاہان سلف نے  
پولیش میں جہاد کو اپنی یا ہنگامہ پرداز اوباشوں نے یا جنگجو اور انقلاب پسند اشخاص  
مطلب براری کی آئینا یا نے یا فنا ٹک۔ ہنگامہ پرداز دین کے دیوانوں نے صیفہ  
تو یہ اور بات ہے۔ پولیش میں جہاد کو اپنے مطلب براری کا آئینا یا ہو اور اسی  
طبعیت کے اشخاص کو ہنوز جہاد اپنی آرزو میں پوری کنیکا آ لہ نظر آتا ہو۔

اگرچہ ہر چند حقیقت جہاد پر مردہ ہو گیا تھا مگر  
تاہم وہ اس طرح نہ ہو رہا  
حکومت فاکٹر میں گزند  
دکھتا ہے۔

اگرچہ اس برائے چند حقیقت جہاد کا نور تہ خاک ہو گیا  
تہا تاہم وہ اس طرح ہر آن اور ہر شان میں چمکتا  
تھا۔

کہ ہو خاک میں جیسے گزند دکھتا

اور جب آنکھوں پر تعصب اور خود غرضی کا پردہ نہیں پڑا ہوا تھا وہ ادکی چمکتا  
اور دکھ سے ہدایت پاتے تھے۔

آخر کو حقیقت جہاد کہیں اور اگر کچھ مدت ادنیٰ بصیرت کے اوپر شک و شبہ رہا لیکن آخر الامر بھجوائے۔

الْحَقُّ يَكْفُرُ لَكُمْ وَيَكْفُرُ

جب تعصب اور خود غرضی کی پٹی مطلب پرستوں کی آنکھوں سے اتر گئی تو ان کو بھی۔ ۷

جہاد اک نظر آیا ادا سے

اگر کسی مسلمان کو حقیقت جہاد اور اب اس وقت خدا کا شکر ہے کہ جو حقیقت جہاد کی پہنچ بتائی ہے اور سپر کسی مسلمان کو شک نہیں رہا ہے۔

ان کو جیسے ہی ساتھ ہی اس کے یقین آگیا ہے کہ آیت۔

اِمَّا مَنَّا بَعْدَ وَاِمَّا فِدَا

نے اسلام سے غلامی ہی یک لخت دور کر دی ہے۔

جہاد کے اصل میں کیا معنی وہ یہ ہے جہان گئے ہیں کہ لفظ جہاد جن معنوں میں آجکل مشہور ہو گیا ہے وہ خود غرضوں کی کیسی کیسی کارستانیوں سے اپنے اصلی مطلب معانی سے پیرا گیا ہے۔

خوف طوالت مانع تفصیل اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو جو امور جہاد کے متعلق مختصر طور پر پہنچے ذکر کئے ہیں ان سے ہر امر پر بیان طویل مفصل بحث کرتے ہیں۔

لیکن اندیشہ ہے کہ اتنے ہم علاوہ طوالت کے ماضی فیہ سے

دور جا پڑیں گے اور جو بحث والنظیر کی ہنسنے چہیری ہوئی ہے وہ بہت دور جا پڑیگی

مسند والنظیر پر غور

اس لئے ناچار بعد اس قدر تحریر کے ہم اب مسئلہ والنظیر پر غور کرتے ہیں

ناظرین کا حفظ سے ہیں

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا۔ ہم اوپر کہہ آئے ہیں کہ ہم سرکار

انگریزی کو اپنا سمجھنے لگے ہیں۔ ہماری طبیعتوں میں جوش بہرا ہوا ہے کہ ہم

سوائے اپنی محسن قوم انگلشیہ اور کسی کو حکمران نہ دیکھیں۔

روس کی مفصلہ ذیل عطا

ہنسنے کرنیل برنبائی کے سفر نامہ خیو امین اور سترٹس کے مسائل میں

اور اخلاق کے ماخذ اور جب روم و روس کی لڑائی ہوتی تھی تو اخباروں میں

پڑتا ہے کہ

”روسی وحشی ہیں شراب پیکر بیست ہونا ان کے لئے مایہ فخر

شراب خوری

ہے۔ جو فخر حقد شراب پیوے وہ اس قدر بہادر تصور ہوتا ہے۔“

ظلم و قہر

لکھتے تھے کہ کوئی ظلم اور تعدی ایسا نہیں جو وہ نہ کرتے ہوں

بلکہ یہ کہ مسلمانوں کی ہوشیوں کے ساتھ فوج روس نے وہ وہ کام کئے ہیں

جیسے سارا یورپ شکر پر انگینہ ہو گیا تھا۔“

روس کے آئین

وہ آزادی کے سخت دشمن ہیں وہ مفتوح رعایا کے حق میں سخت

روکن لوک کے آئین بناتے ہیں“

رشوت خوری

رشوت خوری اور ان کے افسردہ میں اس طرح پھیلی ہوئی ہے

جو طرح عہد کبھان میں ویسی حال میں تھی۔“



انجیل مقدس کی بحث اور کا دعویٰ ہے کنٹرل ایشیا و وحشی ہے خدا کی پاک کلام  
انجیل سے واقف نہیں ہے وہ محض خدا کی کلام پیونچانے اور ان کو راہ نجات  
کو کہانے کے واسطے یہ تکالیف فتوحات کی گوارا کرتے ہیں۔ اے اے

روس کی انگریزوں سے وہ شاکی ہیں کہ انگریزوں نے باوصف ایک صدی سے  
تسلط کی زیادہ حکومت کے ہندوستان میں بہت تہوڑا تبدیل نہیں

کیا اگر روس کی غداری ایک سو برس تک ہندوستان میں رہتی تو آدمی سے  
زیادہ ہندوستان مسیح کا کلمہ پڑتا ہوتا

بہاد کے مشن کے نام سے وہ آجکل کے تہذیب کے دعوے سے اپنے مشن کو جہاد کے مشن  
نہیں کہتے مگر درحقیقت نام اور طرز بیان کے سوا اور کیا یہ  
کام بھی جہاد سے بھی بڑھ کر ہے۔

سویلا ننگ مشن کے پردہ وہ سویلا ننگ مشن کے پردہ میں ساری ایشیا اور ترکی کو مفتوح  
میں جس کی کارستانی کرنا چاہتے ہیں اور سلاطین یورپ کے جو کوئی ان کے عزم  
پر معترض ہو اسے وہ بد دین یا سست عقائد کا خطاب دیتے ہیں اسے

ہندوستان میں ظہور  
بوس کے رجحانات  
نمبر ۱۔ کچھ جو وہ امن و امان کے قائم رکھنے کی خواہش سے  
نمبر ۲۔ کچھ جو وہ امن و امان کے قائم رکھنے کی خواہش سے

نمبر ۲۔ کچھ اپنی سرکار کاروباروں کی سرکار سے مقابلہ کرنے اور نتیجہ نکالنے سے۔  
نمبر ۳۔ کچھ لشکر گزاری کی تحریک سے جو مومن رعایا کے دل میں اپنے حاکم مہربان  
کی طرف سے جاگزیں ہوتی ہے۔

نمبر ۴۔ کچھ سرکار انگریزی کو اپنا سمجھنے سے۔ ہم ہندوستانیوں کے دل میں بہر چکر  
پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ ہم نے پیشتر بیان کیا ہے کہ۔

جوش کی تفصیل ہم اپنے ملک کی خاطر۔ اپنی عزت کی خاطر۔ اپنے مذہب کی  
خاطر۔ اپنے بال بچوں کی خاطر۔ اپنی آزادی کی خاطر۔ اور اپنے جان و مال  
کی حفاظت کی خاطر۔ روپیوں سے جان بکف ہو کر لڑنے کو تیار ہیں

ہمارا یہ جوش قابل قدر ہے ہمارا یہ جوش ہمارا یہ خروش خواہ اُن اسباب سے پیدا ہو  
جنگا ہننے ذکر کیا خولہ اور اسباب روجہ سے بڑے قدر کے قابل ہے اور دانا ہوگی  
وہ گورنٹ جو اسے سموق پر فائدہ اُٹھا دیگی اور اسے سمجھوتہ دیگی۔

ہندوستانیوں میں ایسے ہندوستانیوں میں ایسے جوش کے پیدا کرنے کی بڑی ضرورت  
جوش کے پیدا ہونے کی بڑی تھی اور اب جو واقعی طور پر وہ پیدا ہو گیا ہے اور ظہور اس کا  
ضرورت ہے ہمالہ سے راس کار ی تک اور برہمن پتر سے پشاور تک اسی تیزی  
سے ہوا ہے جس تیزی سے امریکہ کے جنگلوں میں آگ پہلیتی ہے تو اب وقت ہے  
کہ اس بہترین کام نکالا جاوے۔

قاعدہ ہے اگر گرجوشی کے مقابلہ میں سر دہری کہا جائے

قاعدہ

تو وہ گرجو شہی بھی سر ہو جاتی ہے۔

اس کے کیا لازم آیا۔ اس کے سوا سب سے ہماری سرکار کو زیبا نہیں ہے کہ اس گرجو شہی کو ستر مہری

سے تبدیل نہ ہونے دے۔

یہ کچھ ممکن ہے اور وہ منجملہ دیگر طریق کے ایک طریق پر طرح ہی ممکن ہے کہ

جو ہندوستانی و التیسرے ہونا چاہتے ہیں محض اس جوش کی تحریک سے جکا پہننے اور پردہ کر

کیونکہ یہ انہیں فی الفور بہتی ہوئی کی اجازت دین۔

اس جوش کی تیز رفتاری اس کے جوش ہندوستانیوں کی رگون میں اس قدر تیزی

سے دوڑے گا جقدر تیزی سے آرمین برقی پیام دوڑتا ہے۔

ہماری سرکار کی آرزو ہماری سرکار اور ہماری سرکار کے بڑے بڑے وائارات دن

اسی فکر میں غلطان چچان رہتے ہیں کہ جب باہر سے فساد کا اندیشہ ہو تو اندون

مالک میں جوش و فساد ہی کا زور ہو۔

اس آرزو کی تکمیل کی جیڑی اور اس کے پورا کرنے کے واسطے بہتری تدبیریں سوچتے

میں ہمیں سے ہماری نظر میں ایک ہی کارگر ہونے کے لائق نہیں ہوتی۔

ہمارے نزدیک کوئی غور سب سے بہتر تدبیر یہی اثر پیدا کرنے کے لئے ہم پہلے ہی بتائے

ہیں اور اب پر بتلاتے ہیں یہ ہے کہ ہندوستانیوں کو سرکار

ہی اپنا سمجھے اور اب جو ہندوستانیوں کو یہ سمجھا لگتی ہے کہ سرکار ہماری اپنی ہے

اور ہم اس کی حمایت میں جان مال سے دریغ نہ کریں گے ان کی اس سمجھ کی یا اس جوش

کی قدر کرتے اس طریق سے جو پیشہ بتایا ہے ۔

وفاداری کی وفاداری پر کسی وفادار اور نیک حلال کو اس سے زیادہ اور کسی بات سے بڑھ کر شک کرنے سے وفادار کو نہیں ہوتا۔ کہ اس کی وفاداری اور نیک حلالی پر یقین نہ کیا جاوے یا اگر یقین ہی کر لیا جاوے تو اس کی قدر نہ کیا جاسکے ۔

مہندستانوں کے دائرہ میں جو دائرہ نشین کی اجازت نہیں ہوتی اس کے وہی سبب نہ بننے دینے کے دو سبب ہوں گے۔

ایک تو یہ کہ ہماری وفاداری اور نیک حلالی پر ہر کار کو یقین نہ ہوگا۔ دوم اگر یقین بھی ہوگا تو پھر قدر دانی نہ ہوگی ۔

جو کہ ہم اس وفاداری کے متعلق بار بار کہتے ہیں۔ اس سے ہماری وفاداری اور نیک حلالی کو شک کی گنجائش باقی نہیں رہی ۔

پھر بعد شک سے ہو جانے کے بھی اگر ہم دائرہ نشین بنائے گئے تو پھر اس کے بعد کہ کیا کہا جاوے کہ ہماری وفاداری کی قدر دانی نہیں ہوئے ۔

اینگو اٹین کی رائے میں اب بھی بعض ایسے آدمین ایسے نظر آتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کو دائرہ نشین بنانے کا ایک بڑی بہاری یعنی تصور کرتے ہیں ۔

وہ کہتے ہیں کہ ۔

دائرہ نشین فوج ہوا اسطے موضوع ہوئی ہے کہ یہ سبب یا آئین فوج لڑائی پر بڑھ کر کہ ہمارے تواندرونی انتظام قائم رکھنے کے واسطے دائرہ نشین فوج ضروری ہو ۔

اد کا خیال

اد کا خیال ہے کہ :-

ہم بہار سی غلطی ہے کہ ایسے وقت میں کہ جیب ملک سے باہر اپنی فوج جنگ میں بھی ہوئی ہو تو ہندوستانی والٹیر ملک کی اندرونی حفاظت کے لئے اسے یہ چھوڑ دے۔  
جاوین -

اد کو وفادار اور غدار

وہ ہمہ ہی کہتے ہیں کہ :-

میں تمیز حاصل نہیں ہم نہیں پہچان سکتے ہیں کہ غدار و تائینوں میں وفادار کون ہے۔ غدار کون ہے ہم ایک یورپین اور ایک روسی کے درمیان تمیز نہیں کر سکتے ہیں۔ گروسی کے درمیان نہیں کر سکتے۔ ہمیں سب ہیٹروں کے منہ کا نظر آتے ہیں۔

اون کے دلائل کا لبالب

یہ لبالب اب ان دلائل کا ہے جو اننگلو انڈین کمیٹی سے آیا اور ان کے پریس کی جانب سے ہم ہندوستانیوں کو والٹیر بنانے کے واسطے پیش کئے جاتے ہیں۔

ان دلائل کا ضعف

اگرچہ صاحبوں نے ہا رسی آرٹیکل پڑھے ہیں یا جو کچھ پڑھ لیا ہے اس کے متعلق ہم شہر لکھتے ہیں اس کو پڑھا ہے انہیں خود بخود واضح ہو گیا ہو گا کہ یہ دلائل -

اَوْھنْ مِنْ بَيْتِ الْغَنَامِ

ہیں۔ اور بغیر تردید کے خود بخود رو ہو جاتے ہیں۔

الفاظ کا الٹ پیر

خواہ الفاظ کا کچھ ہی الٹ پیر ہو۔ جیسا ہم پہلے کہہ آئے

ہیں اس مسئلہ میں ہندوستانیوں کی خیر خواہی کی بحث ضرور آجاتی ہے اسی  
بہانہ کو ہنگامہ انڈین نے مختلف طور پر ادا کیا ہے۔

بہانہ ۱۔ آئینی و قانونی کا  
ثبوت کس سے کیا ہو چکا ہو گا یا نہ ہو گا  
مگر ناظرین کو واضح ہو گیا ہو گا کہ ہندوستانیوں کی وفاداری  
کا ثبوت کس درجہ تک سمجھنے پر پہنچا دیا ہے۔

۲۔ اس ثبوت سے ان دلائل  
کیسی بے اعتبار اور کیسی بڑے دل سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی  
ہے کہ مقابلہ میں ان گلو انڈین کی یہ جھجکتیں

ان دلائل کی لغویت کہوتے  
کی وجہ  
اسی واسطہ ہمارا ارادہ نہ تھا کہ ہم ان دلائل کی تردید  
کے واسطے خاص قہر کریں۔ مگر بعض دستوں کے سمجھانے

سے ہم بہتر سمجھتے ہیں کہ ان دلائل کے Fallacy (نقصیت) ذرہ  
زیادہ وضاحت سے کہو لیں۔

پہلے امر سے ہمیں اتفاق ہے جس غرض سے والنٹیر فوج کا موضوع ہونا بیان کیا گیا ہے  
ہم ہی اسکو مانتے ہیں۔

تعب خیر امر  
لیکن ساتھ ہی اسکے ہم کہتے ہیں کہ کتنی نادانی کی بات ہے

کہ سیدان جنگ میں تو ہندوستانیوں کی آئینی فوج پر بیاری دشمن کے مقابلہ میں  
ایکلا دستہ اور اندرون ملک میں ہندوستانی والنٹیروں پر اعتبار نہ کیا جاوے۔

میدان جنگ میں نسبت اللہ  
اگر ہندوستانی بدخواہ ہیں تو اس سے زیادہ اندیشہ کرنا چاہئے

سرکار کے ہندوستانیوں پر زیادہ سزا  
 بہ نسبت اس جنگ کے جہان باطل امن وامان قائم ہو۔  
 گرمین ہندین خیال کرتا کہ سوائے کسی کچھ فہم کے کسی اور کو  
 یہی کہی یہ خیال گزرا ہو کہ میدان جنگ میں ہندوستانیوں  
 کی آئینی فوج وقت پر دعا دی جاوے گی۔

اگر برطیش انڈیا کی تاریخ ہمیں صبح باد ہے تو ہم یقین  
 کر سکتے ہیں کہ چارواک ہندوستان ویسی فوج کے ذریعہ سے انگلستان کو قبضہ میں  
 آیا ہے یا یوں کہہ دو کہ اس کے معمول میں ویسی فوج نے بڑی بہاری معاونت کی ہے  
 سرکار کا ہندوستانی فوج پر اور ابتدائی زمانہ سے آج تک سرکار انگریزی نے ویسی فوج  
 پر ہمیشہ بڑا ہرور کیا ہے۔

سرکار کا یہ اعتبار جائز اور  
 سچا ثابت ہو ہے۔  
 اور سچیز شہادت کہے افسوس ناک حادثہ کے (جس کے وقوع پر  
 حاکم اور محکمہ مددوں نے از حد تاسف کیا تھا۔ جیسا ہم  
 کہیں بیشتر تحریر کرتے ہیں) کوئی امر ایسا واقع نہیں ہوا جس سے سرکار کا  
 وہ اعتبار جائز اور سچا تصور نہ ہوتا۔

سرکار کی وجہ وہ پاسی کے  
 ہندوستانی فوج کی قدر  
 جو کچھ انگلستان کی پاسی فوج کے بارہ میں ابھی اس  
 ہی ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار انگلشیہ سے اپنی قوت کا ایک  
 بڑا بہاری جزو خیال کرتی ہے۔

**استنباح** پہر کتنے بے تکے ہیں، وہ مدد تیر بجے ہندوستانیوں کو والنٹیر بننے سے روکتے ہیں اسی وجہ پر چوکی آٹھنی اور پہل گئی ہے۔

**دیسوں میں نیک بدمین** یہ کہہ کہ ہم دیسی رسی کے درمیان تمیز نیک و بد نہیں کرتے تیز نہ کر کے کیا نتیجہ پڑتا ہے سب بھیڑ فوگڑ نہ کھلا ہے یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ جس گروہ میں نیک و بد کی تمیز نہ ہو سکے اس میں سے رائٹیر کوئی بہرہ نیک کیا جائے۔

**سوال** ایک منٹ کے لئے ہم اس لغو دلس کو فرضاً صحیح مان کر جو بد وقت میں کہ یہ کیا کہ یہ بد تمیزی۔ والنٹیر کی بہرہ کی سطر روک ہو۔ اور دیسی فوج آٹھنی بہرہ کی کے واسطے روک نہ ہو۔

**کونسی عینک ایک موقع پر کام** ہمیں نظر نہیں آتا کہ دیسی آٹھنی فوج میں بہرہ کی کے وقت دیتی ہے دو سر نہیں دیتا ہمارے مدبر کون سی عینک لگاتے ہیں جس سے غیر خواہ اور بد خواہ میں اس وقت اونکو تمیز ہو جاتی ہے۔ اور پھر خدا جانے ہندوستانیوں کے والنٹیر فوج میں بہرہ کی ہونے کے وقت وہ عینک ان سے کونسی کو کوچین لچائی کونسی مخفی قوت کو کو بھڑا یا خدا جانے انہوں نے کون سی پوشیدہ قوت پر پریشانی کی بہرہ سے باز رکھتی ہے ہوئی ہے جو دیسی آٹھنی فوج میں بد خواہان گورنمنٹ کو بہرہ کی ہونے سے باز رکھتی ہے۔

**گروہ والنٹیر میں بہرہ کی ہونے سے وہ بد خواہان سرکار کو باز نہ رکھ سکیں گے۔**  
**کہانہ والنٹیر میں بہرہ کی** اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو میری رائے میں والنٹیر ہونے کے



واسطے خاصکر وہی شخص آرزو مند ہیں جو تعلیم یافتہ یا مشہور و فادار خاندانوں میں سے ہیں۔

ایسی فوج میں سب سے پہلی برعکس آدھ فوج آئینی میں ایسی سب سے پہلی کی بہرتی ہے کہ ممکن ہے کہ جب قدر بدخواہ چاہیں باسانی اپنے تئیں اہلین بہرتی کرالیں۔

انگریزی گورنمنٹ سے ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ غور کرنیوالوں پر یہ امر پوشیدہ نہ ہوگا نفرت کرنیوالا کہتا ہے کہ جو کوئی گورنمنٹ انگریزی سے ناراض ہے وہ کوئی انگریزی اپنی نفرت کو کھینچتا ہے۔ اعلیٰ اسٹیٹشنوں کو چھوڑ دو وہ انگریزی بوٹنگ سے ہی نفرت کرتا ہے اور ناممکن ہے کہ وہ والنٹیر ہونے کی کہی آرزو کرے۔

خیر خواہ ہی والنٹیر بننے کی آرزو وہی کرے گا جو بہر کار انگریزی کا دلی خیر خواہ ہے۔

اندیشہ مجھے اندیشہ ہے کہ جلد اقبل میں جو میں نے یہ کہا ہے کہ بدخواہ والنٹیر ہونا نہیں چاہتا اس سے معترض کہے گا اچھا تو تم ہندوستانیوں میں بقول تمہارے بدخواہوں کا بھی وجود پایا جاتا ہے۔

ہاں ہی تسلیم ہمیں اس سے انکار نہیں ہے بیشک ہم میں معدودے چند ایسے ہی ہیں مگر ہم ان کو خوب پہچانتے ہیں ۵ من خوب سے شام پیران پارسل

اور اپنی چال ڈھال اور نمونہ سے اُمید کرتے ہیں کہ انکو بھی راہِ راست پر جلد لے آدین گے۔

ہمارا تعجب  
 جہین از بس تعجب پیدا ہوتا ہے جب ہم یہہ شےہ ہین کہ  
 مڈبران انگریزی ہندوستانیوں نین ٹیکہ بد نہین پہچان سکتے۔

یہہ کس کا قصور ہے  
 اگر باوصف سوہرس سے زیادہ کی علمداری کے۔ باوصف  
 اس قدر روز افزون معلومات کے۔ باوصف اس قدر میل ملاقات کے یہی ہمارے حکمران  
 قوم ہمارے گروہ سے نیک و بد نہ پہچان سکے تو ہم ادب سے پوچھتے ہین کہ یہہ کس  
 کا قصور ہے۔

اصلیت  
 اصل یہہ ہے کہ ہمارے مڈبران سلطنت ایسے جاہل نہیں  
 ہین جیسا کہ مخالفین نے محض اپنی بات دُر رکھنے کے واسطے اذکو ظاہر کیا ہے۔  
 وہ بہت اچھی طرح سے جاننے اور پہچاننے کے وسیلہ اور ذریعہ رکھتے ہین کہ  
 وفادار کون ہے۔ غدار کون ہے یا وفادار کتنے ہین اور غدار کتنے ہین۔

افسوس  
 اور جب حقیقت حال یہہ ہے تو افسوس ہے کہ خلاف واقعہ  
 انکی جہالت ہندوستانیوں کی والیٹیٹ فوج میں برقی ہونے کے واسطے کیوں ایک  
 مزاحمت خواہ مخواہ ہو جاوے۔

ہمارا اس تحریر سے نشانہ  
 جو کچھ کہنے لکھا ہے اُس سے ہمارا منشا یہہ نہیں ہے کہ  
 سارا ہندوستان والیٹیٹ ہو جاوے۔

ہم والنیٹر فوج میں بہرتی ہونے کے واسطے لائق تصور کرتے ہیں۔

والنیٹر فوج کے لائق کون ۱۔ تعلیم یافتہ گروہ کو

کون ہیں۔ (۲) مشہور وفادار خاندانی آدمیوں کو

۳۔ ایسے متوسط درجہ کے آدمیوں کو جنکی وفاداری پر کچھ شک و شبہ نہیں ہے

درخواست قابل پذیرائی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ چارسی ایسی درجہ استیج بحکمو درجہ

اجابت بخشے کی ضرورت ظاہر ہے

دوسرے غور طلب بیان ہوتا ہے اس مسئلہ کے متعلق دو باتیں اور غور کی باتیں ہیں

اول یہ کہ دیسی والنیٹروں کی تعداد کہاں تک ہو۔

دوم ہندوستانی والنیٹر انگریزی والنیٹروں کے ساتھ ایک

میٹرے میں رہیں۔ یا ہندوستانی والنیٹروں کا میٹرے علیحدہ رہے۔

اسکے لئے اصول اور دائی تعداد مقرر کرنے سے پیشتر ہر صوبہ میں ان اقسام سے گانہ

کی تعداد اول معلوم کرنی چاہئے۔ جن سے والنیٹر فوج مرتب کیے کا اشارہ ہم نے

کیا ہے اور جس تناسب سے ان اقسام میں افراد ہر صوبہ میں پائے جاویں۔ اسی

تناسب سے حساب آرزوئے امیدواران مشاق بہرہ کی اجازت دی جاوے۔

ہندوستانی اور دلائی دوسرے امر میں رفع شک کے لئے بہتر ہے کہ انگریز اور ہندوستانی

ایک ہی میٹرے میں والنیٹروں ایک ہی میٹرے میں والنیٹر ہو کر کام کریں۔

لیکن اگر انگریز والنیٹر ہندوستانیوں کو اپنے میں ملانا

مجبوری

مناسب تصور نہ کریں۔ تو ہندوستانی و انیسٹر وکس بیٹری سے مجبوری عہدہ پر لگے گئے تھے۔  
 کمانڈنٹ انیسٹر ان ہندوستانی  
 کی بیٹری کی ہر حال صاحبان  
 پر پین کو لے۔  
 پہر ہی کمان اؤن کے بیٹری سے کی اسوقت صاحبان یو پین  
 کو دیکھا دے۔

## بحث قانون اصلاح

اس بحث کو میں بیان تک پہنچا کر اب قانون اصلاح کی طرف متوجہ ہونا ہوں۔

استثناء اس قانون کے رو سے باستثناء معدود سے چند کے کوئی

ہندوستانی بلالائس منس ملتیار رکھنے کا مجاز نہیں ہے۔

قانون اصلاح کی قیاس پر یہ قانون معدودہ حصہ سے قیاس پر مبنی معلوم ہوتا ہے

مبنی ہے کہ سارا ہندوستان علی العموم اعتبار کے لائسنس نہیں۔ الا اشارہ

دوسرا احتمال یا یوں کہو کہ سرکار انگریزی ہندوستانیوں کی وفاداری پر

ہمیں کرتی۔

تیسرا احتمال یا یہ کہ اسکو اندازہ ہے کہ اگر اس کے پاس تہتار ہوں تو مبادا

یہ کیس وقت اسکا بد استعمال کریں۔

ایک اور وجہ موجب یہ ہے شاید اصل یہ ہے کہ ہمارے مدبران ہنگامہ کو وقت

واقع ہوئی تھیں نہ کیا بد کرنے میں فیما بین ہندوستانیوں کے۔ اور طرح اس وقت سے

فتوے پچنے کی دہلے ادھون نے یہ فتوے دیدیا کہ جس گروہ خلافت میں

ہم فرخو اور بدخواہ نہ پہچان سکیں اس گروہ میں سے کسی فرد کو خواہ وہ کیسا

غیر خواہ ہو والٹیر نہیں بنانا چاہئے (خدا جانے اوس گروہ میں سے آئینی فوج کے واسطے  
کیون لاکھوں جوان لئے گئے) اسطرح یہ بھی فوج سے دیدیا کہ اوس گروہ میں سے  
کسی کو ہتھیار رکھنے کی اجازت بسبب ہماری اس بدتمیزی کے نہیں دینی چاہئے  
آشنا یوں سے اگر ایسے ہی ہتھیار ہو تو توڑو اور ہتھیار نہیں دیا میں سفینہ بھر

مشابہت دو اصول میں اس کے ناظرین پر مخفی نہ رہا ہو گا کہ جن اصول پر ہندوستانیوں کو

والٹیر فوج میں بہرتی ہونے سے ممانعت ہے اسی اصول پر انہیں ہتھیار رکھنے سے ممانعت

اس کا نتیجہ اس لئے پہلے اصول کی لغویت ہماری تحریر سے ناظرین پر طرح ثابت

ہو گئی ہے اسطرح ہماری تحریر سے اس کی لغویت بھی ثابت ہے۔ قاعدہ مختصر یہ کہ جو کچھ

ہم نے مسئلہ والٹیر کے متعلق تحریر کیا ہے وہ مساوی طور سے اس مسئلہ الحکم قانونی پر بھی

صاف آتا ہے۔

دو خواہست والٹیر جس اور جن اصول پر ہم نے فوج والٹیر میں ہندوستانیوں کی بہرتی چاہی ہے

اصول پر مبنی ہے اسی اصول بعینہ اسی اصول پر ہم چاہتے ہیں کہ سرکار ہندوستانیوں کو بلا

پردہ عزت ہتھیار رکھنے کی روک ٹوک ہتھیار بھی رکھنے دے مگر غلطی نہ کہا ورنہ کہ ہماری یہ

استدعا ہے کہ بلاتمیز سارے ہندوستان کو ایک اسلحہ سے دو کھڑے

مبنی ہے۔

تک ہتھیار دیدئے جاویں۔

پہریم کیا چاہتے ہیں اس وقت جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ صاف یہ ہے کہ اقسام سہ گانہ سے

(جو کچھ ہم نے بتائے ہیں) جو والٹیر نہ بننا چاہیں۔ مگر ہتھیار رکھنا چاہیں اور کو بلا د

لوگوں کو ہتھیار رکھنے کی اجازت دیجاوے۔

ہندوستانیوں میں ہتھیار  
ہندوستانیوں کے ہتھیار چھین لینے سے علاوہ اور خرابیوں کے  
چھین لینے سے ہتھیار  
جانتی ہیں (تھانہ کے خیر کے ساتھ ساتھ) ہتھیار کے لئے بالکل زائل ہو گئی ہیں

بیشک نئی روشنی اور نئی تسلیم سے ان کا دل روشن ہے ان کے قوائے ذہنی آہستہ آہستہ  
ان کے قوائے اخلاقیہ پرستہ ہیں۔ وہ ہر طرح کی علمی مجلس میں۔ عمدہ کچھ دیکھتے ہیں  
یہاں تک کہ کبھی کبھی وہ صدمہ صدمہ پورے دیکھتے ہیں۔ مین ہی عمدہ بحث کرتے ہیں۔  
مگر علمی طور سے وہ باعتبار اپنی قوت جسمانی اور بہت مردانہ کے کچھ ہی نہیں۔ ان کے  
تذویر ایک عالیہ دماغ مصنف نے خوب کچھ ہی ہے بیان اس کا نقل کرنا خالی از لطف  
نہ ہوگا۔

اقبال کی ترانی میں شیر کا شکار نواب جاہت علی خان اور ثریا  
یہ شکار کا شکار کرنے میں اقبال کی ترانی میں گئے۔ ثریا بیگم کو یہ معلوم نہ تھا۔ کہ نواب  
شیر کے شکار کو جاتے ہیں۔

ان کے ساتھ دو بنگالی بابو بھی بیٹھ چکے تھے کہ پرند کا شکار ہو گا خوب مزے  
اڑا لینگے۔ ایک کا نام کالیچرن گھوس تھا۔ دوسرے کا نام شب دیب گھوس تھا۔  
راستہ میں ایک چیل ملی۔ آدمیوں نے کہا کہ قدام پانی ہو گا باہتی جلد غور کر جا  
چنانچہ نواب صاحب کے باہتی تو چھٹ پٹ عبور کر گئے۔ بابو صاحبوں کا باہتی ذرا پیچ رہ گیا۔

جیب او بندہ نے شاہ کے نوایس کے شکار کو آئے ہیں تو اون دونوں میں یوں گفتگو ہو گئی  
 پوس: مہاشائی یہ تو بڑی بات ہوئی ہو کو نوایس نے بڑا دھوکا دیا۔ ہم نہیں جانتے  
 تھے کہ نوایس ہمارے دشمن ہیں۔ دوست نہیں ہیں۔

گھوس: او شالا یہ لوگ ہمارا دشمن ہے اچھا ہم ان سے سمجھے گا۔ او شالا پہلے  
 بان: ہا کوست لیجئے گا۔

راؤشی: پہلے بان۔ فیلبان کی خرابی ہے۔

یہ بابو صاحب کا اچھا ہے۔ اچھا بندہ اگرچہ گندہ فیلبان منسوڑاؤمی تھا تو  
 جو دیکھا کہ بابو صاحب گھیرائے ہوئے ہیں اور گالیان بک رہے ہیں تو مانتی کو اور  
 بھی تیر کیا اور دونوں بابوؤں کے دلپر اس قدر صدمہ ہوا کہ الامان۔ الحذر۔ ایک کچھ  
 ”او پہلے کا بان شالا“

دوسرا بولا

”باپ سے باپ ارے اب ہم لوگ کا جان جاتا ہے۔“

فیلبان نے مانتی کو اور پہلی تیر کیا۔ تو یہ دونوں صاحب کمال منتشر ہوئے اور  
 گھیرائے کہ اگر موقع ملتا تو مانتی پر سے کود پڑتے۔

پوس: او شالا تم مانتی وان کا شالا ہے کون ہے۔

گھوس: او شالا پہلے کا بان (دھونی سبنا لک) واہ اچھا ہم مجھ پرٹے صاحب کے  
 بیان تیار ہی نہیں دناش کرنے لیکے گا۔ او شالا تم ہاری جان کا میری ہے، تم پر

بان کو پھیر دے گا۔

راوی۔ من چہ فشاں ام براہ رفلان بابا فشاں بہت۔ حضور کے ساتھی تو پہلے کان  
فیلپان کو کہتے تھے اور حضور فرماتے ہیں۔ پہلے کے بان کو پھیر دیگا۔ اس کے بعد  
گہوس اسے بابا ہم لوگ جانا نہیں مانگتا۔ شیر شالا کا مکالہ (مقابلہ) کون کرنے  
سکتا۔ ہم لوگ یکے پر دینے سکتا۔ اوشالا۔ اوشالا۔ اسے اوشالا پہلے کان۔

فیلپان (منہس) بابو جی ڈرو نہیں ابھی تو شیر دور ہے جب ہو داکرے گا۔ تباہ  
لگی ہوگی۔ گالیان دیتے جاؤ میں ایک ہی دفعہ بدلہ لوں گا۔ دل لگی نہیں ہے۔ شالا۔  
شالا۔ کہتے جاؤ۔

بوس اسے یہاں تم ہمارے کا باپ ہمارے باپ کا پتا۔ ہم مانتی کو پھر مانگتا۔ اوشالا  
تم آرام جاو (حاضر آو)

فیلپان (مانتی کو نیز کر کر) اچھا بابو دیتے جاؤ گالیان۔ خدا کی قسم میں  
سنبہ میں مانتی نہ لیاؤں تو پتا چاچی دیکھو تو سہی کیا کرتا ہوں۔

بوس اسے مہاشائی۔ او مہاشائی۔ او مہاشائی باپ سے باپ۔ او پہلے کان  
تم ہمارے باپ کا پتا چاچی۔ ہمارے کو بچائے۔ ہم ریشوت (رشوت) دینے سکیگا۔ ریشا  
پکڑ کر) او پہلے کان تم روک لیو گی روک لیو گیگا۔ اوب ہم کیا کرے ہمارا باپ ہے۔  
ان ہے۔ سب تم ہے پتا چاچی۔

فیلپان نے مانتی دوڑایا لو گہوس بوئے اوشالا تم ہمارا جان لینے آئے



اوشمالا تم ہمارے کو دیک (دق) مت کر گنا۔ ارے بابا ہم بنگال کا رہنے والا ہر دو لاکھ  
آیا ہے کہاں ہمارا دیش ہے۔ کہاں یہ جنگل ہے ہمارا تو باپ ہی کبھی شیر کا شکار نہ  
کھیلنے سکا۔ اوبابا ہمارے پر رحم (رحم) کرے۔

جتنے آدمی ساتھ تھے سب قہقہے لگائے ان دونوں کی بیباکی اور بتراری قابل تہن  
کبھی فیلبان کا ہاتھ جوڑتے تھے کبھی ٹوپی اوتا کر خدا سے دعا مانگتے تھے کبھی جھگڑا  
دیکھ کر کہتے تھے۔

”اے اے بابا پتھر زبان لینے کو چہ بیان آیا۔ ہمارا مرگت ہو گیا، بھکویاں لایا  
اور پیل کا بان ہمارا کھنا جو روک نہین ایتا“  
فیلبان نے ہاتھی کو روک کر کہا۔

”بابو صاحب خراب ہی ہاتھی پر سوار ہیں۔ یا کوئی اور بھی ہے۔ جان سکو غریب ہے  
یا آپ ہی کو۔“

اس وقت کم سے کم چاس سٹھ آدمی شکار کھیلنے آئے ہیں۔ مگر آپ کی طرح کوئی بدحواس  
نہیں ہے کبھی گالیان دیتے ہو۔ کبھی دعا۔ کبھی ہاتھ جوڑتے ہو۔ اور تمہاری بدحواسی  
دیکھ کر دیکھ کر عین ہنسی آتی ہے۔“

گھوس ارے بابا ہم لوگ لیکینڈ پر رہنے میں اچھا ہوتا ہے بلایت (ولایت) جا کر  
انگوچی (انگریزی) کا ٹوبہ (غوب) بیکتے ہیں۔ اور ہم لوگ بڑا لہیا چوڑا لکچر دیتا  
راہ ہو جن واسطے کیشب چندر سین۔ سرخند داتا بزمی۔ پرتاب چندر موہن۔

ڈاکٹر سرکار لال سیہن گھوس اور پتیا دون (ہزاروں) آدمی ہینگا۔ اور ہم لوگ اپنا اپنا ک (حق) واسطے کہو (خوب) (ڑٹے پر متوہم لوگ بنگال کا رہنے والا) ہم کبھی شیر کا شکار کیا جانے۔ تم لوگ جان کو سمجھتے نہیں۔ ارے بابا یہ پیر کے آنے نہیں والا ہے۔

بوس ہمارا پھیل کا بان۔ اب تم ماہتی کو پھیر دینگا۔ ہم تریپ (تعریف) تمہارا پتیا کبیر کے کالج مین (خبر کے کاغذ مین)۔

فیلبان۔ آپ اپنی تعریف رہنے دین آپ ہماری سچو جہا مین۔ گھوس۔ دل نہیں۔ تمہارا نام سوئے گا۔ بڑا بڑا مبارک لوگ۔ نواب لوگ۔ بادشاہ لوگ، کبیر کے کالج مین تمہارا تریپ پڑھیں تو بولے گا کہ یہ پھیل کا بان باؤا شکار لینے۔ اور تم سے روپیہ کا نوکر سو جاوینگا۔ جرور نوکر سو جائیگا۔ سچو حکویم نوکر رکھا دینگا۔

فیلبان انوہ پچاس ساٹھ پیر سقد روپیہ مین رکھو نگا کہاں۔ اچھا دوسری شادی کر لیوین گے۔ مگر تعریف کرے گا کس بات کی۔ ذرہ ماہتی دوڑاؤن تو اطفی بوس تم بڑے بٹ کھٹ ہے۔ اوٹا لاقم پیر دوڑا ہے۔

جب جیل کے قریب پہنچے تو گھوس اور بوس کو اور بھی خوف معلوم ہوا۔ گھوس نے فیلبان سے پوچھا "پھیل کا بان۔ اس جیل مین کتنا گہرا" فیلبان نے کہا۔ "دس ماہتی ڈاؤ" یہ سنتے ہی دونوں کے حواس رہے ہے ففر ہو گئے۔ بالکل

سنبھل گئے۔

گہوس اور اس جہیل کے اندر ہم لوگ کو جانے ہو گا ہی۔

فیلبان جی مان اسی مین سے (جانے ہو گا ہی) کیون۔

یوس اور جوڈا ہی کے پاؤں پہل گئے تو ہم لوگ کا کیا؟

فیلبان اگر ڈا ہی کے پاؤں پہل گئے تو ہم لوگ کا ڈا ہی اور ناک، ٹوٹ جائیگا لیور اور کچھ نہ ہوگا۔ اور نہہر بگر جائیگے تم لوگ کے۔

یوس اور تم سلا کہاں سے بچنے سکیگا۔

فیلبان ہم عمر میرا ہی پر پڑنا گئے ہمیں اس کے حالات خوب معلوم ہیں۔ مانتہ پہلے نوڈر نہیں اور بہ جادے تو خوف نہیں۔

یوس تمہارے ڈا ہی پانی سے ڈرتے ہیں کہ نہیں۔ بابا ہم سے شلاح سچا ر سچ اکہدو ہم جان نہیں دینی مانگتا ہے بولدو۔

گہوس ٹلریکوف (بیوقوف) ہم ٹین (سین) شیر کا شکار تو ہم آنے نہیں سکتے ہم سے نواب بللا بابو شاہب (صاحب) ہم چڑیا کا شکار کریگا۔

فیلبان بابو شاہب آپ چڑیا کے شکار سے ہی ڈرتے ہیں۔

یوس ارے بابو گولی لگانے سے تو شب کوئی ڈرتا ہے۔ جان پیہیکے آنے سکیگا اور ہم لوگ شکار میں جاتا۔ ہم شکار کہتا ہے۔

گہوس اب تم بات کرنا کرتا اس کے اندر جاتا ہے بابا۔

فیلیبان فحش بزم اللہ کھڑا ہوا تو اسے دیکھ کر دو لون نے وہ چل پون چٹائی  
کہ تو بہ ہی پہلی ایک بولا اُسے بابا جینے اپنا جھنڈا چل (وصیت نامہ)  
نہیں لکھا ہے۔ ہمارا کتاب کا کاپی رائٹ (حق تصنیف) کون لے گا۔ ہمارا جاگیر  
کون کے پاس جائے گا۔

فیلیبان سُکرا کر بولا۔ وہیں سے سب لکھ کر بھیج دیجئے گا۔ دو سکر صاحب نے دہوتی  
سنبھال کر کیا

”تم وفضل مرڈر (قتل عمد) کرتا ہے تم ہم لوگ کوڑی بونے لگتا ہے۔ تم تہذیب ہند  
(تہذیب ہند) نہیں جانتے۔ اوشالا ہمارا جان لیگا۔ تم جان لیگا۔ شالا“  
فیلیبان بابو گول مال تم کرتا ہے کہ ہم کرتا ہے۔

بوس ماہی بیگے تو ہم حکومت کیس دیگا تم مر جاویگا۔ ہم مار ڈالے گا۔ اب ہم نہ مانگا  
تم کیا سمجھا ہے۔

کہوس ماہی بیگے تو ہم دانٹوں سے تمہارا بوٹی نوچے گا۔

فیلیبان آپ کہہ سکتے گوشت پر دانت لگائیں۔ گوشت خردند ان سنگین  
تو آدمی ہون سچے خداوند۔

بوس اچھا ہمارے سے کہو نس۔ یعنی رشوت بیل روپیہ لے بہت سا۔

فیلیبان نے انکے بنائے کے واسطے کہا اچھا سوقت ایک ہزار روپیہ دیجئے تو ہم  
ماہی کو پیسوں۔ بوس کہا۔ ہم تمہیں مار ہی ڈالے گا۔ جان سے مار ڈالیں

فیلیبان یا خدا کسی مروت کے ہاتھ سے قتل ہون۔ اگر کسی کے ہاتھ سے مرے موت بدی ہو  
تو سپاہی کے ہاتھ سے مروت۔ ماتی کپڑا لے۔ شیر مار ڈالے۔ مگر ان دونوں مروتوں  
کے ہاتھ سے موت نہ ہو۔ بابو صاحب آپ اتنا نہیں سمجھتے کہ پانچ ماتی تو اسٹار  
نکل گئے کسی کا بال بیک نہیں ہوا۔ اور ایک ماتی پیچھے آتا ہے۔ جان آپ ہی  
اکیلے کو عزیز ہے یا کسی اور کو بھی۔

گھوڑن۔ ارب بابا۔ تم بات مت کرے۔ وہ بیان کرے جو پاؤں پہلینگے تو بڑے  
گج (غضب) ہو جائیگا۔ دیکھو کہ تم چل۔  
فیلیبان اچی نہ پاؤں پہلینگے نہ ٹھہری گج ہوگا۔ آپ چپ چاپ بیٹھے تماشا  
دیکھتے جائے ہوئے چالے نہیں۔

گھوس کس مانک نہیں بولیگا۔ جرد کر کے بولیگا۔ اور شالاپس کا بان تمہارا باب  
آج ہی اپنی اپنی مر جائے۔ اپنی کبیر آئے

فیلیبان ہمارا باب تو کب کامر چکا ہے اب تمہارے باپ کے مرنے کی باری ہے۔  
تار آتا ہی ہوگا کہ ڈولک گئے۔

بوس ہمارا باب کیسا۔ اسدم تو ہمارا نانی مر گیا ہے۔ کہ تم پانی میں لایا۔

راوی خوب کہی اور پانی دس ماتی ڈباؤ۔ افوہ۔

اب سنئے کہ فیلیبان نے ازراہ شہادت ماتی کو دو تین بار دق کیا۔ تو دونوں بابو  
سمجھ کہ بس اب جان گئی۔ اور باہم یون بائیں کرنے لگے۔

لوہوس! آمی دوئی جنے ڈوبے جایو (ہم دونوں آدمی ڈوب جاوینگے)  
 گہوس! اے ماہتی والا برو بدوجات (یہ ماہتی والا بڑا بد ذات ہے۔)  
 لوہوس! جوتی امی بچی جائی۔ آج نیکی ہی دے کور لام اور سیکار کہیلنے جاو نہ (اگر  
 ہم بچ گئے تو آج سے قسم کہانی کھسکار کو نہ آوینگے۔)

گہوس!۔ تمی آمائین جابر دوستی تھی آئے چو (تم کو زبردستی لائے۔)  
 لوہوس! چار ابران ہو ای آچے (ہماری جان ہی معرض خطر میں ہے۔)  
 گہوس! متی تو ایک جون (تم اکیلے آدمی ہو) اور ہمارا چیلے پیلے آچے (اور  
 ہمارے لڑکے بالے ہیں)۔

لوہوس! اکن تو ماہتی توڑجی (اب تو ماہتی پٹے لگا)  
 گہوس! ہے پریشرا مائین با سجتی ہو (راخدا ہمیں بچا)  
 لوہوس! امی کو نواب کرے نے (ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا)  
 گہوس! امی کسریٹ شری ٹکا کم کھی جی (ہم نے کسریٹ کا روپیہ کہا یا ہے۔)  
 راوی! یہ صاحب کسریٹ کے نوکر ہے۔

لوہوس! امی اور گہوش نولونا (اب ہم رشوت نہ دیوینگے)  
 گہوس! ماہتی والا ماہتی روک لے۔

فیلبان! ابو جی اب ماہتی ہمارے مان کا نہیں اب ہکا پاؤن پھسلا چاہتا ہے  
 اور پیلے رہیگا۔ بہت مضبوط بیٹھے گا۔

بوس اے شے اپنا پریشیری دھیان کو جی (سوخت ہم اپنے پریشکر دھیان کرتے ہیں)  
 گہوس شی اما کرشٹو دور کو رتی (وہی ہماری تکلیف دور کر گیا۔)  
 بوس ماتی والاتی بڑو شٹو ماتی تہامی (ماتی والے تم بڑے شریرو۔)  
 ماتی روک لو۔

گہوس۔ امرا۔ اکہن۔ لاپی۔ پوڑو۔ (اب ہم کو ڈپرنیگے)  
 بوس۔ م۔ پریشیری کی کاشٹی۔ پوڑلام (خدا ہم کس مصیبت میں پڑ گئے) آج کے  
 بانچو (آج نہ بچیں گے)

ایک مقام پر ماتی کا پاہن گڑھے میں چلا گیا۔ بس دونوں نے اس قدر غل مچایا کہ الہان  
 ارے باپ ارے باپ۔ کے کاشٹی۔ پوڑلام م پریشیری اٹھلا پھیل کا بان۔  
 ماتی نے گڑھے سے پاؤں نکالے اور پیر بدستور چلنے لگا۔ ان دونوں کی یہ کیفیت  
 تھی کہ بدن کا ایک ایک روگنا کھڑا تھا اور زار زار روتے تھے۔

نواب صاحب نے فیلبان کو لکھا اور کہا "مجر دار جو ان کو ڈرائیگا تو تو جانینگا"  
 گہوس نے باور لیڈ کہا۔ "نواب شاہب ہمارا مدد کرو۔ اب ہم جانتا ہے بیکٹھہ۔ فیلبان  
 نے آہستہ سے کہا "بیکٹھہ جاچکے۔ جاؤ گے نہ کہین۔ اسپرٹ گروس بیت بگڑے اور  
 گالیان دینے لگے "تم مثالا کو پانی کے باہر نکالو ہم مار ڈالے گا۔" اور سنہ کہا "جب پانی کے  
 باہر نکلیں۔ یہ فقرہ اور یہی ستم تھا۔

گہوس نواب شاہب۔ یہ مثالا ہمارے گولے دیتا۔

نواب گولے کیسے بابو صاحب۔ آپ اس قدر گہرائے کیوں ہیں۔“

کہوس ہمارے کو شہ لاگو لے دیتے۔ ابھی ابھی دیتے ہیں۔

نواب بوکہلگے اب کنارہ قریب ہے مگر گولے کیسے۔

بیگم اسے کہیں گالی کی خرابی تو نہیں ہے گولے۔

نواب مان مان خوب سوچدین گالی کے عوض گولے کہتا ہے۔ اوفیلیا بے تیز  
خبردار جو گالی گلچ کی ہو۔

فیلیا بے خداوند میں ایسی سواری سے درگزا۔ ان کو ہرمت سے اہل ہل

نظر آتی ہے۔ ان ایوں کو حضور شہکار میں کیوں لائے۔ یہ تو بڑے ڈرپوک

ہیں۔ کانپتے ہیں۔ تہہ تراتے ہیں۔ اور جب سے جنگل کے اس طرف آئے برابر گالیان

دے رہے ہیں۔

پوس اسے شلے کو شالام بات کر گیا یا ناہتی کو دیکھ گیا۔ اسے بابا اب ہم ایسا

شواری پر نہ آئیگا۔

نواب بابو صاحب ذرا تامل کیجئے۔ اب آپ پار پیو ٹنگتے ہیں۔ بس اک ذرہ ٹھہرائے

تو شیر پار ہے۔

خدا خدا کر کے اٹکا ناہتی پار پیو بچا۔ تو جان میں جان آئی۔ نواب صاحب نے اپنا ہاتھ

بڑھوایا۔ کہا۔ بابو صاحب کوئی اس قدر ڈرتا ہے۔ آخر اتنے آدمی ہمارے ساتھ کوئی

بھی خائف ہوا۔ جان بکوپیا رہی ہے اور ابھی تو شیر کا سامنا ہی نہیں ہوا ہے ابھی



تمہارا بدل حال ہوا ہے سجان الد سجان الد

گہوس۔ یہ پہل کا بان ٹالا بڑا نٹ کھٹ آدمی ہے نواب شاہب۔

نواب پہل کا بان کیا معنی۔ میں آپ کی تقریر نہیں سمجھا حضرت۔

بوس پہل کا بان بانا (معنی) ماتی والا مہاوت بڑا بودجات (بد ذات) کوئی

(موقوف) کرنے کا بل (قابل) سٹر بوس نے آبدیدہ ہو کر کہا۔ نواب شاہب ہم آپ

سماشا تہہ بڑا نکلیپ (تکلیف) پایا۔ یہ مہاوت ہمارا اس ختم کا میری ہے۔ ہم ایسا

کہہ چکے ہیں دیکھا نہیں تھا۔ آج تک ہمارا جان کا کوئی ایسا دشمن (دشمن) نہیں

نکلا۔ ہم تو بڑا دیک (دوق) ہوا بابا ہم ایسا شکا نہیں کہیلنا چاہتا۔ ہمارا جان

لیا تھا۔ اب ہم ماتی پرستہ اتر جائے گا۔

نواب صاحب نے فیلیان کو حکم دیا ماتی بٹھاؤ۔ ماتی بٹھایا گیا۔ کہا۔ اچھا اگر آپ

لوگوں کو تکلیف ہو تو ہے۔ تو ماتی پرستہ اتر جائے۔ اسے گہوس اور بوس سر

پیشینے۔ اے بابا۔ ایں (اس) جنگل کے بیچ میں تم ہو چھوڑ کے ہاگنا مانگنا

چھ جائے گا کہان اور جنگل اور ہر جنگل۔ ایش (اس) طرف سمندر سا گرہ طرف

ہمانی اور شیر کا بن۔ ہم ہاگ کے کدھر جائے گا۔ بابا ہمارے کو ہمارے گھر پہنچا

ہم ہاگ جانے مانگتے۔ اب ہم شکا نہیں کہیلیگا۔ نواب صاحب نے کہا مٹھے بابو

دعا۔ اگر آپ ماتی کر کیلا بنجیو دن۔ تو شاید شیر یا سور۔ یا کوئی اور جانور

نشاہد ہو۔ ماتی ماتی زخمی ہو جاوے۔ فیلیان کی جان پر ہے۔ اور جگت

بہنائی چو آپ لوگ گولی چلائی سے رہے۔ گھوس نے سر پیٹ کر کہا۔ ”آپ کو اپنا ماتھی  
 پیارا۔ پیل کا بایں پیارا۔ ہمارا جان پیارا نہیں۔ سب کا نام لیا۔ ہمارا نام نہیں  
 لیا۔ کیسا بات۔ ہم انسان تم انسان ہمارا جان کچھ نہیں مانتا۔ اسکا جان مانتا  
 پیل کا جان چار پانچ پاسات آٹھ روپیہ کا نوکر۔ ہم لوگ سرو فقی کرتا۔ پیٹھ مگر کی  
 کرتا۔ ہم لوگ سپر ٹینڈنٹی کرتا۔ اور کیا بات کرے گا ہم۔ ہم جان نہیں رکھتا۔ وہ کہتا  
 ہے۔ بڑا جان والا اور کچھ بات نہیں اور ایسا کہاں ہونے سکتا۔“

نواب صاحب نے کہا۔ ”اچھا پر بیٹھے رہو۔ مگر ڈرو نہیں۔ خوف کی بات نہیں۔“  
 گھوس۔ ”اچھا ہم کچھ پر بہتر رکھ لیا۔ اب نہ بولے گا۔“

بوس لیکن کے لئے نہ بولیگا تم نہ بولے گا۔ تو ہم بولے گا۔

گھوس تم شالا شور ہے۔ تم کیا بولیگا۔ جو بولیگا۔ تو ہم تم کو کس (قتل) کر دے گا  
 شالا ہمارے کو پناش کے لایا۔ اور اب جان لینا مانگتا ہے۔ ہم نہیں دینے سکتا۔  
 بوس (دھوتی سنبال کر) تم ٹیٹ چپ رہے۔ تمہارا کوم (قوم) کون ہے  
 کون تمہارا کوم (قوم) ہے تم بچ کوم (قوم) ہے ہمارے سکا بے (مقابلہ) کا ہے۔  
 گھوس (ہاتھ دکھا کر) بولیگا تو تم حلال کریگا۔

بوس (دانت سے اشارہ کر کر) ہم تمہارا بوٹی بوٹی نوچ لیگا۔

گھوس ارے تم کچھ جئے شالا بود جات دشت در گدا۔

بوس تم جو کوم (قوم) ہے تم کچھ جئے شالا بود جات دشت در گدا۔

غرض دونوں میں خوب گھنپ ہوئی حاضرین قہقہہ اڑاتے تھے ایک دوسرے کو گالیاں دیتا تھا۔ کہی بوس لے گھونساٹا ناکیسی گھوس نے چیت لگانے کا قصد کیا یہ دانست پینستے تھے۔ کہی دو۔ مگر ممکن کیا تھا کہ دونوں میں کوئی حریف پر ایک وار ہی کرتا۔ سب زبانی دوا خسلہ تھا۔

بیگم صاحبہ کو یہ کیفیت بہت پسند آئی۔ خوب کہل کہل کر کہیں۔  
القصد دونوں بہادر کنندے قول تول کر رہ جاتے تھے۔

نواب صاحب نے جو یہ حال دیکھا تو چاہا کہ عمدہ بلحدہ ہاتھیوں پر بٹھائے جاویں مگر گھوس نے منظور نہ کیا بولے کہ ”یہ چارادیش کا اور ہم اسکے دیش کا اور کوئی ہمارے دیش کا نہیں۔ جو شیر کہائے تو ایک ساتھ دونوں دیش والا کو کہائے“  
نواب صاحب بہت ہنسنے لگا۔ کہا آج اس قدر لطف آیا کہ اور کہی نہ آیا تھا۔

اسے میں آدمیوں نے لٹکار کر کہا ہوشیار ہوشیار شیرنی نکلی جاتی ہے حکم ہوا۔ کہ اس طرف مابھی بڑھاؤ۔ سب مابھی بڑھائے گئے۔ دیکھا کہ ایک درخت کی آڑ میں ایک شیرنی دو بچے لئے ہوئے دیکھی کھڑی ہے۔ نواب صاحب نے فوراً گولی سرکی۔ مگر خاک کی گئی۔ اور شیرنی بچوں کو لیکر چلی۔ ادھنوں نے اپنا مابھی بڑھایا اور ساتوں مابھی اس طرف تیز تیز چلے۔ نواب صاحب نے پیر ہندوق سر کی بکے گولی نے شیرنی کا ایک گال اڑا دیا۔ بس گولی کہاں تھا کہ بلائے ناگہانی کی طرح پلٹ پڑی اور اس سرعت کے ساتھ چلی جیسے گولہ توپ سے چوٹا ہے۔ اور ہر سب

گل چلے تیار ہو گئے شیرنی نے آتے کے ساتھ ہی ایک مٹہری کے بڑھ کر تہہ پر لگایا۔ تو وہ چنگھاڑ کر بھاگا۔ نواب صاحب نے بندوق فیر کی۔ مگر نشانہ خالی گیا اور اس عرصہ میں شیرنی بد بوجہ اتم خونخوار ہو گئی تھی۔ اسنے مٹہری کو جو تہہ پر لگا کر نکلا دیا تھا کان پکڑ کر مٹھا دیا۔ اب شیرنی اسکے کان پکڑے ہی اور مٹہری دونوں پاؤں ٹیک کر جھپکا ہوا ہے۔ اور فیلبان نے مستک کو چھوڑ دیا ہے۔ افغانی اور گل چلے گئے کہا۔ نواب صاحب اب آپ دیکھتے ہیں کیا میں رگولی چلائے۔ ورنہ شیرنی مٹہری کو ادھ ہوا کر دیگی۔

راوی افغانی اور ریت سے گل چلے نواب صاحب کے غلام ہر کام پر تھے۔ نواب صاحب نے بندوق سر کی۔ شیرنی کے پائے چپ میں لگی۔ اور وہ ان سے نکل کر مٹہری کے پاؤں کو زخمی کیا۔ مٹہری جھپکا ہوا تو تھا ہی اور پی جھپکا گیا۔ اب اگر شیرنی چاہے تو پشت فیل سے آدمیوں کو اوتار لے۔ مگر وہ اس خوف سے نہیں چھیڑتی تھی۔ کہ مبادا مٹہری غالب آجاوے۔ اسپر افغانی نے بہ کمال جوانمردی اپنا مٹہری بڑھوایا۔ اور عین اوس مقام پر لگیں۔ جہاں شیرنی تھی۔ قریب جا کر بندوق سر کرنے ہی کو تھا کہ شیرنی اس مٹہری کو چھوڑ کر ان کی طرف چھٹی اور کمالی خونخوار کے ساتھ سو فہرہ لکھ کر بھوکہ کے آئی سو فہرہ کا کھلا پاتا تھا کہ افغانی نے سو فہرہ ہی میں بندوق چھوڑ دیا۔ اور شیرنی تڑپ کر گر سی۔ بس افغانی نے بندوق رکھ دی اور شیریں شہ لیکر دہم سے کود پڑا اور اللہ اکبر کہہ کر شیرنی کی جگہ پر پہنچا

شیرنی گو کسی صرف کی نہیں رہی تھی۔ مگر اس قدر دم باقی تھا کہ ایک دفعہ ڈکار کر  
انہی طرف آئی۔ اور بڑے غصہ میں تہہ پٹنگا ناچا۔ مگر افغانی کب چوکنے والا تھا  
دونوں گھٹنے ٹیک کر ناوار کا ایسا ٹلا ہوا ہاتھ دیا کہ شیرنی کی کوچین کٹ گئیں۔  
اور ایک مرتبہ ڈکار کر گر پڑی۔ نواب صاحب نے بڑی تعریف کی۔ اور کل حاضرین نے  
طنطنہ توصیف بلند کیا۔

اب سنئے اوپر تو یہ کیفیتیں ہو رہی تھیں۔ اوپر دونوں بنگالی بابو ہودے کے  
اندر اونڈھے پڑے تھے۔ آنکھیں دونوں مٹھون سے بند۔ اور بالکل سکوت کا  
عالم۔ ہودے کے باہر ایک اونگلی تک نہ تھی۔ ایک صاحب نے دونوں مٹھون سے  
آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اور دوسرے بزرگوار نے ایک مٹھ سے دونوں آنکھیں  
بند کیں۔ اس جو اندوی کے صدقے۔ بیگم صاحب نے جو ان کے مٹھ کی طرف دیکھا تو  
کمال متحیر ہوئیں۔ پوچھا نواب کیا یہ دونوں پہاگ گئے۔ نواب صاحب نے انکے مٹھ  
کی طرف نظر کی تو بڑے ہی متحیر ہوئے۔

نواب۔ فیلبان کیا۔ یہ دونوں بابو مٹھ سے اتر گئے۔

فیلبان۔ نہیں خداوند (مسکرا کر) میں مٹھ ہی بڑھائے لانا ہوں۔

نواب بتاؤ تو یہی آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ کاحول و کافوقہ اب اسے  
بودن کو ساتھ نہ لاؤ گئے۔ بزدل آدمی۔

فیلبان مٹھ قریب لایا تو شریا بیگم شوخی کے ساتھ کہہ کھلا کر فہنس پڑیں۔ اسے

ادھر تو دیکھو۔ نواب صاحب نے اس باقی کی طرف نظر ڈالی تو اس قدر ہنسے اس قدر ہنسے کہ پیٹ میں بل پڑ پڑ گئے۔ دونوں صاحب سر پیچے کئے ہوئے اور گہری ہنسے ہوئے پڑے۔ انکھیں بند و جبے دیکھائے ہوئے پڑے ہیں۔

نواب اب ادھو گے ہی پاسوتے ہی رہو گے۔ خواب ناکے۔ کب تک سویا کرو گے بالوجہ بالو صاحب این۔ بولتے ہی نہیں۔

سیک (شوخی کے ساتھ) کیا اچھے آدمی تھے چارے۔

نواب اگر حل ہے۔ افسوس ہی باتیں کر رہے تھے۔

سیک اب کچھ گورو کفن کی فکر کرو گے یا نہیں۔ یا ماہی ہی پر لاش پڑی ہو گی۔ چارے باتیں کرتے کرتے مرے۔

نواب رہے نام الدکا۔ دنیا کے کیا کارخانے ہیں۔ فیلبان شانہ پکڑ کر ملاؤ اور اوٹھاؤ۔ کہ اب اوٹھئے۔

فیلبان نے شانہ پکڑ کر بلایا تو سٹر بوس اوٹھے مگر سہے ہوئے۔ اوٹھتے ہی

شیر کی لاش دیکھی تو کانپنے لگے نواب شلیح شلیح بولو یہ مٹی کا شیر ہے یا ٹیک

ٹیک شیر ہے۔ نواب صاحب نے کہا میں اوٹر پر دن۔ یہ کہہ کر نواب صاحب فوراً

اوٹر پڑے اور کہا لیجئے اب معلوم ہوا۔

بوس۔ مٹی کا ہے ہم سمجھ گیا تھا پہلے ہی سے۔

گہوس (گردن ادھاکر) نواب صاحب یہ مٹی کا شیر ہے یا جادو کا شیر ہے



نواب لاجول ولاقوہ بڑے ہائین بھر دار بڑے۔ اور شیر کہا گیا بیٹھ ہی کر جا  
گھوس نے کہا بابا اب چاہے جان جانا بیٹھا۔ چاہے جو ہوگا۔ ام بودار کو  
ہنین ہے۔ اب جو رو کر جائے گا۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور پیر غور سے دیکھا  
اور اوٹے پاؤں بہا گے۔

اب دونوں صاحبوں کی باتوں کا لطف اڑھا کر نواب صاحب نے کوچ کیا اور اپنے خیمے  
میں آئے۔ نواب قمر رکاب اور ناظورہ یوسف جمال نے شب کو ہرن کے کباب۔  
ہریل اور چمے کا گوشت خرگوش کا سالن۔ بارہ سنگے اور پاڑے کے انوار و  
اقسام کے کباب خوب چکے شکاریوں نے شکار کا انبار لگا دیا۔ ان کے خیمے کے  
ارد گرد ہر درخت کے نیچے جانور نہیں رہتے تھے۔ کوئی ہرن کے ران ہونڈ  
ہے۔ کوئی خرگوش پر چیری تیز کر رہا ہے۔ کوئی ہریل کے کباب نرے سے چکھتا ہے  
کوئی چوہن پر دانت لگاتا ہے۔

نواب صاحب اور بیگم صاحب کہا نا کہانے کے بعد اپنے خیمے میں بیٹھے ہوئے بیٹھی  
بیٹھی باتیں کر رہے ہیں۔

نواب (بیگم ہے) پہلے تو تم رنگ لائی تہین بارے پر سنیں گئیں۔  
بیگم۔ پیر چمے ڈر جانا رہا پہلے ہم سوچی کہ ایک تو جنگل کا واسطہ دوسرے شیر شکار  
اور شیر وہ جس کے نام سے بدن کا پنتا ہے۔ ہے ہے۔ پہلے سمجھے تھے۔ کہ بندھا  
ہوگا۔ جب سنا کہ شیر فی کپار میں پتھے لے بیٹھی ہے تو روح لرزنے لگی۔ مگر پیر



ڈرو کیچہ معلوم نہوا۔ اچھی طرح سیر دیکھا کئے۔

نواب ان بابوؤں نے بڑی سیر کی۔ اف۔ غوہ پٹر کا دیا۔

سکیم وہ دیکھا تاجب دھوتیان سنہال سنہال کراؤشالا اوشالا کھرووونون  
آپسین لڑنے کو تھے۔ مگر کند سے تول تول کر بچانے تھے۔ افوہ مجھے بڑی ہنسی  
آئی۔ یہ اوکو شالا کہتے۔ وہ اوکو شالا کہتے۔ اور خدا جلنے کیا کیا کہتے تھے۔  
سیر می تو کچھ سمجھ ہی میں نہیں آیا۔ خدا جانے وہی تباہی کیا کیا بکا کئے۔

نواب۔ بلو اوون۔ بلو اوون۔ دل لگی تو ہوگی۔ کوئی ہے۔ دونوں صاحب  
کو بلال لاؤ۔ کہنا۔ نواب صاحب کہتے ہیں۔ یہاں آکے بیٹھے۔

دس بارہ منٹ میں سٹرکوس اور سٹرکوس دھوتیان پٹر کا پٹے ہوئے آئے۔  
نواب صاحب لے کہا۔ کہتے بابو صاحب خدا نے آپ دونوں کو بہت بچایا۔ ورنہ

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

بوس بولے ہم ڈرنا نہیں تھا۔ ہم اس شالا پیل کا بان کو مارنے چاہتا تھا۔ وہ شالا  
کو بہت دیکھا (دق) کیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ہم ایش ویش (اس دیس) کا آدمی  
ہمیں ہے دوسرا ویش کا ہے۔ اس ماہیکا (اس موافق) ہمارے کو ڈرانے کتا  
کہ ایسا بات ویسا بات اور ڈاہتی کو بوہ جاتی (بد ذاتی) سے بلانے مانگے۔ جب تو  
ہم بڑا گستاہا۔ کہ اسے سب لوگ کا ماتہی ہننے نہیں مانگتا تم کیوں ہننے مانگتا  
اور ہم سے بولا کہ بابو شاہب اب تم مرے گا۔ ماتہی کا پاؤں ہسلیگی۔ اور ہم مر جائیگا

(سبحان اللہ) ہم بولا ارے جو ماتی کا پاؤں پہنچائیگی۔ تو تم ہی ہمارا ایک  
 ساتھ مر گیا (بہت ہی خوب) ثریا بیگم اس قدر ہنسین۔ اس قدر ہنسین کہ بیٹھین  
 بل پڑ پڑ گئے۔ مانتہ جوڑ کر کہا۔ نواب خدا کے لئے اس جاں گلو کو رخصت کرو ہنسین  
 مارے ہنسی کے ہڑ حال ہو گلا۔ اُف فوہ۔ یہ جو بات کہتا ہے بے ٹکی (مرہن گا)  
 (پہلیا مر جائے گی لا پاؤں پہلے گی) (ہمارے کو ڈرانے کا) (بود جاتی)  
 (پٹنے انگٹا) (ایش دیش) (دق کو دیکھ غصہ کو گٹا سب کو شب (ہارنے چاہتا)  
 کیا تقریر ہے۔ نواب صاحب نے پوچھا۔ بابو جی۔ یہ تو جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ اب  
 یہ فرمائے کہ کل شکار کھینے جائے گا۔ یا نہیں۔ بابو نے کہا۔ جائے گا تو جھوڑ کر کے  
 گھسیل کا بان بود جاتی کیا تو ہم آپ کا بڑائی کہہ کر کے کالج میں چھاپے گا۔ ہمارا  
 ماتی بیگم شاہب۔ ہمارا ساتھ رہے۔ تو ہم چلے جائے گی۔  
 اسپر ثریا بیگم تکیے چتون کر کر بولین۔ چل مہرے در گور۔ ہڑتے چو کے بیگم  
 شاہب تو تم جیسوں کو اپنا سایہ تک نہ چھونے دین۔ پہلے مونہ تو ہوا او۔  
 نواب صاحب نے فرمایا۔ اچھا اس میں کیا ہرج ہے۔ آخر بندہ خدا یہ یہی ہے۔  
 صورت شکل آدمی کی ہے۔

بوس۔ ہم لوگ آپ کا گواہی (خواہی) کے اوپر بیٹھے گا۔

نواب۔ بجا ماتی نہ بھاگتا ہو تو بھاگ جائے۔

بوس۔ ہنسین بندہ دق لئے رہ گیا۔ او مسکارا مسکارا کہیل گیا۔ اب ہمارے کو

پراس نہیں آتے۔ اب ہم کہو ب (خوب) جان گیا کہ جان جانو والا نہیں ہے۔  
 بیگم۔ کہیں اس پر وسای نہ رہنا کہ جان نہ جائے گی۔  
 بوس۔ اب ہم کھانے جاتا ہے۔ سلام شاہب سلام۔  
 بابو صاحب چلے گئے تو ثریا بیگم ان کے باتیں یاد کر کر دیر تک نہستی رہیں۔  
 پر پوچھا۔

شری بیگم کیون نواب کل ہر شکار ہو گا اور جو شیر نہ ملا تو کیا ہو گا۔  
 نواب۔ نہ ملنا۔ کیا معنی نہ کیونکر ملے۔ ملے ضرور ملے۔ دیکھئے اب بابو  
 صاحب کل کیا دل لگی دکھاتے ہیں۔ میں فیلبان کو سکھا دوں گا کہ آج اور بھی زیادہ  
 ڈرانا۔

بیگم۔ فیلبان نہیں پسل کا بان بلکہ شالا پسل کا بان (سنہکر) بڑھ مزہ آتا ہے  
 انکی بولی میں شالا پسل کا بان اور دھوئی گھڑی گھڑی سنہالتے جاتے ہیں۔  
 یہ باتیں کر کر نواب اور ثریا بیگم سو رہے۔

شکار کے ہنکے ماندے تھے دن چڑھتا تک سویا کئے۔ آخر ایک خدمتگار نے دیکھا  
 عرض کیا۔ ”اب دن چڑھ گیا اور سب لوگ بڑی دیر سے تیار ہیں حضور“

نواب صاحب فوراً ایس ہوئے شکاری لباس دربر شمشیر آبدار زیب کر خندق  
 گل چوں کو دین جو خواص میں بیٹھے تھے بیگم صاحب ناز و شوخی سے اوٹھیں  
 ماتھی پر سوار ہوئیں۔ اور کہا چلو۔

سوار ہوتے ہوتے پوچھا۔ وہ بالو آج کہاں ہیں۔ مارے ڈر کے نہ آئے ہوں گے۔  
وہ نہ چلین گے تو ہم ہی نہ جائیں گے۔ بلوالو۔

لوہوس۔ ہم تیرا چشموں (صبح) ہی سے شاہتہ شاہتہ (ساتھ) ہے گا۔ اب ہمارا  
کو کچھ کہو (خوف) لگتی نہیں۔  
بیگم (مشکرم) اوشا لاپہیل کا بان تو دیک نہیں کرتے بیگم! جھٹک اس دن  
سکتے نہیں۔

لوہا اب اف فوہ تم تو غضب ڈالتے ہو۔

بیگم۔ تمہارے کوڑا ہی نہیں ملتی۔

لوہوس۔ نا۔ آج ماتی نہیں ملتی۔ کل کابات کل کے شاہتہ گیا آج کابات آج شاہتہ  
ہے۔ شجھا آپ۔

بیگم۔ ہم تو شجھا پر تم شجھا یا نہیں شجھا۔

بیہ باتن ہو ہوا کرتی چلے۔ چلتے چلتے ایک مقام پر لوگوں نے اطلاع دی کہ

شیر بیان سے آدھ میل پر ہے۔ اور بہت بڑا شیر ہے۔ نواب صاحب بہت ہی محفوظ

ہوئے کہا میں جلد چلو۔ ماتیوں کو دوڑا وہ حکم پاتے ہی فیلیبا نوں نے ماتی

دوڑائے۔ اور فیلیبا نوں نے کہہ دیا تھا کہ ہوشیار رہیگا۔ گر بس اور گہوس کے

مہربان نے اطلاع دی۔ ماتی جو تیز کیا تو مسٹر لوس موہنہ کے بل زمین پر آ رہے

گہوس۔ ارے شالہا رابا پ کو چین زمین پر گرادیا۔ ارے ایتھ روک لیگا۔

فیلیان۔ چپ چاپ غل نہ مچائے مین نے مٹہری روک لیا۔

گہوس۔ گل نہ مچائیں گا تو پھر کیا سچا بیگنا۔

فیلیان وہ دیکھئے۔ بابو صاحب اوٹھ بیٹھے چوٹ نہیں آئی۔

گہوس مہاشائی لاگے نے تو (چوٹ تو نہیں لگی)۔

بوس۔ اچی مٹہری والا کے میرے پھیلو۔ (سم فیلیان کو مار ڈالینگے) بڑو بڑو

لوگ۔ (بڑا بد معاش ہے)

گہوس آگے اپنا شمار چار بولو (پیلے پنا حال بیان کرو) نار پور میرو (پیر مارنا)

بوس۔ اپنا شمار چار کے بولینو بابا۔ مٹہری جانی ہے۔ کہو پری ہی جانی ہے۔

گہوس۔ مٹہرے ناک بچے تھے (مٹہرے ناک تو بچا)

بوس۔ سب بچے جے۔ کیچو بابا چے نہیں (سب بچا اور کیچو نہ بچا)

گہوس کے بھائی تارا دوش کی مٹہری والا کیا معلوم ہے تمہارا قصور کیا مٹہری والا کیا

بوس۔ امی جان لو چار بولنو (سم جان ہی نہیں چوٹ نیگے)۔

گہوس تے ٹیک ٹیک بولو لاگی بنو (تم صاف صاف بتاؤ کہ چوٹ لگی ہے)

یا نہیں)

بوس۔ سو منش لاگے کیچو ہو رہے کورے نار بہادر چوٹ سے نہیں ڈرتے

راوی۔ درین چہ شک اور پھر آپ ایسے بہادر۔

گہوس۔ تمہارا بابا بلونت چھیلو کہ تم سے ہوئے (تمہارا باپ ہی بہادر تھا یا)

تم ہی بہادر بن بیٹے۔

بوس۔ تم سے جو وی اسی راکم بولے تھے ہتھکے مارو تار پور سے مہاوت کے  
(اگر اس طرح کی باتیں کرو گے تو فیلیان کو پیچھے مار دیں گے پہلے تم کو مار بیٹے)  
الغرض سٹربوس جہاڑ پونچھ کر ماتی کے قریب آئے۔ اور ہتھکے چلائے کہ  
فیلیان کو ہزاروں گالیوں دین۔

بوس۔ مہاشائی ایش کو مارو۔ اسی اسی سجا (نرا) دین گے۔ بارو اس  
دشت کو مارو اس دشت کو۔

گہو س (دانت پکیر) اسے شالانتبار اٹھا سر نہیں ہے۔ نہیں ہم بیٹے  
پکیر کر تم کو مار ڈالنے مانگتا

راوی پکیر کا دیا۔ اس بہادری اور جرات کے صدقے۔ وہ تو کھئے خیر گذر  
کہ فیلیان کے سر پر پٹے نہ تھے۔ ورنہ یہ سچا رے کی مٹی پلید ہوتی۔ بوس نے  
ہنگامی زبان میں کہا۔ تم اس سے ڈرتے کیوں ہو۔ دو چار گھولنے لگا دو۔ تو  
سٹربوس نے آہستہ سے جواب دیا اس کے پاس ماتی کے چلانے کے لوہے کے چیز  
اور ہمارے ماتی میں کچھ نہیں۔ سٹربوس نے جھلا کر تیار توڑی۔ اور  
چوڑا سا گٹھیا لیکر فیلیان کی طرف جھپٹے۔ اوشالا ہم آج تم کو کھا جائے گا۔  
فیلیان کی خرابی اتفاق سے ہنس دئے۔ اس پر بوس آگے ہو گئے اور تین  
سے مٹی کھود کر کئی ڈھیلے مارے مگر خیر سے کوئی ڈھیلہ اس قدر دھبہ نہ سکا

کہ فیلیبان تک پہنچتا۔ فیلیبان نے کہا۔ ”حضور اب ماتی پر بیٹھ لیں۔ یہ گہر نہیں ہے۔ جنگل ہے۔ یہاں شیر ہے۔ سور۔ نیل گاؤ۔ گینڈا۔ ہر دم آسکتا ہے۔ بیٹھ لیجئے تو ہم نواب صاحب کے ماتھوں سے ملا دیں۔“ بوس بولے۔ ”ہم ڈر پوکنا آدمی نہیں ہے۔ ہم مہاراجہ بردوان کے یہاں کسم کسم (قسم قسم) کا جانور رکھ چکے۔ گینڈا ماتی سب دیکھا ہے۔“

گہوس اسے مہاشائی اب باقین کب تک کرے گا۔ بیٹھ گئے کوئی جانور ہم لوگ کہا جائے گا۔ یس یہاں کا یہاں رہیگا۔ ہڈی پسلی کچھ ملنے کا نہیں۔ مہاوت ماتی روک لے تم۔ دوسرے بیگم نے بیگم گائوں لی اور کہا پٹیل کا بان شالا پسلی کا بان پیر بود جاتی کر گیا۔ اور ہم گر پڑے گا۔ فیلیبان نے بیگم صاحب کی آواز سکر کیا۔

فیلیبان حضور قرآن کی کہا کہ تہامون میرا قصور نہیں۔ آپ کبھی ماتی پر سوار تو ہوئے نہیں ہووے پر لٹک کر جیکے ہوئے تھے۔ ماتی جو دوڑا بہتے گر پڑے۔ مین کیا کروں۔

بوس ہمارا دل مین آئی کہ ہم تمہارا کان کوچ ڈالے۔ ہم کہی ماتی پر نہیں چڑھا تم بولتا ہے۔ تم بولتا ہے ہمارا باپ کے سامنے۔ ہم ماتی پر چڑھا تھا۔ تم کیا جانے جو لوگ جانتا ہے۔ اس سے پوچھو۔

گہوس تم باپ کی بات بولتا ہے۔ اس سے گرا۔ ہمارا باپ کے سامنے تم ماتی کہا

سے لایا۔ وہ کون تھا پھر کہا تھا۔ کون تھا۔ تم سالا کہاں سے ماہتی لایا۔ جھوٹ بولتا باب کا بات۔

یوس۔ ارے بابا ہمارا ماہتہ۔ اپنے ہمارا بیری۔ اب تم ہیاگ جاؤ۔  
 فیلبان نے کہا۔ شکر ہے ان دونوں میں تو تو میں میں ہونے سے میرا تو  
 چھٹکارا ہوا۔

فیلبان نے کہا "اب سنہیلے بیٹے ہو۔ ایسا نہ ہو پیر گرو"  
 دونوں بابوؤں نے ہوسے کو خوب زور سے پکڑا اور آنکھیں بند کر کر کہا۔  
 اب ہمارا جان پر شیر کے حوالہ ہے۔ وہ جو کرے سو کرے ہم نہیں جانتا"  
 اب سننے جب شیر تھوڑی دُور پر گیا اور نواب صاحب نے دیکھا کہ چہرہ ہی ماہتی  
 ساتھ ہیں۔ اور بابوؤں والا ماہتی نذر تو کمال تشویش ہوئی۔ اور بیگم  
 صاحب نے اصرار کیا کہ یا تو خود واپس چلو۔ اور ادنیٰ بیچاروں کو بچاؤ۔ یا دو  
 ماہتی ہیرو۔ خدا جانے ادنیٰ بیچاروں کی کیا حالت ہوگی بڑی مصیبت میں  
 پڑ گئے۔ جان عذاب میں ہو گئی۔ جینے سے سبزار ہونگے۔

نواب صاحب نے حکم دیا۔ "سب ماہتی روک لئے جاویں۔ اور دہرتی دھک (ماہتی کا  
 نام ہے) دوڑاتے لیجاؤ۔ اور دیکھو بابوؤں کے ماہتی پر کیا تباہی آئی ہے۔"  
 دہرتی دھک روانہ ہوا۔ اور نواب صاحب نے ایک گنج میں اپنے ماہتی کو روک لیا۔  
 بیگم نے کہا۔ "کیون نواب اگر خدا نخواستہ شیر کا پنجہ ہوسے نکلا جائے تو کیا ہوگا"



نواب نے کہا۔ ”وہ ضرب لگاؤں کہ شیر کے دوسو کرے ہو جاوین۔ یہ تو ارخار اشکا  
 بیگم۔ یہ سب باتیں ہیں۔ ابھی شیر نکلے تو ساری طلعی کھل جاوے۔  
 نواب۔ ہم نے دس برس کے سن سے شکار کیا ہے۔ اور سب کے پہلے شیر کو مارا  
 ہے۔ آئندہ ہند کے نشانہ لگانے میں فردین ہم۔ کچھ دل لگی تھوڑا ہی ہے۔ خدا  
 ہمیشہ مدد کی ہے۔ اور کبھی نشاء آج تک خالی نہیں کیا ہے۔

ادھر نواب صاحب اور بیگم صاحبہ یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ نو دھرو دونوں  
 بابوؤں میں گھنچ ہو رہی تھی۔ فیلبان بیچارے کی بہانہ خذاب میں تھی۔ مگر  
 مجبوری۔ نواب صاحب کے خوف سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ دل ہی دل میں  
 گالیاں دیتا تھا۔

دس بارہ منٹ کے عرصہ میں بابو صاحبوں کا ماتی دوز سے نظر آیا۔ چوہ دار نے  
 دوڑ کر نواب صاحب سے عرض کیا ”خداوند وہ ماتی آگیا۔ اب غور فرمائیے۔“  
 بیگم صاحبہ بہت مخطوط ہوئیں۔ ”اُف جان میں جان آگئی۔“ میں تو سمجھی  
 کہ دونوں کا شکار ہوا۔ آئے تو تھے شکار کیلئے۔ مگر خود شکار بن گئے۔ بار  
 بخت گذشت۔ جب قریب آیا تو نواب صاحب نے پوچھا۔ ”بابو صاحب غیرت تو ہے  
 ماتی پیچھے کہاں رہ گیا تھا۔“ جواب نہ دارو۔ ”پیر دریافت کیا۔“ ارے صاحب  
 خدا کے جواب دو یہ ماتی دیر میں کیوں آیا۔ صد گز بنی است۔ گول گول  
 دیدے پیر پیر کر دیکھتے جاتے ہیں مگر بولتے نہیں۔ نواب صاحب بے اختیار ہنس

اور شریا بیگم نے فیلبان سے دیر کی وجہ دریافت کی۔ فیلبان بولا۔ حضور ایک حصا  
 نے کہا۔ مانتی آہستہ آہستہ لے چلو۔ ہمارے پیٹ کا پانی بہتا ہے۔ دوسرا بولتا ہے  
 چلو۔ اب ان کی سہی کروں تو وہ خفا ہو جائیں۔ اور ان کی سہی کروں تو یہ گھٹ  
 جائیں۔ میں نے مانتی کو روک لیا۔ اور کہا اب آپ دونوں صاحب اسپین فیصلہ  
 کر لیں۔ بہرہ دونوں میں ہونے لگی۔ ایک غالب آیا۔ دوسرا مغلوب ہو گیا اٹھنے  
 میں دھم کی آواز آئی پیچھے پیر کر دیکھتا ہوں تو ایک صاحب نیچے پڑے ہوئے  
 ہیں۔ بیگم نے مسکاکر پوچھا ”ما تہ پاؤں تو بچ گئے۔ مونہہ ما تہ تو نہیں نڈا۔“  
 فیلبان نے کہا۔ ”وہاں تو بالور گیا اڑھی تھی۔ جھیل کا کنارہ تھا۔ سڑکوں سے  
 نہ رہا گیا۔ بگڑ کر کہا۔ اوشالام ہمارا مونہہ پر جھوٹ جھوٹ بات بولتا ہے۔ ایسا  
 بولتا ہے ویسا بولتا ہے۔ تم شالابگیر (غیر) اطلاع کے مانتی کو دوڑا دے۔ ہم  
 بے کافل (غافل) کی خرابی بے گاہیل (پڑا تھا۔ گر پڑا۔“ نواب صاحب نے فرمایا۔  
 ہم شام کو اسکی سختیات کریں گے۔ ایک ٹوپیہ جسے جھوٹ بولا۔ دوسرا اس نے یہ  
 بے ادبی کی۔ نہرا دیکھا ہے گی۔“

یہ کہہ کر حکم دیا کہ مانتی بڑھاؤ۔ اور آمیون نے اطلاع دی کہ شیر سنے کی جھیل کے  
 کنارے لیٹا ہوا ہے۔ بندوقین نے لیکر روانہ ہوئے ایک گل چنے نے کہا۔ حضور  
 یہ بائیں جانب کون جانور ہے۔ ذرا ہوشیار رہئے۔ دیکھا تو بندیل یا شور بڑے  
 بڑے اور اونچے پتار میں بیٹھا ہوا تھا۔ پہلے نظر آیا۔ پھر غائب ہو گیا۔ بیگم

صاحب نے بڑی غور سے دیکھا۔ مگر نظر نہ آیا۔ اب سب کی صلاح ہوئی کہ تپاور میں چوڑے  
 سے خالی نشانے نگائیں۔ باد ہوائی۔ تاکہ گہرا کر سکے۔ اور فوراً گولیوں سے  
 گرا دیں مگر نواب کے دل میں ٹہن گئی۔ کہ چاہے اور ہر کی دنیا اور بچ جائے۔ ہم اس  
 تپاور میں ضرور ماتی لیا دیں گے۔ ثریا بیگم اب تک تو بڑے لطف سے سیر و کھیتی  
 تھیں۔ مگر تپاور میں جانا کمال شاق گذرا۔ اور کہا۔ نواب کے سر کی قسم اب ہم نہیں  
 جانے گے۔ تپاور تلوار کی دھار سے ہی تیز تر ہوتی ہے۔ تم پر تو جنگل میں بہت سوا  
 ہو جاتا ہے۔ کیسی سنتے تو ہو ہی نہیں۔ ہمیں کسی اور ماتی پر بٹھا دو۔ حکم دیا کہ۔  
 افغانی اور ادن کے ساتھی اس ماتی پر آئیں۔ اور بیگم صاحبہ اس ماتی پر  
 جائیں۔ اور ایک قادر انداز خواجہ میں بیٹھے۔ ایک اور ماتی ان کی حفاظت  
 کے واسطے ان کے ساتھ ساتھ رہے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور نواب صاحب  
 پانچ ماتی لیکر تپاور میں چلے۔ جب نور نے دیکھا کہ غنیم کی فوج سامنے سے مثل  
 سیل عظیم اُٹھ رہی چلی آتی ہے۔ تو اوٹھا اور بیباک جانیکا قصد کیا۔ مگر ایک گول چلے  
 نے معاملہ مچایا۔ وہ نکلا وہ نکلا۔ دوسرا بولا میں نے دم دیکھی۔ تیسرے نے کہا  
 میں چٹپٹہ دیکھی۔ اتنے میں سو رہا گا۔ آگے آگے بٹھایا۔ پیچھے پیچھے ماتی تپا  
 سے نکلے نواب صاحب نے گولی چلائی پھر دوسری بندوق سر کی۔ دونوں گولیاں  
 کاری لگیں۔ اور سوز ٹپ کے جہل کی طرف چھٹا۔ اتنے میں افغانی نے تیسرے  
 گولی نکالی وہ چھپتی ہوئی بڑی۔ تو پانی میں کود پڑا اور ماتی نے گہیرا لگا لگا

بہاگ تو ایک گولی اور کہانی۔ لوگ سمجھے کہ اب کام تمام ہو گیا۔ افغانی اور ایک  
 راجپوت تنگی تو ارین لیکر کو دپڑے۔ پہلے افغانی نے ایک تالا ہوا ہاتھ لگایا۔ سو  
 غرا کر باہر آیا۔ آتا تھا کہ راجپوت نے دوسرا ہاتھ دیا۔ اور نبڈیلا پہر جیل میں چلا گیا  
 نواب صاحب کو شوق چڑا یا کہ اپنے ہاتھ سے قس کرین۔ ہاتھ سے اترے۔ شمشیر  
 دو پیکر میان سے نکالی اور ساتھیوں کو جیل کے کنارے سے اوپر اوپر مٹا دیا۔ تاکہ  
 نبڈیلا بھیجے سب چلے گئے ہیں۔ جب سور نے دیکھا کہ میدان خالی ہے تو آہستہ آہستہ  
 جیل سے نکلا۔ نواب صاحب تو کمین گاہ میں تھے ہی تاک کہ اس زور سے کمر پر  
 تیغ دو دم کا ہاتھ دیا کہ نبڈیلا بول گیا۔ لوگوں نے چاروں طرف سے واہ واہ کا  
 طغٹنہ بلند کیا۔

ایک۔ اعجاز۔ اعجاز۔ حضور یہ اعجاز ہے۔

دوسرا۔ سجان الد۔ سجان الد۔ کیا تالا ہوا ہاتھ پڑا کہ باید و شاید۔

تیسرا۔ بلونت اور توار کے دہنی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ایک ہی ہاتھ میں چوڑ  
 کر دیا۔ نبوٹ سیکے ہیں۔ کیا صاف ہاتھ پڑا ہے۔ واہ۔

چوتھا۔ دہوم پڑ گئی۔ دہوم شہواری میں ویسے ہی۔ تیر اندازی میں  
 ویسے ہی کی در اندازی میں ویسے ہی۔ صیدا گلنی میں ثانی نہیں رکھتے  
 شاعری میں اچھے اچھے شاعر و نکا قافیہ تنگ کر دیا۔

پانچواں۔ اچی ہوت تو کمال ہی کیا۔ امد ایک ہی ضرب میں ٹہنڈا کر دیا

مگر آفرین ہے اس ہمت مردانہ کو کہ سب کو ٹھادیا اور ترن تہنا۔ فقط تلوار سے اس  
 صہیب جانور کا مقابلہ کیا۔ ع۔ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔

نواب صاحب نے کہا: ”کسی صورت سے بیگم صاحب کو یہاں لاتے اور اون کو شکا  
 دکھاتے۔“ اسپر بیگم صاحب کا ہاتھی سر موقع لایا گیا۔ بیگم صاحب بندھیے کو دیکھ کر  
 ڈر گئیں ”اومئی اللہ۔ یہ اس موذی سے مقابلہ کیا۔ اللہ جاننا ہے۔ مروت  
 جان کو ذرہ غریزہ نہیں رکھتے۔ اس شعل کے صدمہ تے۔ اور جو ہنر جانا تو کیسے ہنر  
 نواب۔ واہ صاحب ہمارے شکار کی اپنے اچھی داد دہی۔

رفیق۔ حضور ہمارے نواب صاحب نے وہ کام کیا ہے جو رستم سے بھی نہ ہو سکے۔  
 دس پانچ ملکر تو شکار کیا ہی کرتے ہیں۔ مگر ہمارے نواب صاحب نے تلوار لیکر اس موذی  
 کا تن تہنا مقابلہ کیا۔

بیگم۔ ”اے ہے اکیلے مقابلہ کو گئے تھے۔ اومئی اللہ استنڈ ہیٹ۔ اُف بیکٹ  
 کھڑے ہو جاتے ہیں۔“

غرض بندھیے کا شکار کر کر پیر شیر کے شکار کے لئے روانہ ہوئے۔ اب نواب صاحب  
 اور بیگم صاحب پر ایک ہاتھی پر سوار ہو گئے اور ایس جیل کی طرف گئے۔ جہاں شیر  
 سورا تھا۔ جب جیل کے قریب پہنچے۔ آدمیوں کو حکم دیا کہ شیر کی تلاش کریں  
 آدمیوں نے کہا۔ حضور اسی مقام پر لٹا ہوا تھا معلوم ہوتا ہے پاؤں کی آہ  
 پا کر چلا گیا۔ اتنے میں ہاتھی زور زور سے زمین پر پاؤں پٹختے گئے۔

افغانی - شیر ارد گرد ہے - در نہ فیل اپنے پاؤں کو زمین پر دے نہ مارا  
اب ہو شیر ار نہ چاہئے - یہاں جھاڑیاں کثرت سے ہیں - اور درختوں کے  
ساتھ کے سب سے تاریکی بدرجہ کمال ہے - عجب نہیں کہ ظلمات پڑی ہو۔

گل چلا - شیر بیان سے میں قدم پر ہے - بس کہہ یا میں نے -  
شکار سی - بس ہر دم ہی سمجھے کہ اب نکلا اور اب نکلا - آیا ہی چاہتا ہے کاشی  
ہا ہتی پر آ جاؤ - دلارام سے ہی کہو کہ بیت نہ پڑ میں -

کاشی - ہونہ سہر کے منی (شہر کے آدمی) نیولا دیکھے ڈر جائیں ہم کا دبیر  
سکھات ہیں (سکھانے ہیں) وہ سیر تو ہم سوا سیر -

نواب - یہ اچڑپن اچھا نہیں کاشی سنگد آ جاؤ - دلارام ٹہرو - نواب  
میں بیٹھ لو - یا کسی اور ہا ہتی پر ہے جاؤ - مانو کہنا - دلارام بھجور (حضور)  
چار برس کی عمر سے باگ سارے (شیر سالہ) کو مارت (مارتا ہوں) ہم کہا جا  
سیر سیر کا ہم شیر کو کہا جاوینگے -

سنگ - اسے ہے بڑے ڈھیٹ ہیں - نواب تم اپنا ہا ہتی سب ہا ہتیوں کے بچ  
ہیں رکھو - ہمارا اکیچہ وٹھرو ٹھہر کر رہا ہے -

نواب اُف فوہ دو دن میں ہی وٹھرن نہ گئی - اتنے گل چلے اور قادرانہ  
شکار سی ساتھ میں - پھر شیر کی کیا بساط ہے -

اب سنئے کہ اتفاق سے ایک گل چلے نے شیر دیکھ لیا - جھاڑی میں ایک تشک

پاس چت سو رہا تھا۔ اونہون نے کسی سے کچھ کہانہ سنا۔ آؤ دیکھانہ تاؤ۔ بندو  
 داغ ہی تھو سی گولی پیٹہ پر پڑی۔ شیر آگ ہو گیا۔ اور غراتا ہو الپکا کہیللی چر گئی  
 آتے ہی کاشی سنگہ کو ایک تہ پڑ دیا۔ اور سنگہ جی پیٹہ گئے۔ دوسرا تہ پڑ دینے ہی  
 کو تھا کہ کاشی سنگہ سنبلا اور سنبلا تلواری لگائی۔ تلواری دینے تہ پڑی۔  
 تلواری کہانہ تھا کہ آگ بہیو کا ہو گیا۔ بلا کی طرح تہی کی طرف جھپٹا۔ کاشی سنگہ  
 کے مکان میں تھا کہ کسی تہی پر سوار ہو جاتا۔ گوارے سے خوف کے ایسا بدھ  
 ہوا کہ تہر تہر کانپنے لگا۔ شیر نے آتے ہی نو اب صاحب کے تہی کے دونوں کان  
 پکڑ لئے۔ تہی نے ہڑکرو سی تو شیر ۵۔ ۶ قدم پر جاگرا اور تہی اودھر شیر گڑھا  
 اور بابو صاحبون نے دھائی دینی شروع کی۔

بوس۔ ارے ہارا نانی مر گیا۔ ہارا جان جانتا ہے۔ ارے بابا ہم تو کال  
 رکھ ہی سے روتا تھا کہ ہم سیکار ڈسکار کو نہیں جائیگا۔  
 گھوس اور اچوت تم شیر کو روک لیگا۔ جلدی سے۔  
 بوس دل اگر ہم نیچے ہوتا۔ توجہ رو کر روک لینا۔  
 فیلیان حکم ہو تو اب نیچے اترادون۔

بوس شالا پیل کا بان اونہین نہیں ہارے کا باپ نانی۔ اس ماپک  
 بات اس بکیت وقت ہست بولے گا۔

گھوس۔ آنکھ بند کر لو۔ مہاشائی۔ شیر سے آنکھ نہیں ملانے اچھا۔

ابنٹے کہ شیر اس زور سے دھاڑا کہ دو ماہتی نوک دم بہا گئے اور بہت زور زور سے زمین پر پاؤں مارے۔ باجو کا ماہتی ڈمکا کھڑا تھا۔ اسپر بوس نے رو کر کہا ”اوشالا ہمارا ماہتی۔ ارے تم کس ماہیک بہا گئے نہیں۔ اور تمہارا بہائی لوگ بہا گا جاتا ہے تم کیوں نہیں بہا گئے مانگنا شالا ماہتی ہمارا جنم کا بیری“ گہروس نے کہا آنکھ بند رکھو۔ مہاشائی۔ آنکھ بند کر لو۔

شیر نے جھپٹ کر نواب صاحب کے ماہتی کے منک پر پنجہ مارا تو گوشت کینچ آیا اور ماہتی بلبلدا اٹھا۔ نواب صاحب کے ماہتہ پاؤں پیول گئے۔ ایک گل چلا خواص سے گر پڑا۔ اور ماہتی بہا گا۔ مگر شیر نے پیر تھپڑ دیا۔ اتنے میں یکا چوکیدار نے دور سے گولی چلائی اتفاق سے وہ گولی خالی گئی۔ دوسرے گل چنے نے بندوق سرکی۔ یہ گولی شیر کے پازنکلی گئی۔ اور شیر گرا۔

جب ماہتی جھکا تھا تو نواب صاحب کی بندوق گر پڑی تھی۔ اس واسطے وہ گولی نہ چلا سکے تھے۔

جب شیر گر پڑا تو لوگ سمجھے کہ شیر اب مر گیا مگر غلطی تھی دو آدمی آہستہ آہستہ شیر کے پاس گئے اور کہا کہ حضور آمین ابھی جان باقی ہے۔ نواب صاحب ماہتی سے اترنے ہی کو ہے کہ شیر گر جکر اٹھا۔ اور ایک چوکیدار جو بالکل قریب کھڑا تھا چپا بیٹھا۔ اب کوئی نزدیک نہیں جاتا۔ دس بارہ آدمی تلوار نکلی لئے کھڑے ہیں۔ گل چلون کے ماہتہ میں بندوقین ہیں۔ گر بندوق تو اس واسطے



نہیں چلاتے کہ شیر کے ساتھ آدمی کی بی جان جاگی۔ اور تاوار چلانے کا کسی کو  
یا را نہیں۔

جب نواب نے دیکھا کہ کوئی شیر پر تلوار نہیں چلاتا اور چوکیدار کی مدد نہیں  
کرتا تو خود تنگ آکر لیکر شیر کی طرف بڑھے۔ شیر نے ان کو آنا دیکھ کر چوکیدار  
کو چوڑو دیا اور اون پر جھپٹا۔ نواب ہی میدان میں ہو گئے۔ جیت ہی شیر نے  
طمانچہ مارنا چاہا۔ انہوں نے ولایتی روئے کا وہ ٹاہتہ دیا کہ تاوار شیر کی گھڑی سے  
سٹریسے باہر ہو گئی۔ اور شیر دو ٹکڑے ہو کر اڑا اڑا دھون کر گرا۔

شریا بیگم نے فرط طرب سے مانتی سے کوہ کر نواب کے دست و بازو کا بوسہ لیا۔  
گئے نظر نہ کہیں ان کے دست و بازو کو وہ بیہ لوگ کیوں مرنے جگر کو کہتے ہیں  
اور ہر طرف سے تعریف و توصیف کا غلغلہ بلند ہوا۔

شکار سے فارغ ہونے کے بعد شریا بیگم نے یا د کیا۔ دیکھو بابوؤں کا کیا حال ہے۔  
دیکھا تو دونوں اسے خوف کے غش میں ہیں۔ جیل کے پانی کے چھٹیلے دئے  
بٹھیلیاں اور ٹلو سے بے۔ بڑی دیر میں خدا خدا کر بابوؤں کو ہوش آیا۔  
اس تصور کی وضع اگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ استاد واقف فن نے تصویر کھینچنے کے

قطع جیتی جان کی نظر *living character* وقت کسی

جیتی جان کو اپنے روبرو نہ بٹھایا ہو۔ اور بعد میں بہت کچھ رنگ آمیزی کی ہو  
تاہم اس تصویر کے *expression* وضع قطع اور خان

خط سے یہ بالہدایت ظاہر ہوتا ہے کہ تصویر کینچنے کے وقت مصور نے بدل کے  
 دُشمن میں دفعہ نہادہا واقعہ جیتی جانیں حاضر تھیں اور  
 اگرچہ تصویر ہمارے بھائی بگایون کی ہے۔ تاہم زمانہ کے آثار اور سیلان سے  
 پائے جاتے ہیں۔ کہ اگر ہم ہندوستانیوں کو شہیا رہنے ملے۔ یا دودا التیر نہ  
 بنے۔ یا اور مردانہ کلمہ ان سے نہ لے تو وہ کچھ عرصہ میں گہر میں چوڑیاں  
 پہن کر بیٹھ رہنے کے قابل ہو جاوینگے۔ اور بعض تو ابھی سے سوہی گئے ہیں  
 دو حکایتیں یہ توضیح

ہیں۔

دو سے باا

پٹانوں کا ایک نامی کسی زمانہ میں پٹانوں کا ایک بڑا نامی خاندان تھا۔ اس  
 خاندان کا ہر مرد اپنے وقت کا رستم تھا اگر نیری عملداری  
 میں اس خاندان کو سیف کا پیشہ ترک کرنا پڑا۔ کسی نے کمر میں تلوار لٹکانے  
 کی بجائے کان میں قلم اوڑسی۔ کسی نے ترب پر کمان کرنے کی بجائے میسول  
 کے حلال خورون کو صفائی کے کام میں دو دو بک بتائی رغن جو کام جس سے  
 ہو سکا وہ کرنے لگا۔

اس خاندان کا ایک آدمی اس خاندان کا ایک نوجوان کا بھلا کا آدمی ریو سے میں  
 ریو سے میں کلرک تھا۔ اوکا نام ہم اس وقت سے تباہ خلافت مصلحت سمجھتے  
 ہیں۔ کچھ مدت ہوئی اس جوان کی شادی ایک پٹان خاندان میں ہوئی

ہی۔ اسکا سسر ایک خود مختار ریاست میں رسالدار تھا۔

گلر گہرین چور آیا اسکی شادی کو موسے بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایک رات

کو اسکے گہرین چور آیا۔ اسکی بیوی نے دیکھ لیا۔ اور میان کاشانہ ہلا کر کہا۔

اے اوٹھتے ہی ہو۔ اے اوٹھتے ہی ہو۔ گہرین کوئی چور گھس آیا ہے

واہ خوب فینڈ ہے۔ خبر ہی نہیں ہوتی۔ جب وہ گہر موس کر لیا دیکھا۔ تب چونکہ

میان نے چور کی پچھان کیا یہ کہ گہر موس نے چور کو میان کو ہی شاید چور کا پرچھاؤ

دیکھ لی تھی۔ نظر آگیا تھا۔ اور خوف سے مسٹا مارے پڑے تھے۔

آخر میان جلگے آخر بہر خرابی بصرہ جب بیوی نے اذ کو زبردستی جگایا

دیا تو آپ کیا فرماتے ہیں۔ چور آگیا تو میں کیا کروں مجھے کیوں جگایا

بیوی کی فہمائش مردانہ بیوی نے کہا۔ ایلو خوب۔ اسی۔ تم کرو کیا۔ تم یہ کرو

کہ چور سے مقابلہ کرو اپنا مال بچاؤ۔ پٹھان کے پوت ہو۔ کوئی کیا کہے گا کہ میان

گہرین پڑے رہے اور نگوڑا چور چوری کر کر لے گیا۔

میان کا جواب میان نے کہا کہ۔ کیا میں ہی پٹھان کا بیٹا ہوں۔ تم ہی

تو پٹھان کی بیٹی ہو۔ تم ہی اپنے خاندان کا نام روشن کرو۔ ہم ہی تو دیکھیں

کہ پٹھان رسالدار کی بیٹی ایسی ہیاد رہے۔

بیوی کا جوش اس پر رسالدار کی بیٹی کو جوش آگیا اور للکار کر چور سے

کہا کہ خبردار مونڈی کاٹے اب جانا کہاں ہے۔ میں آن پہونچی۔

عورت اور چور کی لڑائی اور اتنا کہتے ہی برق کی طرح بلائے ناگہانی کی مانند اس کے سر پر چابی سوچی۔ چور نے گہرا کر بھاگنا چاہا اپنے بھاگنے کے بالی کپڑے۔ اس نے ہر چند چھوڑنے کی کوشش کی۔ مگر نہ چھوڑا سکا۔ ناچار اداں نے پیش قبض سے اس بیٹھانی کا کام تمام کرنا چاہا۔ مگر اس نے معاف نہ ہو کر پیش قبض چھین لی۔ اتنے میں گہر کے اور آدمیوں کو خبر ہو گئی۔ اور قصہ مختصر کہ چور پکڑا گیا۔

ایک اور قریع خاندان کی یادگار کا حال تم کو سناتے ہیں۔

باب بیٹے کی طرز گذران ان حضرات کے آبا و اجداد کسی زمانہ میں توپ و تفنگ کے دہدین و مارا آسمانوں کے نیچے زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ اگرچہ ان سے اس زمانہ میں ان کی تنبیع کامل نہ ہو سکی۔ تاہم انہوں نے جس تدک اور چنڈو کے دہدین و مارا آسمان اپنی زندگی بسر کرنے کے واسطے قائم کر لئے تھے

گندم اگر ہم زرد جو غنیمت بہت

میان کی خفگی ہو یا پر ایک دن کا ذکر ہے کہ انکی بیوی نے دال روٹی پکا کر میان آگے رکھی۔ آپ بہت دفا ہوئے کہ مردوں کے واسطے ایسی خواب غذا۔ نہ بیٹھے چاول نہ بالائی نہ فرنی نہ مربا نہ گڈیریاں نہ شیر برنج نہ حلو اسوہن۔ تم ہمارے واسطے مردانہ کھانا پکایا کرو۔ تم نہیں جانتی۔ ہم مرد ہیں ہم شیر ہیں ہم ہمارے

ہیں۔ ہم رستم ہیں۔ سچی ہے یا نہیں۔ میں کہوں ہی ہم مرد ہیں۔ ہم یہ ہیں ہم وہ ہیں  
 بیوی خاموش ہو رہی غرض کہ دیر تک بہت جھکیا یا کئے وہ بیچاری یہ ہوا ایسے  
 خاموش ہو رہی۔

گھر میں سانپ نکلا تہوڑی دیر کے بعد گھر میں ایک سانپ نکلا بیوی نے کہا۔  
 بیوی کی انتہا اُجھی دیکھتے ہی ہو۔ گھر میں وہ رستی نکلی ہوئی ہے خدا کے  
 واسطے اسے مارو نیشہ نیشہ بچوں کا ساتھ خدا نخواستہ اندھیرے اوجالے  
 اس مہڑی پر کسی کا پیر پڑ جاوے گا تو یہ توڑس ہی لیو گیگا۔  
 میان کا جواب میان نے کہا۔

سنوئی کسی مرد سے کو بلاؤ۔ ہم سے یہ نہیں مارا جائیگا۔  
 بیوی نے کہا۔

جواب الجواب گھانے کے وقت تو آپ مرد میں شیر میں بھاؤ رہیں رستم ہیں  
 اور جب ایک ذرہ سی گھوڑی رستی نکلی۔ تو آپ کی مردانگی کو لے گئی۔  
 ان مثالوں کی علت غرض ان مثالوں سے یہ ہے کہ ہندوستانیوں کے پاس  
 کیا ہے متہیار نہ ہونے سے جنگی کاموں میں اشتعال نہ ہونے سے  
 اور مردانہ وار مہمون کے ساتھ کچھ ہر دکانہ رکھنے سے عقرب ہے کہ

اور یہی زیادہ زمانہ پن کا عروج ہو جاوے  
 نہایت افسوس ہوگا۔ اور اگر یہ صورت واقع ہوئی جسکے واقع ہونے سے

اگر ایسا ہوا۔  
 صبح نمایان میں تو نہایت افسوس ہو گا۔ جس ہندوستان کے شیخ  
 سیغل پٹیان کسی زمانہ میں جاننا زبیاور گئے جاتے تھے۔ جن کی رگون میں علی  
 اسد الداد اور خالد سیف الداد کا خون دوڑتا تھا۔ جسکے نامی۔ راجہ راجندر قادر  
 اندازی کے ہنر و کبار کی سیاسی ستونتی ہوئی حاصل کی تھی۔ جس کے نوابوں اور  
 راجاؤں نے کسی زمانہ میں شیر کے شکار کو اپنی تفریح سمجھا ہوا تھا۔ طرح  
 اکثر امرائے آجکل شیر کے شکار کو تفریح سمجھا ہوا ہے جسکے راجپوتوں کی ہاوری  
 کی قسم ہر ملک کے مبارز کہاتے تھے۔ جہاں کی تیغ ہندی کی بیٹہ شہنور صفت تھی  
 کیا کیا چمکلاتی تھی سر کاٹ کاٹ کے۔ تبتی تھی کیا تنوچ زمین پاٹ پاٹ کے  
 پانی وہ خود پیے ہوئے تھی گھاٹ گھاٹ کے۔ دم اور بڑھ گیا تھا لہو چاٹ چاٹ کے  
 کیا جائے ملا تھا فر کیا زبان کو۔ کہا جاتی تھی ہاکی طرح ستخوان کے  
 جہاں کے بانکے جواؤں کو شمشیر آبدار کا بوسہ قبضہ العذارا سے زیادہ شیریں معلوم  
 ہوتا تھا۔

تمہاری تیغ کا مونہہ چڑھ کے لے لیا بوسہ نہ کہنتی و جب صنم تم سے بانگین میں سے  
 وہ ملک نامردوں کا ملک ہو جاوے اور احوال کے پیدا کرنے والی۔ انگلش گورنمنٹ  
 متصور ہو دے۔

مرد کی جو لغزدی ہو سکے مرد کے لئے جو لغزدی سے زیادہ اور کوئی زیور نہیں ہے جو حقیقت  
 اپنی جو لغزدی کے جوہر سے خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ کسی اور  
 لئے زیور ہے۔

جوہر سے نہیں معلوم ہوتا۔

نچتہ کارونکا قول چنانچہ نچتہ کارون نے کہا ہے کہ اگر جو انہر دون کا جو بن دیکھنا  
 ہو تو کسی رن میں دیکھو جب رن میں توپ و تفنگ کے آواز سے کروہیوں  
 کے کان کرہوتے ہوں۔ زمین کی چھاتی دہکتی ہو۔ آسمان کمال حیرانی سے  
 چکر لگاتا ہو۔ خون کی ندیاں بہتی ہوں۔ کشتوں کے پشے لگ گئے ہوں تیغ  
 و دودم عود کے ٹون کی پیاسی برق کی طرح چمکتی ہوئی ہزاروں کے غور میں ہزاروں  
 رصاعقہ گراتی ہو۔ تیرون سے کیلجے سطح چلیں ہوں۔ جطرح باغ میں پہاڑوں کے  
 ٹیلے والے ہزارے چلیں ہوتے ہیں۔ جب نیرون کے اینون سے آتش بازی  
 کے اذاروں کی طرح پھول پھٹتے ہوں۔ جب مروان دغا پسند شمشیر زبان کے  
 جوہر دکھانے کے واسطے جان بکف ہو کر بلوں پر ہوں۔ جب سردن کی چٹری  
 لگی ہو۔ جب جو انہر دچر کہہ پرچہ کہاتے ہوں اور مونہ نہ موڑتے ہوں۔ جب  
 گولی اور گولہ کے سامنے ہر جوان سینہ سپر ہو۔ جب کمال شجاعت سے جوانان  
 رستم نژاد نے دوڑ کر چلتی ہوئی توپوں کے مونہ میں ماتہ دیدتے ہوں  
 تو اسوقت بہادروں کے چہرہ پر جو بن ہوتا ہے۔ وہ جو بن جسکے نظارہ کی تاب  
 نہیں رہتی۔ وہ جو بن جسپر حسین جان دیتے ہیں وہ جو بن جسکی بادشاہ قدر کرتا  
 ہیں وہ جو بن جسکی اور قوم قربان ہوتی ہے۔ وہ جو بن جسپر غیر قومیں بھی ہزار  
 جان سے عاشق ہوتی ہیں۔ وہ جو بن جسکی عظمت۔ فلا سفر۔ عالم جاہل سب کے

دلون پر جیا جاتی ہے۔

ترکی جنرل عثمان پاشا کی جو انگریزی اگر ہماری بات کا یقین نہیں ہے تو پلوٹا کے بہادر ترکی جنرل عثمان پاشا کا حال یاد کرو۔ دیکھو اس بہادر پر پلوٹا

کے جنگ کے وقت کیسا جوبن تھا۔ ایسا جوبن کہ کوہ قاف کی پریان۔ فرانس اور امریکہ کی لیڈیان روکم خاتونین بے اختیار ہو کر اس بہادر سے شادی کرنا چاہتی تھیں وہ جوبن جسکی شہنشاہ روس نے رسی قدر کی کہ باوجودیکہ عثمان پاشا اسیر سلطانی تھا تاہم شہنشاہ روس اپنی چیرٹ میں بیٹھا کر ساتھ لے گیا۔ اور عثمان پاشا کے زخم اپنے نہیں ہوئے بلکہ نفس نفیس اسکی عیادت کو جاتا رہا۔ اور پیر بعد اچھا ہونے کے ایسے بہادر کو قید میں رکھنا پسند نہ کیا۔ اس کے اپنے وطن کو اس سے واپس بھیج دیا۔

وہ جوبن جسکی مع سرائی میں ساری یورپ بلکہ سارے عالم کے فلاسفر عالم اور فاضل رطب اللسان تھے۔ وہ جوبن جس کی بہادری کے گیت ہر ادا نے لکھے ہندوستان کی ہر گلی کوچہ میں گاتا پڑتا تھا۔

نتیجہ پس تم نے دیکھا۔ جو انگریزی امریکہ کے واسطے ایسا جوہر ہے

اور کمال افسوس کا مقام ہو گا اگر اس تیغ ہندی سے یہ شاندار جوہر مٹا دیا جاوے۔ جسکی شان میں کسی استاد نے کہا ہے

چکی وہ یون کہ گری سب کی نظر سے برق پڑو کیوں کہ سے کیسی سپر برق



کے قولے اور خدات حکمی	بیان ہو چکا ہے مجھے اس قدر اور گزارش کر نیکی اجازت ہو۔ کہ
تخلیفتہ ہوں وہ انسان	قولے یا جذبات انسان کو عطا ہوئے ہیں۔ خواہ وہ ملکوتی
کمال ہے	ہوں۔ خواہ بھی۔ خواہ فضائل سے ہوں یا زایل سے ہوں

سب کام کے ہیں ۵ فعل الحکیہ لایخلو عن الحکمت ۵

ہر کسے راہر کار سے ساختند

اور خالق کا یہ مقصود اور نشار نہیں ہے کہ اوٹین سے کوئی سلوب ہو جاوے کیونکہ اگر یہ نشار ہوتا۔ تو او کا پیدا کرنا ایک فعل عجبت ہوتا۔

ان قولے کے پدید کرنے	البتہ ان قولے اور جذبات کو پیدا کرنے سے او کا منشاء
سے خالق کا کیا نشار ہے	تو یہ بھی کہہ کر ایک اپنا اپنا منصبی کام ادا کرتا رہے اور یہ کام

اس طرح پر باہمی اتفاق اور ترتیب اور قاعدے سے چلے جی طرح جملہ پُرزہ ملکہ ایک گہڑی میں چلاتے ہیں۔

اور جس شخص کے جملہ قولے اور جذبات اس طرح پر کام دیتے ہیں کمال انسان وہی ہے۔

شجاعت سمجھ ان قولے	اب یاد رکھنا چاہئے کہ شجاعت یہی سمجھ ان قولے کے ہے۔
کے ہے۔	او کو سلب کرنا۔ یا زایل کرنا خلاف متائے انہر دی ہے۔

پیر اگر ہم مہند یون میں سے شجاعت زایل ہو جاوے۔

اگر مہند و تانیون میں سے	شجاعت جسے سبب عثمان پاشا کی یہ قدر و منزلت ہوئی تو
جو ہر شجاعت زایل ہو جائے	ہم انسان ناقص ہو جاوے گی۔ کمال نہ رہے گی۔
تو وہ ناقص ہو جائے گی۔	

کامل انسان وہی ہے جسکی ہر قوت جبکہ ہر جذبہ شگفتہ اور شاداب ہو۔

ہم بڑے بڑے لکچر دیتے ہوں ہم نے بڑے بڑے امتحان پاس کئے ہوں۔ ہم نے بڑے بڑے ایجاد کئے ہوں۔ ہم نے بڑے بڑے بہاری ذرائع دولت پیدا کرنے کے	باوصف جلد عمود صفات کے اگر شجاعت نہ ہو تو ہم کچھ ہی نہیں
---	--

نکالے ہوں اور خود گنیمت فارون کے مالک ہو گئے ہوں ہم کیسے ہی خلیق حلیم سلیم ہوں۔ ہم کیسے ہی نیک پارسا ہوں۔ ہم کیسے ہی امیر و کبیر ہوں غرض یہ کہ ہم کچھ ہی ہوں۔ لیکن اگر ہم میں شجاعت نہیں ہے۔ تو ہم کچھ ہی نہیں ہم ناقص ہیں۔ نامکمل ہیں اور ہورے ہیں۔ بلکہ لٹھورے ہیں۔

آخری نتیجہ	کامل پرہیزگار ہوں۔ وہی انسان ہے جس میں جلد قوائے ملکوئی اور باطنی جذبہ جذبات خواہ وہ فضائل کے اقسام سے ہوں۔ خواہ زوایا کے اقسام سے شگفتہ اور کام کے ہوں اور مصداق
------------	---

جائے گل گل باش جائے خار خار

اپنے اپنے موقع مناسب پر اپنا اپنا مناسب ہی کام کرنے کے لائق ہوں۔

فقط

# غلطنامہ کتاب لکچرل شکل مضامین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲	پوری کی	پُرکی	۳۳	۳	بگڑ	بگدو
۵	۱۴	سکان میں	سکانوں میں	=	۱۷	فج کی بجی	فوج نے بجی
۶	۱۵	حال ہے	ڈال ہے	۳۷	۱۰	یایون کہ بعض	یایون کہ بعض
۱۱	۱۳	سمجھ میں ہے	سمجھ میں آتا ہے	۳۸	۸	انتظام کے مہاراجہ	انتظام مہاراجہ
۱۱	۱۷	اندیشہ ہے	اندیشے ہے	۳۹	۱۶	ولین اور قوت	ولین اس وقت
۱۲	۱۳	چہرا سا اور	چہرا اڑسا	۴۰	۱۷	پنجاب تو کیا کہنا	پنجاب کا تو کیا کہنا
۱۳	۱۶	صفر	سفر	۴۲	۱۳	ہنیں چلتی	ہنیں پہلی
۱۴	۲	بنے ہوئے ہے	بنے ہوئے ہے	۴۵	۶	ہوا ہی ہوا	ہوا ہی ہوا
۱۵	۱	کنارہ	کنارے	۴۷	۳	واسطہ نظر کے تحت	واسطہ کے تحت
۱۶	۱۳	سب سے بڑی	سب سے بڑی	۴۸	۶	اندیشہ	اندیشہ
۱۹	۸	اسی ریاست	اس ریاست	=	۱۷	اس قدر	اس قدر
۲۲	۴	کھڑکائی ہوئے	کھڑکے ہوئے	۵۱	۱	اجنٹ	اوجنٹ
۲۵	۸	توفیق	توفیق	۵۲	۲	بہت فائدہ مند	بہت فائدہ مند
۳۱	۱۶	آوی ہوئے	آوی نہیں ہوئے	۷۱	۱۵	کردی کردی	پیدا کردی

صفحہ	طر	غلط	صحیح	صفحہ	طر	غلط	صحیح
۷۲	۷	انگلستان اور یورپ	انگلستان اور یورپ	۱۱۸	۱	انٹی بصیرت اور پریشکا	انٹی بصیرت پریشکا
۷۵	۱	فائدہ ہوا کہ ہے	فائدہ ہوا کہ ہے			دشمنہ رہا	کارپورہ پڑا رہا
۷۹	۷	کار کی کے حاصل	کار کی کی لکڑی چل	۱۲۰	۱۲	کام ہی جہاد سے	کام جہاد سے
۸۳	۲	مقرر کر کے کے	مقرر کرنے کی	۱۲۱	۸	تیار رہیں	تیار رہیں
۷	۱۲	ہیکو ایسی	ہیکو اسی	۱۲۲	۸	ویسی	ویسیوں
۹۳	۷	ہنہیں کہ عمدہ	ہنہیں کہ کیوں عمدہ	۱۲۷	۳	یہ کہنا	یہ کہنا
۹۴	۱۰	نیابین قائم ہے	نیابین کیلئے قائم ہے	۷	۸	آئینی بہرتی	آئینی کی بھرتی
۷	۱۴	ماجے کے سکے	ماجے کے سکے	۱۲۸	۳	ستد بچتی	ست بچے
۹۸	۷	سرکار کی فوج تودا	سرکار کی فوج تودا	۱۳۰	۷	وہ باتیں	وہ باتیں
۷	۱۱	مقابلہ	مقابلہ	۱۳۵	۱۲	تو پایا جی	تو پایا جی
۱۰۱	۱۵	توین سمجھتا ہوں	توین سمجھتا ہوں	۱۳۸	۸	ہاتھ پہلے	ہاتھ پہلے
۱۰۱	۱	کرنگے اور باتوں	کرنگے اور باتوں	۱۳۹	۱۳	کون تہارا کو	کون تہارا کو
۱۱۲	۳	اولی الامر ہے	اولی الامر ہے	۱۴۴	۱۴	گر خالی گئی	گر خالی گئی
۱۱۳	۱	کہ ڈالنے ہیں	کہ ڈالنے آئیں	۱۵۰	۲	خبطی ہو	خبطی
۱۱۷	۲	زمین پر	زمین پر	۱۵۱	۲	ام بودار	ام بودا

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۱۵۷	۵	فیلان	فیلان	۱۶۸	۶	ولایتی اروند	ولایتی اروند
"	۶	مہنس دے	مہنس دیا	"	۱۳	خدا خدا کرے	خدا خدا کرے
"	"	آگے ہو گئے	آگے ہو گیا	۱۷۲	"	بچ نکاسا تہہ	بچ نکاسا تہہ
۱۵۸	۱۱	حضور قرآن کی	حضور قرآن کی قسم	"	۱۳	مرد آگے لو گئی	مرد آگے لو گئی
۱۵۹	۱۳	عذاب میں ہو گئی	عذاب میں ہو گئی	"	۱۳	اشتعال	اشتعال
۱۶۰	۱۱	جب قریب	جب بابو صوفی	۱۶۳	۱۱	قبلۃ الغدارا	قبلۃ الغدارا
"	"	ماہی قریب	ماہی قریب	۱۶۶	"	چلا تے	چلتے
۱۶۲	۱۱	پانچ ماہی	پانچ ماہی	"	"	تمام شد	تمام شد
۱۶۳	۱۵	کی در اندازی	قادر اندازی	"	"	"	"

